فتاویٰ عالمگیری

مکمل مدلل اردو (محشّیٰ)

حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا عظیم اسلامی شاہکار

ناشر: وسیم بک ڈپو - دیوبند (سہارنپور) یو پی

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاوی عالمگیری اردو جدید

(جز نمبر ۱۹)

کتاب المفقود

حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار
فقہ حنفی کیلئے مستند دستاویز اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلوپیڈیا جدید حاشیہ
اور فٹ نوٹس سے مزین، اغلاط سے پاک سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ،

مترجم و محشی
مولوی مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب عثمانی، فاضل دیوبند

ناشر
وسیم بک ڈپو۔ دیوبند۔ ضلع سہارنپور (یوپی)

سول ایجنٹ
مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

فتاویٰ عالمگیری اُردو جزء ۱۹

طبع اوّل ________ ایک ہزار

مطبوعہ ________ آزاد پرنٹنگ پریس دیوبند
قیمت ________ تین روپے -/۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اردو جزء ۱۹

تفسیر ابن کثیر مع حواشی و اضافات

علامہ ابن کثیر کی یہ عالم اسلام کی مقبول ترین، مستند اور بلند پایہ تفسیر قرآن ہے جس کو ہر زمانہ کے علماء اور ہر طبقۂ خیال کے مفسرین نے پسند کیا ہے اور اس سے مدد لی ہے، اس سے زیادہ دلچسپ اور آسان تفسیر آج تک شائع نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ عوام مقبولیت کے لحاظ سے یہ تفسیر صف اوّل میں شمار کی جاتی ہے تمام ہی مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کو بطریق سلف صالحین سب سے زیادہ سمجھانے والی تفسیر "تفسیر ابن کثیر" ہے اس کے بعد کی تمام اُردو اور عربی تفاسیر اس سے ماخوذ ہیں یہی وجہ ہے کہ اس تفسیر کو "ام التفاسیر" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ہندوستان میں پہلی مرتبہ ادارے نے مفید ترین حواشی اور اضافات کے ساتھ بصرف زرِ کثیر عربی سے اردو میں شائع کیا ہے۔ ترجمہ اردو مولانا ابو محمد صاحبؒ جوناگڑھی کا ہے، ترجمہ کلام پاک حکیم علامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا ہے، اور حواشی و اضافات حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری کے قلم کا شاہکار ہیں۔

مکمل تفسیر بتیس ۳۲ اجزاء (قسطوں) میں چھاپی گئی ہے۔ ہدیہ فی جز تین روپے، مکمل سیٹ نوے ۹۰ روپے، مجلد در چار جلد سو ۱۰۰ روپے ممبران کو ہر ماہ دو جز یا تین روپے اور پانچ جز یک جا منگانے پر دس روپے کی وی پی سے روانہ کئے جاتے ہیں۔

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

ضلع سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المفقود[1]

مفقود وہ شخص کہلاتا ہے کہ جو اپنے گھر والوں سے غائب ہو جائے یا اپنے شہر سے لاپتہ و غائب ہو گیا ہو یا اسے دار الحرب کے غیر مسلم باشندے گرفتار کر لیں۔ اس کے بعد اس کی موت و حیات اور اس کی قیامگاہ کا پتہ نہ چلے اور اسی گم شدگی کی حالت کو طویل عرصہ گذر گیا ہو اور طویل مدت کے باعث اسے معدوم (مردہ) قرار دیدیا گیا ہو۔ اس قسم کے آدمی کا حکم یہ ہوگا کہ اسے اپنی ذات کے لحاظ سے اور اپنے حق میں حیات اور دوسرے کے حق میں مرا ہوا شمار کیا جائے گا۔ پس اپنے حق میں حیات شمار ہونے کے باعث اس کی زوجہ کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور نہ اسکے مال کو تقسیم کرنا درست ہوگا اور نہ اس کے اجارہ کو فسخ و کالعدم قرار دیں گے۔ دوسرے کے حق میں مردہ شمار کئے جانے کی بنا پر جو آدمی اس کے ورثاء میں سے اس کی عدم موجودگی اور گم شدگی کی حالت میں موت کی آغوش میں سوئے گا وہ اس کی میراث کا حقدار نہ ہوگا (خزانۃ المفتین)

قاضی اس کی جانب سے ایک ایسے آدمی کا تقرر کرے گا جو لوگوں سے اسکے واجبات کو وصول کرے اور اس کے مال کا تحفظ کرے۔ اور اس شخص کا اس قسم کا قرضہ جس کے قرضدار خود معترف ہوں وصول کرلے۔ البتہ اسکا ایسا قرض جسکے مقروض مقر نہ ہوں (بلکہ منکر ہوں) اس کے لئے یہ شخص نزاع نہیں کرے گا اور نہ اس مقرر کردہ شخص کو ایسے سامان اور زمین کے سلسلہ میں نزاع (ونالش) کا حق ہوگا جس کے اوپر دوسرا قابض ہو۔ وجہ یہ ہے کہ یہ شخص نہ اپنے آپ مالک ہے اور نہ اسے مالک نے نائب بنایا ہے بلکہ محض قاضی کی طرف سے قبضہ کردہ (اور موجودہ اشیاء) کا وکیل بنایا گیا ہے[2] اور اس قسم کے وکیل کو متفقہ طور پر سب کے نزدیک نزاع و نالش کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ سبب یہ ہے کہ اس اختیار کے دینے کی شکل میں غائب کے اوپر حکم نافذ ہوگا۔ اور ہمارے (احناف) کے نزدیک یہ صورت ناجائز ہے۔ البتہ اگر کسی قاضی کے نزدیک غائب شخص پر حکم کا نفاذ جائز و درست ہو اور وہ حکم دیدے تو کیونکہ یہ اجتہادی شکل ہے اس لئے اس کو جائز قرار

[1] ھو لغۃ المعدوم وشرعاً غائب لم یدر احی ھو فیتوقع قدومہ ام میت اودع اللحد البلقع وھو فی حق نفسہ حی فلا ینکح عرسہ غیرہ ولا یقسم مالہ ولا تفسخ اجارتہ ونصب القاضی من ای وکیلا یاخذ حقہ ویحفظ مالہ ویقوم علیہ لکنہ لیس بخصم فیما یدعی علی المفقود من دین وودیعۃ وشرکۃ فی عقار او رقیق ونحوہ ولا یبیع القاضی ما لا یخاف فسادہ فی نفقۃ ولا فی غیرھا بخلاف ما یخاف فسادہ وینفق علی عرسہ وقریبہ ولادا ولا یفرق بینہ وبینھا ولو بعد مضی اربع سنین ومیت فی حق غیرہ فلا یرث من غیرہ (درمختار کتاب المفقود ص ۳۴۰ ج ۱) [2] یعنی گویا غائب شخص نے اسے اپنا نائب مقرر کیا ہے۔

قرار دیں گے اور اس اجتہاد کردہ صورت میں اس کا فیصلہ متفقہ طور پر نافذ ہوگا۔ پھر یہ بات ذہن نشیں رہے کہ قاضی نے جس شخص کا بحیثیت وکیل تقرر کیا ہو اگر اس کے کسی کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے کے باعث کسی شخص پر قرض کا وجوب ہوا ہو تو وکیل کو بالاتفاق اس قرض کی وصولیابی کیلئے نزاع و نالش کا حق حاصل ہوگا۔ (نیز) گم شدہ شخص کے مال میں سے وہ چیز جس کے خراب و ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اسے بیچنے[1] کا حق حاصل ہوگا۔ (تبیین)

ہر ایسی شے جس کے جلد خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اسے نہ اس کے اہل و عیال کے نفقہ کے لئے فروخت کریں گے اور نہ نفقہ کے علاوہ میں۔ خواہ یہ ایسا مال ہو جو منتقل کیا جا سکتا ہو یا منتقل نہ کیا جا سکنے والا مالِ عقار[2] ہو۔ (غایۃ البیان)

اور اس کے مال میں ایسے لوگوں کو نفقہ دینا درست ہے جن کے نفقہ کا وجوب اس کے حاضر و موجود ہوتے ہوئے بلا حکم قاضی اس پر تھا مثلاً زوجہ، اس کے ماں باپ اس کے بچے۔ البتہ ایسے لوگ جو اس کے حاضر ہونے کی صورت میں بلا حکم قاضی اس سے اپنا نفقہ لینے کے حقدار نہ تھے ان کے اوپر اس کی عدم موجودگی میں اس کا مال خرچ نہیں کریں گے۔ مثلاً اس شخص کے بہن بھائی وغیرہ۔ مال سے ہماری مقصود نقد مال ہے۔ (خزانۃ المفتین)

بغیر ڈھلے (ونہر) کے چاندی اور سونے کے ٹکڑوں کا حکم نقد دینار و درہم کا سا ہوگا۔ یہ حکم اس شکل میں ہوگا کہ ذکر کئے گئے مال کے اوپر قاضی کا قبضہ ہو۔ اور اگر وہ مال بطور امانت کسی اور شخص کے پاس ہو یا بطور قرض کسی کے پاس ہو تو دونوں شکلوں میں بہر شکل میں ان لوگوں کے اوپر اس مال میں سے خرچ کرنے کا حکم ہوگا۔ بشرطیکہ امانت رکھنے والا اور مقروض دونوں امانت اور قرضہ کا اعتراف کریں اور ان لوگوں کا نسب اس شخص سے ثابت اور نکاح کے (یعنی زوجہ کو اس کی منکوحہ قرار دیتے ہوں) معترف ہوں ان دونوں باتوں کے قاضی کے سامنے ظاہر نہ ہونے کی صورت میں یہی تفصیل ہے۔ اور قاضی کے سامنے ظاہر ہو چکنے کی شکل میں ان دونوں کے اقرار (یعنی امانت و قرضہ کے اعتراف) ضرورت نہ ہوگی اگر قاضی کے سامنے ان دو باتوں (یعنی قرض اور امانت) میں ایک تو ظاہر ہو گئی ہو اور دوسری ظاہر نہ ہوئی ہو تو درست قول کے مطابق ظاہر نہ ہونے والی شے کے اعتراف و اقرار کی ضرورت ہوگی۔ اگر امانت رکھنے والا اپنے آپ بلا حکم قاضی امانت کی رقم (وغیرہ) ان کے حوالہ کر دے یا مقروض بلا حکم قاضی قرض ان کے سپرد کر دے تو امانت رکھنے والے پر ضمان لازم آئے گا اور مقروض بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اگر امانت رکھنے والا یا مقروض قطعی طور پر اسی کا انکار کر دیں کہ ان کے پاس امانت یا قرض (کی رقم) تھی۔ یا محض نسب و نکاح کے منکر ہوں تو نہ اس کے ثابت کرنے کے سلسلہ میں نفقہ کے حقدار کو ان کا مقابل (اور نالش کا حقدار) قرار دیں گے اور نہ مفقود (گم شدہ شخص) اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق و علیحدگی کا حکم ہوگا۔ اور گمشدگی کو نوے برس بیت جانے پر اس شخص کے موت کی آغوش میں سو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔[3]

روایت کے ظاہر کے مطابق جب اس شخص کے ہم عمر لوگ مر جائیں اور اس کے ہم عمروں میں سے کوئی بقید حیات نہ رہے تو اس کی موت کا حکم دیں گے۔ یہ ذہن نشیں رہے کہ اس کے ان ہم عمروں کے مرنے کا اعتبار کیا جائے گا جو اسی کے شہر کے باشندے ہوں (کسی دوسری جگہ ان کا قیام نہ ہو) (کافی)

---

[1] مگر فروخت کردہ شے کی قیمت محفوظ رکھنی لازم ہوگی۔ [2] یعنی زمین وغیرہ

[3] اب حالات زمانہ اور مزید سہولت و مصالح کے پیش نظر امام مالک کے قول پر فتویٰ دے دیا جاتا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اردو کتاب۔ (حیلۂ ناجزہ)

راجح وپسندیدہ قول کے مطابق اس امر کا مدار خلیفۃ المسلمین کی رائے پر ہوگا۔ (تبیین)

اس کے موت کی آغوش میں سو جانے کے حکم کے بعد سے اس کی زوجہ عدت وفات گذارے گی، اور اس وقت اسکے موجود ورثاء پر اس کے مال کو تقسیم کریں گے جس وارث کا اس حکم سے قبل انتقال ہوچکا ہو اسے اسکا وارث قرار نہ دیں گے۔ (ہدایہ)

اگر اس مدت کے بیت جانے کے بعد مفقود شخص یعنی اس عورت کا خاوند لوٹ آئے تو اسی کو عورت کا حقدار قرار دیں گے البتہ اگر وہ عورت کسی اور کے ہمراہ نکاح کر چکی ہو تو پھر پہلے شخص کو حاصل کرنے کا کوئی حق نہ رہے گا۔ مدت پوری ہونے کے دن (یعنی نوّے سال) مفقود شخص کو اس کے مال کے حق میں مردہ شمار کریں گے۔ اور مفقود کا حکم نافذ ہونے کے بعد سے اسے دوسرے کے مال کے حق میں مردہ قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

مفقود کا جو عزیز اس کے مفقود ہونے کے زمانہ میں مرا ہو مفقود شخص کو اس کا وارث قرار نہ دیں گے۔ یعنی مفقود کو مرنے والے کی ملک میں سے ملنے والے حصہ وراثت کو اسکی ملک میں شامل نہ کریں گے بلکہ اس کا جو حصہ بنتا ہو اسے محفوظ رکھا جائے گا۔ اس کے بعد اگر مفقود بقید حیات آجائے تو وہ اس کا حقدار ہوگا اور اگر اس کا زندہ ہونا معلوم نہ ہو حتیٰ کہ پورے نوّے سال بیت جائیں تو مفقود کے واسطے رکھے ہوئے حصہ میراث کو مرنے والے کے انتقال کے دن اس کے جو وارث تھے انہی کے اوپر بقدر حصہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ خواہ ان ورثاء میں سے بعض موت کی آغوش میں سو چکے ہوں۔ (کافی)

اور مرنے والے کے مفقود شخص کے لئے کسی چیز کی وصیت کرنے کی صورت میں وہ بھی محفوظ اور غیر تقسیم شدہ رکھی جائے گی حتیٰ کہ اس کے موت کی آغوش میں سو چکنے کا حکم کر دیا جائے۔ اس کے مرنے کا حکم کئے جانے کے بعد یہ چیز اس کے ورثاء پر بقدر حصہ تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (تبیین)

اگر کوئی اسلام سے پھر جانے والا مفقود ہو جائے اور اس کے مرتد ہو کر دار الحرب پہونچنے نہ پہونچنے کا علم نہ ہو تو دار الحرب میں اس کے پہونچنے کا پتہ چلنے تک اسکی میراث کو بھی محفوظ و موقوف رکھنے کا حکم ہوگا۔ اگر اسلام سے پھرنے والے کی اولاد میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کا ترکہ اس کے ورثاء پر تقسیم کر دیا جائے گا اور مرتد کی خاطر اسے محفوظ نہ رکھیں گے اور تقسیم موقوف نہ کریں گے[1] (ظہیریہ)

اگر کوئی مفقود کے ہمراہ کوئی اس قسم کا وارث ہو جو یہ تو نہیں کہ مفقود کے ہوتے ہوئے سرے سے ترکہ ہی سے محروم ہو جائے البتہ اس کی موجودگی سے اس کے حصہ میں کمی ضرور آتی ہو تو ایسے شخص کو دونوں حصوں میں سے جس حصہ کی مقدار کم ہو وہ عطا کریں گے یعنی اسے ترکہ سے محروم ہونے سے رہ گئے والی (قلیل) مقدار عطا کی جائے گی۔۔ بغیر کسی کمی کے جتنا ترکہ اسے مل رہا ہو وہ محفوظ موقوف رکھا جائے گا۔ اگر کوئی اس طرح کا وارث ہو جو مفقود کی موجودگی میں سرے سے محروم ہی ہو جاتا ہو تو اسوقت اس کو کچھ عطا نہیں کریں گے۔ اس مسئلہ کی شکل یہ ہے کہ زید کا انتقال ہوا اور ورثاء میں دو لڑکیاں ایک مفقود لڑکا ایک پوتا اور ایک پوتی وارث چھوڑے اور ترکہ کسی اجنبی شخص کے پاس محفوظ ہو اور سب بالاتفاق زید کے لڑکے کے مفقود ہونے کا اقرار کریں اور دونوں لڑکیوں نے ... لے میں سے اپنے حصہ کے طلبگار ہوں تو لڑکے کے نہ ہونے کی شکل میں مال متروکہ میں سے دو تہائی ان کا ہوگا اور ہونے کی شکل میں ہر ایک کو چوتھائی چوتھائی ملے گا۔ یعنی کل مالک کا آدھا ان کو نقصان و کمی کے ساتھ ملے گا۔ لہٰذا دونوں حصوں میں سے زیادہ کم یعنی آدھا حصہ انہیں اسوقت عطا کیا جائے گا۔ اور پوتا جو لڑکے کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتا ہے

---

[1] یعنی اس صورت میں مرتد اس کی میراث سے محروم رہے گا۔

اسے کچھ نہیں دیں گے بلکہ باقی ماندہ سارا مال محفوظ رکھنے کا حکم ہو گا۔ اور جس کے پاس وہ مال محفوظ ہو تا وقتیکہ اس سے خیانت کا سرزد ہونا اور مال کا محفوظ نہ رہنا معلوم نہ ہو اسی کے پاس رہنے دیں گے۔ اور اگر خیانت ظاہر ہو جائے اور مال محفوظ نہ رہے تو یہ امانت اس کے پاس نہ رکھیں گے۔ اس کے بعد جب مدت بیت جائے اور مفقود کے موت کی آغوش میں سونے کا حکم کر دیا جائے تو باقی ماندہ پورے مال کا چھٹا حصّہ دونوں لڑکیوں کو ان کا دو تہائی پورا کرنے کی خاطر عطا کیا جائے گا۔ اور ان کے بقید حیات نہ ہونے کی شکل میں ان کے ورثا فرائض و میراث کے اصول کے مطابق حقدار ہوں گے۔ اور باقی ماندہ مال پوتے کا ہو گا۔ اس کی مثال حمل قرار دیا گیا ہے۔ یعنی مفقود باعتبار حکم مرنے والے کے اس بچہ کی طرح ہے جو ابھی تک پیٹ میں ہو اور پیدائش نہ ہوئی ہو۔ اس حمل کے لئے ایک لڑکے کے بقدر حصہ مختار در راجح قول کے مطابق باقی رکھا جائے گا۔ اگر اس حمل کے ساتھ دوسرا وارث اس قسم کا موجود ہو کہ وہ کسی صورت میں بھی محروم نہ ہوتا ہو اور حمل کی بنا پر اس کے حصّہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہ آتی ہو تو اس صورت میں اسے اس کا پورا حصّہ عطا کر دینے کا حکم ہو گا۔

اور اگر وارث اس طرح کا ہو کہ حمل کی وجہ سے اس کے حصہ میں تبدیلی آتی ہو (اور اس کا حصہ کم ہوتا ہو) تو اس صورت میں اس کو دونوں حصوں میں سے جو کم ہو گا وہ عطا کئے جانے کا حکم ہو گا۔ (کافی)

اگر مفقود شخص جنگل کے اندر موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے ساتھی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس کا سواری کرنے اور سامان کا جانور فروخت کر کے دراہم اس کے ورثا و عزیزوں تک پہونچا دے۔ کوئی شخص مفقود شخص پر دعویٰ کرے کہ وہ اس کا مقروض ہے یا امانت یا زمین (وغیرہ) میں شرکت یا طلاق یا نکاح یا آزادی یا عیب کے باعث کسی چیز کے لوٹانے یا اور حقوق میں سے کسی حق کا مدعی ہو تو نہ اس کے گواہوں کی گواہی قابل قبول ہو گی اور نہ اس کا دعویٰ قابل قبول ہو گا۔ قاضی نے جس شخص کو مال پر قابض رہنے اور حفاظت کا وکیل بنایا ہو وہ یا مفقود کے ورثا میں سے کوئی وارث مدعی کے مقابلہ میں خصم (اور اس کے خلاف نالش کرنے والا) قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر قاضی کے مسلک کی رو سے کسی کے غائب و مفقود ہونے کی صورت میں بھی (اس کے سلسلہ میں) قضا و فیصلہ درست ہو اور وہ گواہوں کی گواہی کے بعد حکم دیدے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس حکم کے نافذ ہونے کا حکم کریں گے۔ (تاتارخانیہ)

کتاب الشرکۃ[لے]

یہ چھ فصلوں پر مشتمل ہے

(شرکت کی قسموں، اسکی شرطوں، ارکان، احکام اور اس کے متعلقات کا ذکر)۔

لے لا یخفی مناسبتہا للمفقود من حیث الامانۃ بل قد یتحقق فی مالہ عند موت مورثہ ہی بکسر فسکون فی المعروف وفی لغۃ الخلط سمی بہا العقد لانہا سببہ وشرعا عبارۃ عن عقد بین المتشارکین فی الاصل والربح نقود، کنہانی شرکۃ العین اختلاطہما فی العقد الانعقاد المفید لہ وہی ضربان شرکۃ ملک وہی ان یملک متعدد عینا او دینا بارث او بیع او غیرہما بای سبب کان جبریا او اختیاریا ولو متعاقبا کما لو اشتری شیئا ثم اشرک فیہ آخر منیۃ وکل من شرکاء الملک اجنبی فی مال صاحبہ فصح لہ بیع حصتہ ولو من غیر شریکہ بلا اذن الا فی صورۃ الخلط درمختار کتاب الشرکۃ صـ۳۰۳ ج۳ ۱۲)

فصل شرکت کی قسموں کا ذکر

شرکت دو قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) شرکت ملک اسے کہتے ہیں کہ ایک شے کے دو اشخاص مالک ہوں، اس کے بغیر کہ دونوں کے درمیان عقدِ شرکت اور معاملہ شرکت ہوا ہو (تہذیب) (۲) شرکت عقد۔ وہ اس طریقہ سے کہ مثلاً دو اشخاص میں سے ایک کہے کہ میں تیرے ہمراہ اس امر میں شریک ہوگیا اور دوسرا شخص کہے کہ میں اسے قبول کرتا ہوں (کنز الدقائق)

شرکت ملک دو قسموں پر مشتمل ہے (۱) شرکت جبر (۲) شرکت اختیار

شرکت جبر اسے کہتے ہیں کہ دو اشخاص کا مال بلا اختیار و بلا ارادہ اس طریقہ سے مخلوط ہو جائے کہ دونوں کے مالوں کی کچھ تمیز نہ ہو سکے یعنی دونوں مالوں کی ایک جنس ہو لہٰذا مخلوط ہونے کی بنا پر امتیاز ممکن نہ ہو یا تمیز انتہائی دقت و دشواری کے ساتھ ممکن ہو مثلاً گندم اور جو مل جائیں۔ یا دو اشخاص کسی ایک مال کے بقدر حصہ وارث قرار پائیں۔ شرکت اختیار اسے کہتے ہیں کہ (مثلاً) دو اشخاص کو ایک مال ہبہ کر دیا جائے یا دو اشخاص ایک مال کے غلبہ حاصل کر کے مالک ہو جائیں یا با اختیار خود دونوں اپنا اپنا مال آپس میں ملا دیں۔ (ذخیرہ)

یا خرید کر یا صدقہ کے باعث دونوں کو ایک مال پر ملکیت حاصل ہو جا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

یا کوئی دونوں کو ایک مال کی وصیت کر جائے اور دونوں نے اس وصیت کو قبول کر لیا ہو (اختیار شرح مختار) شرکت اختیار کا رکن[1] دونوں حصوں کے اکٹھے ہونے کو قرار دیا ہے۔ شرکت اختیار کا حکم یہ ہے کہ مشترک مال کے اندر جو اضافہ ہوگا اس میں ملک کے اعتبار سے شریک قرار دیں گے یعنی جو شخص جتنی مقدار کا مالک ہوگا اسی کے لحاظ سے اسے شریک قرار دیں گے۔ دونوں میں سے کسی کو اپنے دوشریک کے حصہ کے اندر تصرف کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہی حکم کرے تو اور بات ہے۔ دونوں شریکوں میں سے ہر شریک کا اپنے شریک کے حصہ کے اندر اجنبی اور غیر شخص کا سا حکم ہوگا۔ ہر شکل میں یہ جائز ہے کہ ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کو بیچ دے اور یہ بھی جائز ہے کہ دوسرے کا بلا اجازت شریک اپنا حصہ کسی اجنبی شخص کو بیچ ڈالے البتہ اگر مال مخلوط ہو جائے (اور امتیاز نہ ہو سکتا ہو) تو بلا اجازت شریک اجنبی وغیرہ شخص کو فروخت کرنا درست نہ ہوگا (کافی)

شرکتِ عقود تین قسموں پر مشتمل ہے (۱) شرکت باعمال (کاموں میں شرکت) (۲) شرکت بوجوہ (۳) شرکت بالمال۔ ان تینوں میں سے ہر ایک دو قسموں پر مشتمل ہے (۱) شرکت عنان (۲) شرکت مفاوضہ (ذخیرہ)

ایجاب و قبول کو شرکت عقد کا رکن قرار دیا گیا۔ یہ اس طریقہ سے کہ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھ کو فلاں اور فلاں کے اندر شریک کر دیا اور دوسرا شخص کہے کہ میں نے اس کو قبول کر لیا (کافی)

باعث استحباب ہے کہ اس پر گواہ بنا لئے جائیں (نہر الفائق)

ان شرکتوں کے جائز ہونے کی شرط یہ قرار دی گئی کہ شرکت کردہ وکالت کے قابل ہو اور اس کا کوئی وکیل (و ضامن) بن سکتا ہو (محیط)

اور یہ بھی شرط قرار دی گئی ہے کہ مقدارِ نفع کا علم ہو۔ البتہ اگر نفع کی مقدار غیر معلوم و مجہول ہو تو شرکت کو فاسد شمار کیا جائے گا شرکت صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ نفع کا جز اس طرح کا قرار دیں جو معروف ہو اور جس سے لوگ آگاہ ہوں (اپنی طرف سے) مقدار معین نہ کریں مثلاً اگر ۰۰۰۰ سو، بیس یا دس دراہم (یا دینار) وغیرہ معین کر دیے جائیں تو شرکت فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (بدائع)

---

[1] یعنی جس کے بغیر شرکت اختیار کی تعریف صادق نہیں آسکتی اور اسے شرکت اختیار نہیں کہا جا سکتا۔ رکن۔ جس کے بغیر بیع وغیرہ منعقد ہی نہ ہو۔

شرکت عقد کا حکم یہ ہے کہ جس شے کے اوپر عقد ومعاملہ کیا جائے اور جو کچھ فائدہ اس چیز کے ذریعہ حاصل ہو اس میں دونوں شریک قرار دیئے جائیں گے۔ (محیط سرخسی)

شرکت بالمال کی صورت یہ ہے کہ دو آدمی اپنا اپنا راس المال (اصل مال) مخلوط کر کے اس طرح کہیں کہ ہم دونوں اس کے تمام اس شرط کے ساتھ شریک ہو گئے کہ ہم دونوں اس کے ذریعہ الگ الگ یا ساتھ ساتھ خریدیں اور بیچیں۔ یا اس شرط کو ذکر نہ کریں بلکہ بلا قید اس طرح کہیں کہ ہم آپس میں اس شرط کے ساتھ شرکت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جتنا بھی اس سے نفع عطا کرے وہ اس میں ہم باہم فلاں فلاں شرط کے ساتھ شریک ہوں گے یا ان دونوں میں سے ایک اسی طریقہ سے کہے اور دوسرا شخص کہے کہ ہاں ٹھیک ہے۔ (بدائع)

دوسری فصل۔ وہ الفاظ جن کے ذریعہ شرکت صحیح اور جنکے ذریعہ غلط ہے

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر بلا ان کے دو آدمی اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ ہم نے آج جو کچھ خریدا اس میں ہم دونوں شریک ہوں گے چاہے وہ کسی قسم یا عمل کی تخصیص کر دیں یا تخصیص نہ کریں تو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر "آج کے دن" کی جگہ "اس ماہ میں" کہے تب بھی جائز ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر شرکت کے لئے کسی وقت کا ذکر نہ کرے یعنی اس طرح کہے کہ اس شرط کے ساتھ شرکت کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی خریدیں گے اس میں ہم دونوں شریک ہوں گے۔ تو شرکت کی یہ صورت بھی جائز ہوگی۔ (محیط)

اگر شرکت کے لئے کسی وقت کی تعیین کی گئی تو اوپر ذکر کیگئی تفصیل کے مطابق درست ہے بشرؒ بحوالہ امام ابو یوسف امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ صورت درست ہے لیکن طحاوی کہتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ طحاوی کے علاوہ دوسرے مشائخ (فقہاء) اس روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ مشائخ کے قول کو ہی صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اگر دونوں شریک لفظ شرکت کا تو استعمال نہ کریں مگر ایسا لفظ استعمال کریں جس سے استعمال لفظ اور محاورہ وعرف کی رو سے) شرکت مفہوم ہوتی ہو۔ جیسے ایک شخص دوسرے سے کہے کہ جو کچھ میں آج خریدوں میرے اور تیرے بیچ ہوگا اور دوسرا اس قول سے اتفاق کرے مثلاً وہ کہے کہ بہتر ہے۔ تو اس طرح شرکت درست ہوگی یا نہیں۔ امام محمدؒ نے یہ مسئلہ اصل کے اندر بیان نہیں فرمایا۔ (مگر) بحوالہ ابو سلیمان امام محمدؒ سے مروی ہے کہ درست ہے اور صرف اتنا کہنے سے بھی شرکت ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر دونوں کی طرف سے مذکورہ بالا مسئلہ میں لفظ خرید کا استعمال ہوتا اور دوسرا شریک پہلے کے لفظ خرید کے استعمال کی تصدیق پر اکتفا نہ کرتا تو حکم شرکت کا اعتبار کرتے ہوئے کہ لفظ شرکت کے بغیر بھی شرکت ہو گئی یہاں بھی شرکت درست ہوتی۔ لہٰذا شرکت کے ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ محض خریداری کے اندر اس شرکت کو درست قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا دونوں میں سے کسی کو یہ حق واختیار حاصل نہیں ہوگا کہ دوسرا شریک جو کچھ خریدے اس کے حصہ میں سے کچھ بلا اجازت بیچ ڈالے۔ البتہ اگر شریک اجازت دے تو فروخت کرنا درست ہوگا۔ (غایتہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ جو کوئی شے میں نے خریدی وہ مجھ میں اور تجھ میں ہے یا کہے وہ ہم دونوں کے بیچ میں ہے اور دوسرا شخص کہے کہ ہاں بہتر ہے، لہٰذا اگر اس کا منشا یہ ہو کہ ہم دونوں کی حیثیت شریک تجارت کی سی ہو تو اسے شرکت قرار دینگے یہاں تک کہ جنس کے قرار پر کا یہ بھی۔ مثلاً لفظ خرید وفروخت کا استعمال صرف ہے۔ اگر مقصود یہ ہو کہ خاص طور پر وہی خریدی ہوئی شے جوں کی توں دونوں کے درمیان مشترک ہوگی اور اس خرید کردہ شے میں دونوں کی حیثیت شرکاء تجارت کی سی نہ ہوگی بلکہ (محض) وہی خرید کردہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگی۔ چنانچہ وہ چیز دونوں بطور میراث پائیں یا

لے مثلاً کہیں کہ ہم آج گندم یا فلاں منبر جس پر اس طرح اور اس رنگ کی لکڑی ہو ہم خریدیں تو اس میں شریک ہوں گے۔

دونوں کو بطور ہبہ ملے تو اس صورت میں وکالت کے ثابت ہونے اور شرکت کے ثابت نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ لہٰذا وکالت کے درست ہونے کی شرط پائی جانے کی شکل میں وکالت درست ہوگی ورنہ درست نہ ہوگی۔ وکالت کی دو قسمیں ہیں (۱) وکالت خاصہ (۲) وکالت عامہ۔ وکالتِ خاصہ اس صورت میں درست ہوگی جبکہ خریدی ہوئی شے کی جنس ذکر کر دی گئی ہو اور اس کی نوع اور ثمن (قیمت) کی مقدار کا ذکر کر دیا ہو۔ وکالتِ عامہ کے درست ہونے کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ وکیل بنانے والا یا تو وکیل کو حسبِ رائے اور اپنی منشا کے مطابق کرنے کا اختیار عطا کر دے یا مبیع (خریدی جانے والی شے) کی جنس یا مقدار یا قیمت (ثمن) یا وقت کا ذکر کر دے۔ (بدائع)

منتقی کے اندر امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر دو آدمی یہ کہیں کہ جو شے ہم دونوں خریدیں وہ ہم دونوں میں آدھی آدھی ہوگی تو اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ نیز منتقی کے اندر بحوالہ حسن ابن زیاد امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجارت کی اصناف[1] (قسموں) میں سے جو شے خریدوں وہ میرے اور تیرے بیچ ہوگی۔ اور اسے دوسرا شخص قبول کر لے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ اصنافِ تجارت میں سے کوئی شے آج کے دن خریدی۔ تب بھی کوئی فرق نہ پڑے گا اور اوپر ذکر کردہ حکم باقی رہے گا اور اس دن جو چیز بھی خریدے گا وہ دونوں کے درمیان آدھی آدھی ہوگی۔ اسی طرح اگر دونوں اشخاص میں سے ہر شخص مذکورہ بالا طریقہ پر کہے لیکن کوئی معین وقت نہ ذکر کرے تب بھی شرکت جائز ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں جتنا آٹا خریدوں وہ میرے اور تیرے بیچ ہوگا تب بھی جائز قرار دیں گے۔ اور دونوں اشخاص میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے کے خرید سے ہوئے حصہ کو بلا اس کی اجازت کے بیچ ڈالے کیونکہ دونوں کی شرکت بیچنے کے اندر نہیں بلکہ خریداری میں ہے البتہ دوسرے کی اجازت کی صورت میں بیچ دینا جائز ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں کوئی غلام خریدوں تو میرے اور تیرے بیچ ہوگا تو اسے فاسد قرار دیں گے۔ البتہ اگر وہ نوع ذکر کر دے۔ جیسے کہے کہ خراسانی غلام یا ہروی غلام وغیرہ تو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ میں جو شے خریدوں وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہوگی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ شرکت درست نہ ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (بدائع)

منتقی کے اندر بحوالہ بشر ابن الولیدؒ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص کہے کہ میں آج کے دن جو شے خریدوں وہ میرے اور تیرے بیچ میں مشترک ہوگی تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص ایک برس کی مدت ذکر کرے تب بھی جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر معین وقت ذکر نہ کرے مگر خریدی گئی شے کی مقدار بیان کر دے مثلاً کہے کہ سو من گندم تک جتنی مقدار بھی گندم کی خریدوں وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہوگی تو اسے درست و جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

اگر کہے کہ میں جو شے تیری سمت پر خریدوں وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہوگی۔ حالانکہ وہ خود بھی اسی سمت جائے جس سمت وہ پہلا گیا ہو یا کہے کہ جو شے میں بصرہ میں خریدوں تو تا وقتیکہ ثمن (وقت) یا دونوں یا مبیع (خریدی جانے والی شے) کا ذکر نہ کرے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ فلاں معین و نامزد غلام کو میری اور اپنی خاطر مشترک طور پر خرید لے اور وہ کہے کہ اچھا (ٹھیک ہے) پھر وہ بوقت خریداری اس کے گواہ قائم کرے کہ اس نے یہ غلام محض اپنی خاطر خریدا ہے اس صورت

---

[1] یعنی جن چیزوں کی تجارت عموماً کی جاتی ہو۔ [2] یعنی دونوں شریک ہوں گے۔

میں ذکر کیا گیا غلام دونوں کے درمیان مشترک قرار دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

مجرد کے اندر امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ غلام خاص طور پر اپنے واسطے خریدنے کی صورت میں اسی کا شمار ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ تم لوگ شاہد رہو کہ میں یہ غلام فلاں یعنی حکم دینے والے کی خاطر خرید چکا ہوں۔ اس کے بعد وہ غلام خریدے تو اس صورت میں غلام حکم دینے والے کا ہوگا (ذخیرہ)

اگر اس کے خریدتے وقت خاموشی اختیار کرے پھر خرید لینے کے بعد کہے کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں اسے فلاں کی خاطر خرید چکا ہوں تو غلام فلاں یعنی حکم دینے والے کا ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ذکر کیا گیا غلام اسوقت تندرست اور صحیح و سالم ہو اگر غلام میں کسی عیب کے پیدا ہو جانے یا موت کی آغوش میں سو جانے کے بعد وہ اس طرح کہے تو اس کے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر حکم دینے والا اس کے قول کی تصدیق کر دے تو اس کا قول قابلِ قبول ہوگا (تاتارخانیہ)

زید عمرو سے کہے کہ خالد کا غلام خرید لیجئے پر وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہوگا۔ اور عمرو کہے اچھا ٹھیک ہے اس کے بعد وہ خریدنے کی غرض سے چلے اور بکر اس سے کہنے لگے کہ خالد کا غلام میری اور اپنی خاطر خرید لے اور وہ کہے بہتر ہے۔ اس کے بعد خالد کا غلام خرید لے تو اس غلام کو زید اور بکر میں مشترک قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

مشائخؒ کے نزدیک یہ اس صورت میں درست ہے جبکہ عمرو بکر کی وکالت زید کی موجودگی و اطلاع کے بغیر قبول کرلے اور زید کی موجودگی و اطلاع کے بعد قبول کرنیکی شکل میں اس غلام میں بکر اور عمرو آدھے آدھے کے شریک قرار دیئے جائینگے۔ (محیط)

اگر اس دوران عمرو کی ملاقات طلحہ سے ہو اور دوران ملاقات وہ بھی یہی کہے کہ خالد کا غلام میری اور اپنی خاطر خریدلے اور عمرو وہ غلام خریدلے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر عمرو زید و بکر کی موجودگی و اطلاع کے بغیر طلحہ سے کہے کہ، اچھا بہتر ہے، تو ذکر کیا گیا غلام زید اور بکر میں مشترک قرار دیا جائے گا اور عمرو و طلحہ کا اس میں کچھ حصہ نہ ہوگا اور دونوں کی موجودگی (اور اطلاع کے بعد) اچھا کہا ہو تو ذکر کئے گئے غلام کو عمرو و طلحہ میں آدھا آدھا قرار دیا جائے گا اور دونوں نصف نصف کے شریک ہوں گے۔ (محیط سرخسی)

منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے ہشامؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ زید عمرو کو حکم دے کہ ایک ایسا کپڑا جس کا وصف بیان کر دیا ہو میرے اور اپنے لئے جتنے دراہم میں اس شرط کے ساتھ خریدلے کہ میں ہی نقد دراہم کی ادائیگی کروں گا تو فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور اس کپڑے میں دونوں کو شریک قرار دینے اور مذکور شرط کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا یعنی ثمن (قیمت) کی ادائیگی عمرو ہی کرے گا۔ منتقیٰ کے اندر بحوالہ ابراہیمؒ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ فلاں شخص کی باندی میری اور اپنی خاطر خریدلے اس شرط کے ساتھ کہ میں ہی اسے بیچوں گا تو فرماتے ہیں کہ شرط کے فاسد ہونے اور شرکت کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ نیز فرماتے ہیں کہ شرکت کے اندر ہر فاسد شرط کا حکم اسی طرح کا ہوگا یعنی شرکت کو جائز اور شرط کو باطل و کالعدم قرار دیں گے۔ اگر وہ کہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ ہم اسے بیچیں تو درست ہوگی اور ذکر کی گئی باندی دونوں کے درمیان شریک قرار دی جائے گی، اور دونوں کو اپنی تجارت کے اندر اسے فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (محیط)

اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ ہم دونوں میں سے جو شخص یہ غلام خریدے تو دوسرا اس کے اندر اس کا شریک ہوگا یا دوسرا اس کا اس کے اندر شریک ہوگا تو اسے جائز قرار دیں گے۔ لہٰذا دونوں میں سے خواہ کوئی بھی خریدے آدھا اپنے لئے اور آدھا اس دوسرے کے لئے خریدنے والا قرار دیا جائے گا۔ تو اس پر اس کا قبضہ دونوں کے قبضہ کی مانند شمار ہوگا حتیٰ کہ اگر اتفاقاً وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو دونوں کا مال تلف ہوگا۔ اگر دونوں بیک وقت

اسے خریدیں یا ان دونوں میں سے ایک شخص پہلے غلام کا آدھا حصہ اور پھر باقی دوسرا حصہ خریدے، تب بھی اس غلام میں دونوں شریک قرار دیئے جائیں گے۔ اور اس شکل میں اگر دونوں اشخاص میں سے ایک شخص دوسرے کے حکم بغیر ہی پوری قیمت ادا کردے تو اسے آدھی قیمت دوسرے سے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر دونوں میں سے ہر ایک بیع کے سلسلہ میں دوسرے کا وکیل بن جائے اس کے بعد اسے کسی کے ہاتھ اس شرط کے ساتھ بیچے کہ اس کا محض آدھا ہے تو وہ شریک کے حصہ کو آدھے ثمن (قیمت) کے بدلہ بیچنے والا شمار ہوگا۔ اگر آدھے غلام کو مستثنےٰ کرکے باقی فروخت کرے تو جتنا ثمن ملے وہ اور آدھا غلام امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں کے درمیان مساوی طور پر مشترک ہوگا۔

امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیع خاص طور پر فروخت کرنے والے کی طرف لوٹے گی۔ (محیط سرخسی)

منتقیٰ کے اندر ہشامؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابویوسفؒ کو یہ فرماتے سُنا کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے جو اپنی ملکیت میں کچھ نہ رکھتا ہو اس طرح کہے کہ آجا میرے پاس ہزار دراہم موجود ہیں پس ان کے اندر اپنی اور میری شرکت مساوی کرلے تو فرماتے ہیں کہ یہ صورت درست ہوگی اور نفع و نقصان کے اندر دونوں شریک ہوں گے۔ (المحیط)

کوئی شخص ایک غلام خرید کر اس پر قابض ہوجائے اس کے بعد دوسرا شخص اس غلام میں شریک کرلینے کی درخواست کرے۔ لہٰذا خریدنے والا اسے اس غلام کے اندر شریک کرلے تو اس صورت میں شرکت کرنے والے کو آدھا غلام جتنے میں پورا غلام خریدا ہو اس کی نصف قیمت میں ملنے کا حکم ہوگا کیونکہ ایسی شرکت جس میں کوئی قید نہ لگائی گئی ہو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں شریکوں کے درمیان برابری برتی جائے البتہ اگر اس کے برعکس بیان کرنے کے بعد اس کا اظہار کردیا جائے تو بیان کردہ صورت کے مطابق شرکت ہوگی۔ (فتح القدیر)

اسی طریقہ سے اگر کوئی اپنے ساتھ دو آدمیوں کو شریک کرے تو وہ تینوں اس شے میں مساوی طور پر شریک قرار دیئے جائیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

زید ایک غلام خریدے اور اس کے اوپر قابض ہوجائے۔ اس کے بعد عمرو اس سے کہے کہ مجھ کو بھی اس غلام میں اپنا شریک بنالو اور وہ شریک کرلے، اس کے بعد اس کی ملاقات خالد سے ہو اور وہ بھی اس طرح کی درخواست کرے اور زید اس کی درخواست قبول کرلے۔ لہٰذا اگر خالد عمرو کی شرکت سے آگاہ ہو تو چوتھائی غلام اس کا اور چوتھائی زید کا اور آدھا عمرو کا ہوگا۔ اور اگر خالد شرکت سے واقف نہ ہو تو آدھا غلام عمرو کا اور آدھا خالد کا ہوگا اور زید کے بیچ میں سے نکل جانے اور اس کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص ایک غلام خریدے اور عمرو اس سے کہے کہ مجھ کو بھی اس کے اندر شریک کرلو اور خریدنے والا اس کو شریک کرلے۔ اس کے بعد ذکر کردہ غلام کا آدھا حصہ کوئی اور شخص اپنا حق ثابت کرکے لیلے تو خریدنے والے کے درمیان سے نکل جانے (یعنی محروم ہونے) اور عمرو کو باقی آدھا حصہ مل جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر زید آدھا غلام خرید کر اس پر قابض ہوجائے، اس کے بعد عمرو اس سے کہے کہ مجھ کو اس غلام شریک کرلو درآنحالیکہ عمرو اس کے پورا غلام خریدنے سے آگاہ ہو اور زید اسے شریک کرے تو اس صورت میں زید کا آدھا خریدا ہوا حصہ پورا کا

لہ یعنی کسی ایک کو فروخت کرنے کا حق و اختیار نہ ہوگی۔

پورا ملجائے گا۔ اور اگر عمرو زید کے آدھا غلام خریدنے سے آگاہ ہو اس کو آدھے میں سے آدھا حصہ عطا کیا جائے گا (محیط)

کوئی شخص کسی چیز کو خریدے اور دوسرا شخص کہے کہ اس کے اندر مجھے بھی شریک بنالے اور وہ اسے شریک کرلے تو اسکا حکم بیع کا سا ہوگا۔ لہٰذا اگر خریدنے والا اس شے پر قابض ہونے سے قبل ایسا کرے تو شرکت درست نہیں ہوگی اور اگر قابض ہونے کے بعد شریک کرے مگر شریک کے حوالہ نہ کرے حتیٰ کہ وہ چیز خریدنے والے کے پاس سے ضائع ہو جائے تو اس صورت میں شریک پر قیمت کا وجوب نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ جب شرکت چاہنے والے کی درخواستِ شرکت کے بعد خریدنے والا یہ کہہ دے کہ اچھا (بہتر ہے) میں نے تجھ کو اس کے اندر شریک کرلیا تو شرکت چاہنے والے کے لئے شرکت لازم ہو جائے گی کیونکہ میں نے تجھ کو شریک کرلیا، بیع کا لفظ ایجاب[1] ہے (فتح القدیر)

منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر خریدنے والا آدھے پر قبضہ کرلے اور آدھے پر قابض نہ ہوا ہو۔ اس کے بعد کوئی دوسرا شخص اس کے نصف میں شرکت کرلے اور یہ واضح ہو کہ شرکت قبضہ کردہ حصہ اور غیر قبضہ کردہ دونوں حصوں میں ہو تو قبضہ کردہ کے اندر شرکت درست ہوگی تو اس کے حق میں صفقہ[2] کے متفرق ہو جانے کے باعث لینے اور نہ لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کسی شخص کے گھر میں گندم ہوں اور وہ اس کا دعوے دار ہو کہ میں ہی سب کا مالک ہوں۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو آدھے میں شریک کرلے اور ابھی تک شریک اپنے حصہ پر قابض نہ ہوا ہو کہ ان میں آدھے جل جائیں تو اس صورت میں شریک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ باقی ماندہ آدھے لیلے یا پورے سے شرکت ہی ترک کردے۔ اور اگر وہ فروخت کردیے ہوں تو ایسی شکل کے اندر تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ کسی شخص کا ان میں سے آدھا گندم پر استحقاق ثابت ہو تو اس صورت میں بیع اور شرکت دونوں کے اندر اس جگہ (ایک دوسرے سے مختلف حکم ہوگا۔ لہٰذا بیع ذکر کردہ کے باقی ماندہ نصف پر باقی رہنے کا حکم ہوگا اور شرکت کی شکل میں باقی آدھے کے اندر دونوں کو شریک قرار دیا جائے گا اور شرکت کرنے والے کو (ترک شرکت کا) حق حاصل ہوگا۔ (سراج الوہاج)

اگر زید اور عمرو برابر طور پر آدھا آدھا ایک غلام خریدیں۔ اس کے بعد دونوں اس کے اندر خالد کو شریک کرلیں تو یہ دیکھیں گے کہ اگر دونوں یکے بعد دیگرے اسے الگ الگ شریک کرلیں تو خالد اس میں سے آدھے کا مستحق ہوگا اور زید و عمرو کو چوتھائی چوتھائی عطا کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں نے اس کی شرکت ساتھ ساتھ کرلی ہو یعنی اس طرح کہا ہو کہ ہم دونوں تجھے اس غلام کے اندر شریک کرتے ہیں تو استحسانًا اس صورت میں خالد کو اس کے اندر سے ایک تہائی ملنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر دونوں خریدنے والوں میں سے ایک اسے اپنے اور دوسرے کے حصہ کے اندر شریک قرار دے اور پھر دوسرا اس کی اجازت عطا کردے تو خالد آدھے کا حقدار ہوگا اور دونوں خریدنے والوں (آخرکار) باقی ماندہ آدھے میں سے چوتھائی چوتھائی ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دوسرا شریک اجازت عطا نہ کرے تو خالد کو شریک قرار دینے والے کے حصہ میں سے آدھا یعنی چوتھائی ملنے کا حکم کیا جائے گا[3] (محیط)

---

[1] بیع (خرید و فروخت) کی اصلاح میں پہلا جملہ ایجاب اور دوسرا قبول کہلاتا ہے [2] یعنی بیک وقت کُل پر قبضہ نہیں ہوا۔
[3] یعنی چوتھائی غلام پر اس کی ملکیت ثابت ہوگی۔

اگر ایک خریدنے والا دوسرے خریدنے والے کی اجازت کی بنا پر خالد کو شریک کرے تو ذکر کئے گئے غلام پر ان سب کی ملکیت تین تہائی کے اوپر ثابت ہوگی۔ (مبسوط)

اگر خالد یہ درخواست کرے کہ اپنے اور شریک کے ساتھ ساتھ تو مجھ کو اس غلام کی ملکیت میں شریک کرلے۔ پس وہ ایسا ہی کرلے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر شریک نے اجازت عطا کردی ہو تو خالد کی ملکیت غلام کے تہائی پر ثابت ہوجائیگی اور اجازت علانہ کرنے کی صورت میں اسے چھٹا حصہ ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں خریدنے والوں میں سے ایک خالد سے کہے کہ میں نے تجھ کو اس غلام کے آدھے میں شریک قرار دیا تو بحوالۂ ابن سماعۃؒ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اس شکل میں شریک قرار دینے والا اسے اپنے کامل حصہ میں شریک کرنے والا شمار ہوگا۔ اور یہ ایسا ہی ہوگا گویا اس نے یہ کہا کہ "میں نے تیری شرکت اس غلام کے نصف میں قبول کرلی۔" کیا نہیں دیکھتے کہ اگر خریدنے والا شخص ایک ہو اور وہ کسی سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو اس کے آدھے کے اندر شریک کرلیا تو شریک ہونے والا آدھے غلام کا مستحق ہوگا۔ جس طرح یہ کہنا کہ میں نے تجھ کو اس کے نصف میں شریک کرلیا۔ اس کے برعکس اگر کہے کہ میں تجھ کو اپنے حصہ کے اندر شریک کرتا ہوں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ وہ اپنے پورے حصہ کا مالک بنا رہا ہے اور اپنا پورا حصہ عطا کر رہا ہے، کیونکہ وہ "اپنے حصہ کا" نہیں بلکہ "اپنے حصہ میں" کہہ رہا ہے۔ اگر وہ اس طرح کہے کہ میں تجھ کو اپنے حصہ کے اندر اپنے ہمراہ شریک کرتا ہوں تو اسے باطل قرار دیں گے۔ لہٰذا شریک ہونے والا شریک کرنے والے کے حصہ میں سے نصف کا حقدار ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر زید کسی غلام کو خرید کر اس کے اوپر قابض ہوجائے۔ اس کے بعد عمرو سے کہے کہ میں تجھ کو اس کے اندر شریک کرتا ہوں لیکن عمرو کوئی جواب نہ دے حتیٰ کہ زید خالد سے کہے کہ میں تجھ کو اس غلام میں شریک کرتا ہوں۔ اس کے بعد دونوں کہیں کہ ہمیں قبول ہے تو اس صورت میں زید خریدنے والے کو کچھ نہ ملے اور اس غلام کے عمرو اور خالد کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہونے کا حکم ہوگا۔[1] (محیط)

اگر کوئی شخص خریدنے والے سے کہے کہ تو مجھے اس کے اندر شریک بنالے اور وہ شریک کرلے لیکن شرکت چاہنے والا یہ نہ کہے کہ "مجھے منظور ہے" حتیٰ کہ خریدنے والا دوسرے شخص سے کہے کہ میں نے تیری اس غلام میں شرکت کرلی۔ پھر دونوں قبول کریں تو اس صورت میں وہ شخص جس نے پہلے شرکت چاہی تھی اسے کچھ نہ ملے گا اور دوسرا غلام جسے دوسرا شریک بنایا اس کی آدھے غلام پر ملکیت ثابت ہوجائے گی۔ اسی طریقہ سے اگر خریدنے والا ایک شخص سے کہے کہ میں تجھ کو اس غلام میں شریک کرتا ہوں اس کے بعد دوسرے شخص سے یہی بات کہے، پھر تیسرے شخص سے اس طرح کی بات کہے اور تینوں میں سے کوئی شخص قبول نہ کرے (پھر) اگر ایک شخص کہدے میں نے قبول کرلیا تو یہ غلام خریدنے والے اور قبول کرنے والے کے درمیان مشترک ہوگا۔ اگر خریدنے والا کہے کہ میں تم سب کو اسکے اندر شریک کرتا ہوں اور اسکے بعد ان لوگوں میں سے ایک منظور کرلے تو اسے چوتھائی حصہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اپنے پاس دس دینار رکھتا ہوں لہٰذا تو مجھ کو سونا دیدے تاکہ میں ان سب کا کوئی سلعہ (سامان) مشترک طور پر خریدلوں اور وہ کسی مقدار کی تعیین نہ کرے لہٰذا دوسرا شخص اسے پانچ دینار عطا کردے اور وہ پندرہ دیناروں کے ذریعہ کوئی سلعہ خریدلے تو اس کے تین تہائی کئے جائیں گے اور اس طرح یہ سب اس میں شریک

---

[1] یعنی نصف عمرو کی اور آدھے پر خالد کی ملکیت ثابت ہوگی۔

قرار دیئے جائیں گے گویا اس نے اس طرح کہا کہ پندرہ دیناروں کے ذریعہ ایک سلعہ مشترک طور پر خرید لوں گا۔ اس طریقہ سے کہنے پر دہی تین تہائی کی مذکورہ بالا شکل ہوگی فرکت کے لفظ میں املاک کی شرکت کا احتمال ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حکم مانگنے والے کے سلعہ کی جنس مثلاً گندم وغیرہ معین کر دینے کی شکل میں ہے اور معین نہ کرنے کی صورت میں سارے سلعہ کو مشترک قرار دیں گے اور خریدنے والے پر واجب ہوگا کہ پانچ دینار عطا کرنے والے کو ادا کرے کیونکہ جنس مجہول وغیر معین ہونے کی بنا پر توکیل درست نہیں ہوئی (قنیہ)

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو اس غلام کو خریدے اور مجھ کو بھی اس غلام کی ملکیت میں شریک کر اور وہ کہے کہ اچھا بہتر ہے، اس کے بعد وہ غلام خرید لے تو اس صورت میں یہ غلام دونوں میں مشترک شمار ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ یہی فرماتے ہیں کہ استحساناً یہی حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک گائے دس دیناروں کے بدلے خریدے۔ پھر قابض ہونے کے بعد کوئی شخص کہے کہ میں تجھ کو اسکے اندر دو دینار کی مقدار کی بدلہ شریک کرتا ہوں اور وہ اس کو قبول کرے تو وہ گائے کے پانچویں حصہ (خمس) مالک قرار دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص پچاس دیناروں کے عوض ایک فالیز (خربوزوں کا کھیت) بیچ دے۔ پھر بیچنے والا اس سے کہے کہ میں اسکے اندر تیرا شریک رہوں گا۔ اور خریدنے والا کہے کہ بہتر ہے صرف اتنی بات کے بعد دونوں سکوت اختیار کریں اور پھر یہ معمول بنا لیں کہ بیچنے والا اس فالیز میں خربوزے لائے اور خریدنے والا ان کو فروخت کرتا رہے حتیٰ کہ سارے خربوزے ختم ہو جائیں تو اس صورت میں وہ خریدنے والے کا شریک شمار ہوگا اور اسکی یہ ساری محنت بے سود بیکار قرار دیجائے گی۔ (قنیہ)

کوئی شخص گندم خریدے اور گندم پیسنے کی اجرت ایک درہم دے۔ پھر پکوانے کی اجرت ایک درہم دے اسکے بعد وہ کسی شخص کو شریک کرلے تو اس صورت میں گندم کا نصف ثمن (قیمت) شریک ہونے والا ادا کرے گا اور آدھی قیمت خریدنے والے کے ذمہ ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر روئی لے اور اس کے کتوانے اور کپڑے بنوانے میں (رقم) خرچ کرے یا تل لے اور ان کو صاف (وغیرہ) کرانے میں خرچ کرے تو اس صورت میں بھی اوپر ذکر کیا گیا حکم ہوگا۔ اگر خریدنے والا اپنے آپ پیسے اور خود پکائے یا (روئی) خود کاتے اور خود کپڑے بن لے اور اس نے کسی کو اس کی کوئی اجرت نہ دی ہو اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تو شریک ہونے والے پر بجز اس گندم یا روئی کی آدھی قیمت کے اور کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ جو کچھ میں آج کے دن خریدوں وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہوگا۔ اور وہ کہے کہ اچھا ہوا بہتر ہوا یا اس سے کوئی اور شخص کہے کہ میری خاطر یہ غلام میرے اور اپنے لئے مشترک خرید لے۔ اور وہ کہے اچھا۔ اس کے بعد اس غلام کو خرید لے تو اس میں سے آدھا خریدنے کا حکم دینے والے کا ہوگا اور باقی ماندہ آدھا حصہ خریدنے والے اور پہلے شخص کے درمیان آدھا آدھا ہوگا۔ اگر اول ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میری خاطر یہ غلام میرے اور اپنے لئے خریدلے اور وہ کہے، اچھا، اس کے بعد اس سے دوسرا شخص کہے کہ جو کچھ میں آج خریدوں وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہوگا اور وہ قبول کرلے اس کے بعد ذکر کردہ غلام خریدے تو آدھے کا مالک پہلا حکم دینے والا ہوگا اور باقی آدھے میں خریدنے والا اور دوسرا شخص آدھے آدھے کے شریک قرار دیئے جائیں گے۔ (محیط سرخسی)

فصل سوم - راس المال ہو سکنے والی اور نہ ہو سکنے والی اشیاء کا ذکر

یہ بات واضح رہے کہ شرکت بالمال کی صورت میں خواہ

شرکت مفاوضہ کے طور پر ہو یا عنان کی یہ محض اس صورت میں درست ہے جبکہ راس المال (اصل مال) کا شمار ایسے متون (قیمتوں) میں ہوتا ہو جو تبادلہ کے معاملات (عقود) میں متعین نہیں ہوا کرتے مثلاً دینار اور دراہم وغیرہ۔ اور اگر راس المال ان میں سے ہو جو (عموماً) متعین و نامزد ہوا کرتے ہیں، مثلاً سامان (برتن وغیرہ) اور حیوان (جانور) وغیرہ تو اس صورت میں شرکت نہیں ہوگی۔ چاہے دونوں ہی (ایک قسم) راس المال رکھتے ہوں یا محض یہ ایک کا راس المال ہو۔ (محیط)

یہ شرط ہے کہ شرکت کے عقد در معاملہ کے وقت یا خریدنے کے وقت یہ حاضر و موجود ہوں اخرلنتہ المفتین و فتاویٰ قاضی خاں)

لہٰذا اگر ہزار دراہم ایک شخص کو عطا کرکے یہ کہے کہ تو بھی ہزار دراہم نکال لے اور پھر ان سب کے ذریعہ خرید و فروخت کر اور وہ شخص ہزار دراہم نکال لے تو اس شرکت کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ صغریٰ)

مال کے غیر موجود ہونے یا کسی کے اوپر قرض ہونے کی شکل میں شرکت درست نہیں ہوگی۔ (محیط سرخسی)

شرکت کی صحت و درستگی کے لئے یہ شرط نہیں کہ عقد معاملہ کے وقت راس المال کی مقدار سے بھی واقفیت ہو۔ (بدائع)

یہ بھی شرط نہیں کہ دونوں اپنا اپنا مال حوالہ کر دیں، نیز دونوں کے مال کو ملا دینا بھی شرکت کی صحت کیلئے شرط نہیں۔ (خزانۃ المفتین)

اگر دونوں میں سے ایک شخص ہزار دراہم اور دوسرا پانچ سو دینار رکھتا ہو یا ایک کے دراہم یا دینار سفید اور دوسرے کے کالے ہوں اور دونوں شرکت اختیار کر لیں تو یہ شرکت جائز و درست ہوگی۔ (محیط سرخسی)

بغیر ٹھپہ و مہر والے سونے اور چاندی کے پتر (ٹکڑے)، کا حکم روایات کے ظاہر کے مطابق سامان (برتنوں وغیرہ) کا سا ہوگا یعنی انہیں مالی شرکت کے اندر راس المال قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

درست قول یہ ہے کہ اگر اس جگہ کے لوگوں میں سونے و چاندی کے پتروں کے ذریعہ معاملہ (معاملہ خرید و فروخت وغیرہ) کیا جاتا ہو تو جائز قرار دیں گے ورنہ جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (تہذیب) اگر سونے اور چاندی کی ڈھالی ہوئی شے بغیر ٹھپہ والی ہو جیسے زیور تو ساری روایات کی رو سے اس کا حکم سامان کا سا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

رہی پیسوں کی بات تو اگر اس طرح کے پیسے ہوں کہ وہ رائج نہ رہے ہوں تو ان کے ذریعہ شرکت اور مضاربت[۲] درست نہ ہوگی کیونکہ (باعتبار حکم) یہ سامان ہیں۔ اور اگر رائج ہوں تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسف کی مشہور روایت کے مطابق اس کا حکم بھی مذکورہ بالا ہوگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے پیسوں کے ذریعہ شرکت درست ہے۔ (بدائع)

اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (سراجیہ و مضمرات)

مبسوط کے اندر لکھا ہے کہ ایسے پیسے جن کا رواج باقی ہو اور وہ ابھی رائج ہوں سب ائمہ کے نزدیک ان کے ذریعہ شرکت جائز و درست ہے۔ (کافی)

---

[۱] یعنی اسی جیسا سکہ ہونا چاہیئے - یہ ضروری نہیں کہ سکہ متعین و نامزد کیا جائے۔ [۲] یعنی ایک کا مال اور دوسرے کی محنت

ناپ کر اور وزن کر کے دیکھانے والی اشیاء میں تفصیل یہ ہے کہ اگر دونوں کی جنس ایک ہو تو مخلوط کرنے اور ملانے سے قبل ا
دو مختلف جنس کی ہو یکی شکل میں مخلوط کرنے سے قبل بھی اور مخلوط کرنے کے بعد بھی متفقہ طور پر سب کے نزدیک شرکت
جائز نہ ہوگی۔ (محیط)

اگر اس صورت میں شرکت کر بھی لیگئی تو فاسد قرار دینے اور ہر ایک کو اپنی اپنی پونجی (سرمایہ) ملنے کا حکم ہوگا اور ہر ایک
اپنے اپنے سرمایہ کے نفع ونقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ (کافی)

اگر دونوں شریکوں کی چیزیں ایک ہی جنس کی ہوں اور دونوں مخلوط کر کے شرکت کرلیں تو اس شرکت کو عقد ومعاملۂ فاسد
شمار کریں گے۔ البتہ شرکت ملک ثابت ہوگی۔ اور دونوں ہونے والے نفع میں شریک ہوں گے اور اگر مال گھٹ جائے
اور نقصان ہو جائے تو اس میں بھی دونوں شریک ہوں گے۔ (محیط سرخسی)

روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہوگا۔ (کافی)

اگر جنس مختلف ہو اور دونوں مخلوط کر کے بیچ دیں۔ (مثلاً جو اور گندم ملا دیں) تو ان میں سے ہر ایک کی جو قیمت مخلوط کر
کے دن ہو اشتراک اس کے اعتبار سے ہوگا۔ (مبسوط)

بیشتر مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں درست اس طریقہ سے کہنا ہے کہ بیع کے دن مخلوط اشیاء میں سے جس کی جو قیمت
اسی کے لحاظ سے اشتراک ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں شریکوں کی اشیاء میں سے ایک کی اس قسم کی ہو کہ مخلوط کرنے کے باعث اس کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا۔
اور مخلوط کے بغیر اس کی قیمت اتنی قرار نہ پاتی ہو تو قیمت کی تقسیم کے وقت اس کی غیر مخلوط شے کی جو بھی قیمت ہو اسی کے لحا
سے اسکو شریک قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط وفتح القدیر)

اگر دونوں شریک کوئی سامان ایک من گندم اور ایک من جو کے بدلے خریدے۔ لہٰذا ایک شخص گندم اور دوسرا شخص ا
جو ناپ دے۔ اس کے بعد دونوں شریک یہ سامان دراہم کے بدلے بیچ دے تو اس ثمن کی تقسیم کے دن ایک من گندم اور ایک
من جو کی جو قیمت ہو اسی حساب سے یہ دونوں شریک قرار دیئے جائیں گے۔ (محیط سرخسی)

جس حصہ کے اوپر نفع کی شرط لگائی ہو اس کے سلسلہ میں ہر شریک کے راس المال کی بوقت شرکت جو قیمت ہو و
قابل اعتبار ہوگی اور دونوں شریکوں کے یا ایک کے حصہ کے اندر نفع اسی صورت میں ظاہر ومعلوم ہو سکتا ہے جب کہ تقسیم
کے وقت جو قیمت ہو اس کا اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ تاوقتیکہ راس المال (اور اس کی قیمت) معلوم نہ ہو اس وقت تک نفع کا (صحیح
طور پر) اظہار نہیں ہوگا۔ (قنیہ)

عروض (برتن وغیرہ) کے اندر تفصیل یہ ہے کہ ہر ایسا مال جو تعیین کے سبب متعین ہو سکتا ہو اس میں عقد شرکت کے جو
جواز کا حیلہ یہ ہوگا کہ ہر شخص اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے بیچ ڈالے۔ لہٰذا ہر شریک کے مال میں دونو
میں سے ہر شریک کے آدھا حصہ ہوگا اور دونوں مالوں کی ملکیت میں دونوں شریک قرار دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد دونو
کا اسکو عقد شرکت قرار دینے کی صورت میں بالاتفاق سب کے نزدیک عقد شرکت درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (بدائع

اگر دونوں کے عروض کے اندر فرق ہو جیسے ایک شریک کے عروض کی قیمت سو دراہم اور دوسرے شریک کے عروض
کی قیمت چار سو دراہم ہو کہ وہ شریک جس کے عروض کی قیمت کم ہو وہ اس کے چار پانچویں حصہ دوسرے کے عروض کو پانچو
حصہ کے بدلے بیچ دے لہٰذا کل سامان کے پانچ حصے کر کے انہیں دونوں کے درمیان مشترک قرار دیا جائے گا۔ کم قیمت
والے کا ایک پانچواں حصہ اور دوسرے شریک کے چار پانچویں حصے قرار دیئے جائیں گے (کافی)

اسی طریقے سے اگر ایک شریک اپنے پاس عروض اور دوسرا دراہم رکھتا ہو تو اس صورت میں عروض والے شریک کو اپنے آدھے دوسرے کے نصف دراہم کے بدلہ فروخت کر دینے چاہئیں۔ اور ایک دوسرے کے مال پر قبضہ کے بعد اسے عقد شرکت قرار دے لیں خواہ بطور شرکت مفاوضہ اور خواہ بطور شرکت عنان۔ (محیط)

منتقیٰ کے اندر بحوالۂ ہشام امام محمد سے منقول ہے کہ کوئی غلام دو اشخاص کے درمیان مشترک ہو اور دونوں اس کے اندر بطور شرکت مفاوضہ یا بطور شرکت عنان شرکت کر لیں تو شرکت درست ہوگی۔ (ذخیرہ)

منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ دو اشخاص (شریکوں) میں سے ہر ایک ایک جنس کم اپنے پاس اناج رکھتا ہو یا دونوں کے پاس گندم ہوں اور دونوں مخلوط کر کے باہم شریک ہو جائیں درآنحالیکہ ایک شریک کے گیہوں عمدہ اور دوسرے کے خراب ہوں تو شرکت درست ہوگی اور قیمت میں دونوں آدھے آدھے کے شریک ہوں گے۔ کیونکہ جب اس شرط کے ساتھ دونوں نے گندم ملائے کہ ہم دونوں شریک ہیں تو اس شرط کے باعث یہ شکل بیع کے مشابہ ہو گئی۔ منتقیٰ میں دوسری جگہ با وضاحت لکھا ہے کہ بیچنے کے دن عمدہ اور خراب گندم کی جو قیمت ہو دونوں شریکوں کے درمیان تقسیم اسی اعتبار سے ہوگی۔ (محیط سرخسی)

یہ دوسرا قول جو منتقیٰ میں صراحتاً ذکر کیا گیا ہے اصول کی رُو سے زیادہ موزوں ہے۔ (نہر الفائق)

باب دوم۔ مفاوضہ کا ذکر

یہ آٹھ فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل۔ مفاوضہ کی شرائط اور اسکی تفسیر کا ذکر

شرکت مفاوضہ اسے کہتے ہیں کہ دو اشخاص آپس میں شرکت کر لیں کہ دونوں کا مال اور تصرف اور قرضہ کی رقم وغیرہ (ہر طور برابر ہوں گے اور جس طرح ان میں سے ہر ایک کی حیثیت دوسرے کے وکیل کی ہے اس طرح ہر شریک اس عہد کا جو خریدکردہ سے کے بارے میں ہو اکفیل ہوگا۔ (فتح القدیر)

شرکت مفاوضہ ایسے دو آدمیوں کے درمیان صحیح ہوگی کہ دونوں مسلمان یا دونوں ذمی[1] ہوں، آزاد ہوں، بالغ ہوں۔ (ہدایہ)

ذمیوں کا ہم ملت ہونا لازم نہیں۔ چاہے دونوں کا تعلق ایک ہی ملت سے ہو اور خواہ ایک کتابی مثلاً عیسائی ہو یا ایک یہودی اور دوسرا آتش پرست ہو۔ (محیط سرخسی)

شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام اور بالغ و نابالغ کے درمیان درست نہ ہوگی۔ (نافع) اسی طرح شرکت مفاوضہ آزاد اور مکاتب[2] کے درمیان بھی جائز نہیں ہوگی۔ نیز ہوش مند اور پاگل کے درمیان بھی درست نہیں ہوگی۔ (عینی)

---

[1] دار الاسلام کا غیر مسلم باشندہ [2] وہ غلام جسے آقا یہ کہہ دے کہ تو اتنی رقم دیکر آزاد ہے۔

شرح کنز)

اگر دو غلام یا دو لڑکے (نابالغ) یا دو مکاتب شرکتِ مفاوضہ کرنا چاہئیں تو درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر کوئی آزاد مسلمان کسی اسلام سے پھر جانے والے مرد یا اسلام کے دائرہ سے نکل جانے والی عورت یا کسی ذمی کے ساتھ مفاوضہ کرنا چاہے تو درست نہ ہوگا اگر اسلام سے پھر جانے والا دار الحرب میں جا ملنے کا حکم دیئے جانے سے قبل ہی دوبارہ اسلام قبول کرلے تو اس کے ساتھ شرکت مفاوضہ درست ہو جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

شرکتِ مفاوضہ کی شکل صدر الاسلام کی کتاب مبسوط کے اندر یہ ذکر کیگئی ہے کہ دو شخص ہم شریک ہوتے ہوئے اس طرح کہے کہ۔ ہم ہر قلیل وکثیر مقدار ہر اس شرط کے ساتھ شرکت کرتے ہیں کہ ہم خواہ اکھٹے خرید و فروخت کریں اور خواہ علیحدہ نقد کریں یا ادھار ہر ایک ہم میں سے اپنی رائے کے مطابق اس شرط کے ساتھ کام کرے گا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں جو کچھ بھی نفع عطا کرے اس میں ہم دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور نقصان مال پر ڈالا جائے گا۔ (مضمرات) اس کے لئے بھی چند شرطیں ہیں۔ چنانچہ محیط کے اندر ہے کہ (۱) شرکت مفاوضہ بالکل عیاں اور ظاہر ہونی چاہئے چاہے لفظ کے اعتبار سے ہو یا معنیٰ کے۔ مضمرات کے اندر ہے کہ اگر مفاوضہ کے معنے سے آگاہ شخص لفظ مفاوضہ کے ذکر کے بغیر مفاوضہ کرلے اور اس طرح شرکت کرے کہ مفاوضت معنےٰ کے اعتبار سے پوری پوری صادق آگئی ہو تو اس عقد مفاوضہ کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ دونوں شریکوں میں سے ہر شریک میں کفالت کی اہلیت موجود ہو۔ یعنی دونوں شریک آزاد، عاقل و ہوشمند، بالغ ہوں، نیز دونوں کا دین ایک ہو (ذخیرہ) نیز یہ بھی شرط ہے کہ شرکت عام ہو یعنی پوری تجارت میں شرکت ہو۔ (محیط)

یہ بھی شرط قرار دی گئی ہے کہ راس المال ایک ہی نوع اور ایک ہی جنس سے ہونے کی صورت میں مقدار برابر ہو۔ اور مختلف جنس سے ہونے کی شکل میں مثلاً ایک کے دینار اور ایک کے دراہم ہوں یا ایک جنس سے ہونے اور باعتبار نوع مختلف ہونے کی صورت میں مثلاً ایک کے دراہم کھوٹے اور ایک کے کھرے ہوں تو بھی شرط ہے کہ مقدار اور قیمت دونوں میں برابری ہو۔ (ذخیرہ)

یہ بھی شرط ہے کہ دونوں کے پاس بجز اس راس المال (اصل مال) کے جس پر عقد و معاملہ ہوا ہو کچھ اور اس طرح ابتداً اور یا انتہاً نہ ہو جس کے اوپر عقد و معاملہ مفاوضہ درست ہو سکتا ہو۔ (محیط)

لہٰذا اگر دونوں کے پاس بوقتِ شرکت مال مساوی طور پر ہو اور شرکت مفاوضہ درست ہو گئی ہو۔ اس کے بعد دونوں کے مالوں میں سے ایک کے مال کے اندر دونوں کے کچھ خریدنے سے پہلے اضافہ ہوگیا ہو۔ جیسے خریداری سے قبل دونوں میں سے ایک کی قیمت نرخ کی تبدیلی کے باعث بڑھ جائے تو اس صورت میں شرکت مفاوضہ کے ٹوٹ جانے اور شرکتِ عنان کے منعقد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر ایک مال کے ذریعہ خریداری کی ہو اور ابھی دوسرے مال سے خریداری کی نوبت نہ آئی ہو کہ اس کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اور دونوں مالوں (دراہم و دینار) کے ذریعہ خریداری کے بعد اضافہ ہوا ہو تو مفاوضہ کے اپنے حال پہ بدستور قائم رہنے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک کی ملکیت میں محض اتنا مال زائد ہو کہ اس زائد مقدار پہ عقد مفاوضہ درست نہ ہو مثلاً عروض، عقار، مکانات تو اس صورت میں شرکت مفاوضہ درست ہوگی اور اس مقدار کی زیادتی کا کوئی اثر عقد

مفاوضہ پر نہیں پڑے گا۔ اسی طریقہ اگر کسی شریک کی ملکیت ایسا زائد مال ہو جو غیر موجود و غائب[1] ہو۔ تب بھی شرکت مفاوضہ فاسد نہ ہوگی۔ (بدائع)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شخص نقد امانت کسی شخص کے پاس رکھے تو شرکت مفاوضہ کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر ایک شریک کا نقد قرضہ کسی کے اوپر واجب ہو تو اس کو وصول نہ کرنے تک شرکت مفاوضہ درست رہے گی۔ اور وصول کرنے اور قابض ہو جانے کی شکل میں شرکتِ مفاوضہ کے فاسد ہونے اور اس کے شرکت عنان بنجانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے تصرف کے اندر بھی مساوات کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر دونوں شرکاء میں سے ایک شریک کو اس طرح کے تصرف کا حق حاصل ہو جو دوسرے کو نہ ہو تو مساوات کی شرط کے فوت ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

دوسری فصل مفاوضہ کے احکام کا ذکر

شرکت مفاوضہ میں استحساناً یہ شرط ہے کہ ہر شریک جو شے بھی خریدیگا اس میں دونوں شریک قرار دیئے جائیں گے۔ البتہ اپنے اہل وعیال کا کھانا کپڑا یا اپنا یا روٹی کے ساتھ کھائی جانے والی شے یعنی سالن وغیرہ اس شرط سے مستثنےٰ شمار کریں گے۔ (ہدایہ)

متعہ[2] اور نفقہ کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اجرت کے اوپر رہائش کی خاطر مکان وغیرہ لینے اور ذاتی ضرورت مثلاً حج وغیرہ کے واسطے سواری کے کرایہ پر لینے کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (تبیین)

لہٰذا اپنے اہل وعیال کی خاطر خرید کردہ کپڑا اور اناج وغیرہ اوپر ذکر کیگئی چیزیں خریدنے کی صورت میں یہ خاص طور پر خریدنے والے کی ہی ہونگی۔ اس کے باوجود کہ یہ اشیاء مخصوص طور پر خریدنے والے کی ہوں گی مگر اس کا شریک اسکی جانب سے کفیل شمار ہوگا۔ پس جو کچھ وہ کپڑے اور اناج اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال کی خاطر خریدے گا ان چیزوں کے فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کے دوسرے شریک سے ثمن طلب کرلے لہٰذا اگر دوسرا شریک اشیاء خریدنے والے شریک کی جانب سے قیمت ادا کردے تو وہ ادا کردہ قیمت اشیاء خریدنے والے شریک سے وصول کرلے گا۔ (فتح القدیر)

اگر خریدنے والا ادائیگی کردے تو اس کے شریک کو اس سے آدھی قیمت واپس لینے کا حکم ہوگا۔ (المبسوط سرخسی)

شرکت مفاوضہ کرنے والے کو یہ حاصل نہیں کہ بلا اجازت شریک کے صحبت یا خدمت کی خاطر کوئی باندی خریدلے اگر وہ خریدلے تو اس کو اس سے صحبت کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ نہ اس کے شریک کو یہ حق ملے گا۔ کیونکہ یہ باندی دونوں کی مشترکہ ہے۔ لہٰذا کوئی ایک اس کا مالک نہ ہوگا بلکہ اسے دونوں کے درمیان مشترک قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (بدائع)

اگر باجازت شریک کسی باندی کو صحبت کی خاطر خریدے تو یہ خاص طور پر اسی کے لئے ہوگی اور جس نے یہ باندی فروخت کی ہے اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں میں سے خواہ کسی بھی شریک سے قیمت وصول کرے۔

---

[1] مثلاً کسی جگہ دفن کر کے بھول جائے۔ [2] مطلقہ زوجہ کو دیئے جانے والے چند کپڑے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شریک اس سے اس کی آدھی قیمت واپس لیلے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کچھ نہ لینے کا حکم فرماتے ہیں۔ جامع صغیر میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ (محیط سرخسی)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والا باجازت شریک ہمبستری کی خاطر کوئی باندی خریدے اور اس کو ام ولد بنالے اس کے بعد کوئی دوسرا شخص اس باندی کے اوپر اپنے حق کو ثابت کرے تو ہمبستری کرنے والے پر اس کے عقر[1] کے واجب ہونے کا حکم ہوگا اور حق ثابت کرنے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ دونوں شریکوں میں سے کسی بھی شریک سے یہ عقر وصول کرلے۔ (بدائع)

اگر دونوں شریکوں میں سے کسی شریک کو کچھ میراث ملے یا بادشاہ کی جانب سے کسی شریک کو بطور انعام کچھ ملے یا بطور ہبہ کچھ ملجائے یا بطور صدقہ کچھ لیلے تو یہ اس میں دوسرا شریک حق دار نہ ہوگا بلکہ یہ محض اسی پانے والے کا ہوگا۔ (مبسوط)

اگر کسی شئے میں دونوں شریکوں میں سے کسی کی ملکیت اس طرح کے سبب سے ثابت ہو جو کہ شرکت سے قبل موجود تھا تو دوسرا شریک اس کے اندر حقدار نہ ہوگا۔ مثلاً کسی غلام کو خیار شرط یعنی بائع نے اس شرط کے ساتھ خریدے کہ بائع کو اس کے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کے بعد غلام خریدنے والا کسی شخص کے ساتھ شرکت مفاوضہ کرلے مگر . . . . پھر فروخت کرنے والا (بائع) اپنے اختیار کو ساقط وکالعدم کردے تو اس صورت میں خریدنے والے کے شریک کی شرکت اس غلام میں ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ (کافی)

امانت کا جو مال دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کے پاس رکھا ہوا ہو تو اسے دونوں ہی کے پاس بطور امانت رکھا ہوا قرار دیں گے۔ لہٰذا اگر بطور امانت رکھنے والا کچھ بیان وذکر کئے بغیر موت کی آغوش میں سوجائے تو یہ امانت دونوں کے ذمہ لازم قرار دیجائے گی۔ لہٰذا اگر بقید حیات شریک یہ کہے کہ امانت رکھنے والے شریک کے پاس یہ امانت اس کے مرنے سے قبل تلف ہوگئی تھی تو اس کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر امانت رکھنے والا بھی بقید حیات ہو تو اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا۔ (مبسوط)

اگر امانت رکھنے والا کہے کہ اپنے شریک کے موت کی آغوش میں سونے سے قبل میں اسے کھا گیا تھا تو اسکا ضمان صرف اسی پر لازم ہوگا۔ البتہ اگر وہ اپنی یہ بات گواہوں کے ذریعہ ثابت کردے تو دونوں شریکوں پر اس کا ضمان لازم آئے[2] گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اپنے پاس مال مضاربت رکھتا ہو اور اس نے اس سے نفع حاصل کیا ہو یا امانتاً کسی کا مال رکھا ہوا ہو اور وہ اصول امانت کا لحاظ نہ کرتے ہوئے اسے اپنے کام میں لائے اور نفع حاصل کرے تو نفع دونوں شریکوں کے درمیان مشترک شمار ہوگا۔ (مبسوط)

فصل سوم۔ کفالت کی رو سے دونوں شریکوں پر لازم ہونے والے امور کا ذکر

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک کسی ایسے شخص کے لئے جس کے حق میں اس کی گواہی درست ہو سکتی ہو کچھ مال کا اعتراف واقرار کرے تو اس مال کا وجوب دوسرے شریک پر بھی ہوگا اور مال والے کو یہ حق ہوگا کہ دونوں شریکوں میں سے جس سے

---

[1] تاوان ہمبستری۔ [2] اور مرنے والے شریک کے مال میں سے بھی اس مال کا ضمان ادا کیا جائے گا۔

بھی چاہے علیحدہ علیحدہ مطالبہ کرے یا دونوں سے بیک وقت طلب کرے (مضمرات)

اگر دونوں میں سے ایک شریک ایسے شخص کے مال کے وجوب کا اعتراف کرے کہ جس کے حق میں اسکی گواہی جائز نہ ہوتی ہو مثلاً وہ یہ اعتراف کرے کہ وہ اپنے والد یا لڑکے یا والدہ وغیرہ کا مقروض ہے تو اس صورت میں اس کا دوسرا شریک اس مال کا ذمہ دار نہ ہوگا اور کسی کو دوسرے شریک سے اس مال کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ (محیط)

اسی طریقہ سے اگر اپنی ایسی زوجہ کے لئے مال کا اعتراف و اقرار کرے جو کہ طلاق بائنہ کی عدت گذار رہی ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (مبسوط)

اگر کوئی شریک فاسد نکاح کرنے کے بعد عورت سے ہمبستر ہو اور اس کے لئے مہر مقرر کرے تو اس کے دوسرے شریک پر مہر واجب نہ ہوگا۔ اور دوسرے کی قرضہ کا اقرار کرنے کی صورت میں اس قرضہ کا وجوب دونوں کے اوپر ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شریک اپنی زوجہ کی والدہ کیلئے یا اپنی زوجہ کے ایسے لڑکے کیلئے جو اس کے علاوہ کسی اور کے نطفہ سے ہو کچھ مال کا اقرار کرے تو اس مال کا وجوب دونوں شریکوں پر ہوگا۔ کیونکہ گواہی کے لحاظ سے بھی اقرار معتبر ہوگا۔ شرکت مفاوضہ کے اندر اگر ایک شریک عورت ہو اور وہ اپنے خاوند کے کسی قرضہ کا اعتراف و اقرار کرے تو کیونکہ اس عورت کی شہادت اپنے خاوند کے سلسلہ میں جائز نہ ہوگی اسلئے اس مال کا وجوب اس کے شریک کے اوپر (قطعاً) نہ ہوگا۔ البتہ اگر یہ عورت اپنے خاوند کے ماں باپ اور اپنے خاوند کے ایسے لڑکے کے لئے جو اس عورت کے علاوہ اس شخص کی دوسری زوجہ کے شکم سے ہو کسی مال کا اعتراف کرے تو اس عورت اور اسکے شریک دونوں پر اس کے مال کا وجوب ہوگا۔ لہٰذا ان لوگوں کی شہادت اس عورت کے حق میں درست ہوگی۔ (مبسوط)

اگر کوئی شریک اپنی ام ولد[1] کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرے اس کے بعد وہ اس کے کسی قرضہ (اور مال) کا اعتراف کرے تو دونوں شرکا پر اس کا وجوب ہوگا خواہ وہ ام ولد اس اقرار کرنے والے کی عدت ہی کیوں نہ گزار رہی ہو۔ (محیط سرخسی)

دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کے اوپر جو قرضہ تجارت کے سبب یعنی خرید و فروخت اور اجارہ وغیرہ مثلاً غصب ہو جانے، ضائع کر دینے اور جس کا کفیل بنا یا گیا اس کی مکمل کفالت کے سبب اور اعادہ (خرید کردہ شے لوٹا دینے) اور رہن کی بنا پر لازم ہوئے تو اس قرض کا ضمان دوسرے شخص پر بھی لازم ہوگا۔ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والا مکفول عنہ (جس کی جانب سے کفیل بنا ہو) کی جانب سے اس کے حکم کے بغیر کفالت کرلے تو تمام ائمہ کے نزدیک دوسرا شریک اس کا ضامن نہ ہوگا۔ (کافی)

فاسد بیوع (معاملہ خرید و فروخت) کا حکم بھی یہی ہوگا۔ (محیط)

جس کا حق واجب ہوا اسے یہ حق حاصل ہے کہ خواہ ہر ایک سے الگ طلب کرے اور خواہ دونوں سے بیک

---

[1] یعنی ایسا شخص جس کی شہادت اس کے حق میں جائز نہ ہو اس کے لئے کسی مال کا اعتراف کرے تو اس مال کا وجوب محض اقرار کرنے والے پر ہوگا دوسرے شریک پر واجب نہ ہوگا۔ [2] ایسی باندی جس کی آقا کے نطفہ سے اولاد ہو۔

وقت مطالبہ کرلے۔ (مضمرات)

مگر یہ بات واضح رہے کہ یہ ضمان کا مال خاص طور پر اسی کے اوپر لازم ہوگا جس سے تاوان کو واجب کرنے والا فعل سرزد ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اگر دوسرا شریک شرکت کے مال میں سے اس کی ادائیگی کردے تو وہ دوسرے شریک سے آدھا وصول کرلے گا۔ (مبسوط)

اس کے برعکس اگر خریداری میں فساد (خرابی) ہو تو تاوان کا وجوب محض خریدنے والے پر نہیں بلکہ دونوں کے اوپر ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شخص کسی کے نفس کی کفالت کرلے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اسکا دوسرا شریک ضامن نہ ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک کسی شخص کی جانب سے مہر یا تاوانِ جنایت (کسی جرم شرعی کا تاوان) کی کفالت وضمانت کرے تو اس کا حکم قرضہ کی کفالت کا سا ہوگا۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شخص خریدکردہ باندی کے ساتھ ہمبستری کرے، اس کے بعد کوئی دوسرا شخص اس باندی کے اوپر اپنا حق ثابت کرے تو اس کے حقدار کو اختیار ہوگا کہ دونوں شریکوں میں سے جس سے چاہے تاوان وصول کرلے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک کے ذمہ ایسے تاوان کا وجوب ہو جو تجارت کے ضمان کے مشابہ نہ ہو تو اس کی خاطر دوسرا شریک ذمہ دار نہ ہوگا مثلاً جنایتوں کا جرمانہ، بدل خلع (خلع کی بنا پر واجب ہونے والی مقررہ رقم) اور قصاص کے اندر صلح ہوجانے پر قصاص کا معاوضہ وغیرہ۔ اسی طرح اگر جنایت کرنے والے شریک کے فعل کا دوسرا شریک منکر ہو تو جس کی جنایت کی ہے اس کے ولی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ انکار کرنے والے شریک سے حلف لے اس کے برعکس اگر دعویٰ کرنے والے نے قطعی قسم لی ہو اور دوسرے شریک سے اس کے (اس فعل سے) آگاہ ہونے پر حلف لے تو یہاں مدعی کے دعوے کو تسلیم کرنے کی صورت میں دونوں پر جنایت کے تاوان کا وجوب ہوگا۔ بخلاف اوپر ذکر کیگئی جنایت کی پہلی شکل کے کہ ایک کے اقرار کرنے کی صورت میں دوسرے کے اوپر تاوان کا وجوب نہ ہوگا۔ (فتح القدیر)

اسی طریقہ سے ہر شے جو تجارت کی اشیاء میں سے ہو اگر کوئی شخص اس کے[1] ان میں سے ایک شریک کے اوپر دعویٰ کرے اور قاضی جس کے اوپر دعویٰ کیا گیا ہے اس سے حلف لے تو مدعی کو دوسرے سے حلف لینے کا اختیار ہے۔ (محیط)

لہٰذا اگر کوئی شخص اعمالِ تجارت میں سے ان دونوں شریکوں پر کسی عمل کا مدعی ہو تو مدعی کو یہ حق ہے کہ دونوں شریکوں سے قطعی حلف لے۔ پھر دونوں شریکوں میں سے جو شخص حلف کا منکر ہوگا تو مدعی کے دعوے کا وجوب دونوں شریکوں پر ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر مدعی ان میں سے ایک غائب شریک پر دعویٰ کرے تو مدعی کو دوسرے شریک سے اس کے آگاہ ہونے پر حلف لینے کا حق حاصل ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ حلف کرلے اور اس کے بعد غائب شریک آجائے تو دعویٰ کرنے والے کو اس سے قطعی حلف لینے کا اختیار حاصل ہوگا جس طرح کہ دونوں شریکوں کے موجود وحاضر ہونے کی شکل میں ہوا کرتا ہے یعنی مدعی کو جس کے اوپر دعویٰ کیا گیا ہو اس سے قطعی حلف لینے کا اختیار رہوتا ہے۔ (مبسوط)

[1] یعنی مثلاً کوئی شخص یہ ذمہ داری لے کہ فلاں شخص فرار نہ ہوگا اگر فرار ہوا تو میرے اوپر ضمان ہے،

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شخص کسی پر اعمالِ تجارت میں سے کسی عمل (کے سرزد ہونے) کا مدعی ہو اور جس کے اوپر دعویٰ کیا ہو وہ انکار کرے تو قاضی کو اس سے اس بات پر حلف لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کے بعد دوسرے شریک کو اس سے اس بات پر حلف لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ (المحیط)

اگر کوئی شخص ایک شریک کے اوپر کفالت کے سبب مال کا مدعی ہو اور اس سے اس بارے میں حلف لے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مدعی کو اس کے شریک سے بھی اس کے اوپر حلف لینے کا حق ہوگا۔ (المبسوط)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والے دونوں میں سے کوئی شے فروخت کرے یا کسی کے ہاتھ بطورِ قرض کوئی چیز بیچے یا اس کے لئے کوئی شخص دوسرے کی جانب سے کفالتِ مال کرلے یا اس سے کوئی شخص چھین لے تو دوسرے شریک کو اس سے مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر ایک شریک کوئی غلام اجارہ کے اوپر دیدے تو اس صورت میں دوسرے شریک کو اجرت پر لینے والے سے (مستاجر سے) اجرت طلب کرنے کا حق ہوگا اور مستاجر کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس سے غلام کے حوالے کردینے کا مطالبہ کرے۔ اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والے کو بطورِ میراث ملا ہوا غلام یا خاص طور پر اپنی کوئی شے اجارہ کے اوپر دے تو اس صورت میں دوسرے شریک کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ اجرت طلب کرے اور نہ مستاجر کو یہ حق ہوگا کہ اس سے ذکر کئے گئے غلام کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرے۔ (محیط سرخسی)

اسی طریقہ سے اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والا مخصوص طور پر اپنی کوئی ذاتی شے بیچے تو شریک کو خریدنے والے سے قیمت کے طلب کرنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا اور نہ خریدنے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ معاملہ بیع دوسرے (شریک) کے حوالے کردینے کا مطالبہ کرے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والے شریک الگ ہوجائیں۔ پھر ایک شریک کہے کہ میں نے یہ غلام بحالتِ شرکت مکاتب بنایا تھا تو شریک کے حق کے اندر اس کے قول کی تصدیق کرنے اور اپنے قول کے اندر اسی قول کی تصدیق کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ شریک کے حق کے سلسلہ میں اسے ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا فوری طور پر اس نے عقدِ کتابت کیا ہے لہٰذا اس کے شریک کو عقدِ کتابت کے رد کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک کسی شخص کی کسی شے کی حفاظت یا کپڑا سینے وغیرہ کا اجارہ کرے تو حاصل شدہ اجرت دونوں کے درمیان مشترک قرار دیجائے گی۔ اسی طریقہ سے دونوں میں سے جو شریک بطورِ اجارہ و مزدوری کچھ کمائے وہ دونوں کے درمیان مشترک شمار ہوگا۔ البتہ اگر کسی کی خدمت کی خاطر کوئی شریک اپنے آپ کو اجرت کے اوپر دیدے تو اس صورت میں یہ اجرت خاص طور پر اسی شریک کے لئے ہوگی۔ (تاتارخانیہ)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک کسی جانور یا کسی مزدور کو اجرت کے اوپر لے تو اجرت کے اوپر دینے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں شریکوں میں سے جس سے بھی چاہے اجرت طلب کرلے۔ البتہ اگر ذکر کیا گیا شرکتِ مفاوضہ کرنے والا اپنی کسی ذاتی ضرورت یا سفرِ حج کی خاطر اجرت کے اوپر لے تو شریک جتنی رقم کی ادائیگی کرے اس میں سے آدھی رقم دوسرے سے واپس لے گی۔

چوتھی فصل۔ شرکتِ مفاوضہ کو باطل کرنے اور باطل نہ کرنے والی باتوں کا بیان

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک ایسا مال پائے جس کے اندر شرکت مفاوضہ درست ہو اور وہ مال اسے بطور میراث، یا بطور ہبہ یا وصیت یا بطور صدقہ ملے اور وہ اس کے اوپر قابض بھی ہو جائے تو اس صورت میں شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے اور اس کے شرکت عنان[ا] بنجانے کا حکم ہوگا۔ (سراجیہ)

اگر وہ بطور میراث عروض (سامان برتن وغیرہ) پائے یا (کچھ قوم وغیرہ) کسی پر قرض ہو اس کا وارث ہو جائے تو تاوقتیکہ اس قرضہ کی رقوم پر قابض نہ ہو جائے شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

ہدایہ میں لکھا ہے کہ عقار کا بھی حکم بھی مذکورہ بالا ہوگا یعنی اس کے بطور میراث ملنے سے شرکت مفاوضہ باطل نہیں ہوگی چاہے قابض ہو جائے یا قبضہ نہ ہوا ہو۔ اگر دونوں شریک دو مالوں میں سے کسی مال سے ایک شئے خریدیں تو ازروئے قیاس شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے اور استحساناً باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔

اگر شرکت کے دن دونوں کا مال برابر ہو یہاں تک کہ شرکت مفاوضہ درست ہو جائے۔ اس کے بعد دونوں کے کچھ خریدنے سے قبل ایک کا مال بڑھ جائے یعنی جن دو نقدوں پر عقد مفاوضہ ہوا ہو ان میں سے ایک کے نقد کے بازاری نرخ میں خریداری سے زیادتی ہو جائے تو اس صورت میں شرکتِ مفاوضہ کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسی طریقہ سے دونوں مالوں میں سے ایک کے ذریعہ کوئی شئے خریدی جائے اس کے بعد دوسرے کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص اپنے مال (یعنی دراہم یا دینار) کے ذریعہ کوئی شئے خریدے پھر خرید کردہ شئے کی قیمت بڑھ جائے تو قیاس کی رو سے شرکتِ مفاوضہ کے باطل ہونے اور استحساناً باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (مضمرات)

اگر دونوں مالوں کے ذریعہ خریداری کے بعد ایک مال کی قیمت (نرخ) میں اضافہ ہو جائے تو شرکت مفاوضہ بدستور برقرار رہے گی۔ اسی طریقہ سے اگر ایک مال کے ذریعہ خریداری ہوئی ہو اور جس کے ذریعہ خریداری ہوئی ہو اس مال کی قیمت خریداری کے بعد بڑھ گئی ہو تو اس صورت میں بھی شرکتِ مفاوضہ کے نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے کسی تیسرے شخص سے کہے کہ مجھ کو ایک درہم بطور ہبہ دیدے اور وہ بطور ہبہ حوالہ کردے تو شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ خواہ اس کا شریک غائب وغیر موجود ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک دوسرے کی غیر موجودگی میں شرکت مفاوضہ توڑنی چاہے تو اس کی تدبیر و حیلہ یہی ہے۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک اپنے مخصوص ذاتی غلام کو بطور اجارہ کسی کو دیدے یا بیچ دے تو تاوقتیکہ اجرت کی وصولیابی نہ ہو جائے یا ثمن کے اوپر قبضہ نہ ہو جائے شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک انکار کرے تو عقد مفاوضہ کے ختم ہونے کا حکم کیا جائیگا

[ا]۔ اس کی تعریف پہلے گزر چکی

ساری شرکتوں کے اندر یہی حکم لازم ہو گا۔ (ظہیریہ)
جن باتوں سے شرکتِ عنان کے فاسد ہونے کا حکم ہوتا ہے شرکت مفاوضہ بھی ان سے فاسد ہو جائے گی۔ (بدائع)

پانچویں فصل۔ دونوں شریکوں میں سے ایک کے مال مفاوضہ کے اندر شرکت کا ذکر

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ کوئی ناپ کر دیجانے والی یا تول کر دیجانے والی شے اس جنس کے بدلہ میں جو اس کے پاس موجود ہو خرید لے۔ لہٰذا اسے اس جنس کے بدلہ خرید نادرست ہوگا اور یہ خریداری شرکت کی رو سے درست ہوگی۔ اگر ایسی جنس کے عوض خریدے جس کے اوپر اس کا قبضہ نہ ہو مثلاً دراہم یا دیناروں کے بدلہ خریدے درآنحالیکہ مال شرکت میں وہ اپنے پاس دراہم یا دینار نہ رکھتا ہو تو خرید کردہ مخصوص طور پر خریدنے والے کی شمار ہوگی اور شرکت کے قاعدہ سے ایسی خریداری درست نہیں ہوگی۔ شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر ایک کے لئے جائز ہے کہ ایسے غلام کو مکاتب بنادے جو دونوں کی مشترکہ تجارت کا ہو نیز غلام کو تجارت کرنے یا کمائی کے ذریعہ (رقم کتابت کی) ادائیگی کا اختیار بھی دے سکتا ہے۔ (محیط)

اسی طرح وہ باندی جو تجارت کی خاطر ہو اس کی شادی کرنا درست ہے مگر غلام کا نہ نکاح کر سکتا ہے اور نہ غلام کو مال کی کسی مقدار پر حلقۂ غلامی سے آزاد کرنا درست ہے۔ (محیط سرخسی)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے کوئی شخص تجارت کی خاطر لئے ہوئے مشترکہ غلام کی کسی باندی سے شادی کردے تو قیاس کی رو سے جائز اور استحساناً ناجائز ہونے کا حکم ہوگا۔ ہمارے علماء (احناف) یہی فرماتے ہیں۔ (ظہیریہ)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ ادھار اور خواہ نقد جس طرح چاہے بیچ دے۔ (خلاصہ)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر ایک کو تھوڑی یا زیادہ قیمت کے بدلہ فروخت کرنے کا حق ہے البتہ اتنی کم قیمت میں فروخت نہ کرے کہ لوگ اپنے اندازہ کے مطابق اسے زیادہ نقصان (یعنی ناقابلِ برداشت نقصان) تصور کرتے ہوں۔ (بدائع)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والا مفاوضہ کی شے ایسے شخص کو بیچ دے کہ جس کی شہادت اس کے حق میں نامقبول ہو تو بالاتفاق یہ بیع شرکتِ مفاوضہ کی شے کی درست ہوگی۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک اناج ادھار خرید لے تو اس کی قیمت میں دونوں شریک قرار دیے جائیں گے اس کے برعکس اگر شرکتِ عنان کے اندر کوئی شریک ایسا کرے تو یہ حکم نہ ہوگا اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اناج کی بیع سلم قبول کرلے تو یہ بیع دوسرے شریک کے لئے بھی درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر ایک شریک اناج کی بیع سلم کے اندر دراہم دے تو دونوں شریکوں کے لئے اسے درست قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک عینہ کرلے تب دونوں کے لئے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔

لے فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینہ یا تین مہینہ کے بعد [illegible] مہینہ میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان ۲۰ من گیہوں دس روپے کے گیہوں اور نرخ اسی وقت طے کرلیا ہو تو یہ بیع درست ہے اور اس بیع کو سلم کہتے ہیں۔

عینہ کی شکل یہ ہے کہ کسی مال (معین) کو ادھار اس کی قیمت سے زیادہ قیمت کے اوپر اس غرض سے خرید لے کہ اس کو اس اصل قیمت میں بیچ کر فوری طور پر نقد مال (یعنی دینار یا دراہم) کا حصول کرلے۔ (مبسوط)

دونوں شریکوں میں سے ہر شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ شرکت مفاوضہ کے مال کو قرضۂ مفاوضہ یا اپنے ذاتی قرض کے بدلہ میں اپنے شریک کی اجازت کے بغیر رہن رکھ دے۔ کیونکہ رہن کو حکماً قرض کی ادائیگی قرار دیا جاتا ہے اور قرض خواہ مفاوضہ کا ہو یا اپنا ذاتی مثلاً مہر وغیرہ کی ادائیگی کا۔ اس کی ادائیگی کا شریک کی اجازت کے بغیر بھی حق حاصل ہے۔ (محیط سرخسی)

لہٰذا اگر شریک جس کے پاس رہن رکھا ہوا اس سے مال لوٹانا چاہے تو اسے واپس کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (محیط) پھر اگر دونوں شریکوں کی ذکر کردہ قرضہ کے اندر شرکت ہو تو اس صورت میں رہن رکھنے والے پر ضمان لازم نہ آئے گا اور اگر خاص طور پر رہن رکھنے والے ہی پر قرض ہو تو اس شکل میں شریک کو اس کا آدھا رہن رکھنے والے سے واپس لینے کا حق ہوگا۔ اگر قرض کے مقابلہ میں رہن رکھے ہوئے مال کی قیمت زیادہ ہو تو زائد مقدار کا شریک ضامن نہ ہوگا۔ (مبسوط)

اسی طریقہ سے اگر شرکت مفاوضہ کرنے والا مفاوضہ کے قرضہ کے اندر اپنا خاص ذاتی سامان رہن رکھ دے تو اسے تبرع واحسان کرنے والے قرار نہ دیں گے بلکہ اسے یہ حق ہوگا کہ اپنے شریک سے آدھا قرضہ واپس لیلے خواہ رہن رکھا ہوا مال جس کے پاس رہن رکھا تھا اس کے پاس سے ضائع کیوں نہ ہو گیا ہو۔ (محیط)

اگر تجارت کے قرضہ کے بدلہ دونوں میں سے کوئی شریک رہن لے تو درست ہوگا۔ (محیط سرخسی)

چاہے رہن کرنے والا ہی بیع کرنے والا ہو یا کوئی اور ہو۔ (مبسوط)

دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ رہن کے دینے یا رہن کے لینے کا اعتراف کرے یعنے اس کا درست اقرار ہو اور دونوں کے اوپر اس کا نفاذ ہوگا اگر اس طرح کا اعتراف اپنے شریک کے موت کی آغوش میں سوجانے کے بعد یا شرکت مفاوضہ سے دونوں کی علیحدگی اور اس کے ختم کرنے کے بعد کرے تو اس کے اعتراف و اقرار کو اس کے شریک کے حق میں درست نہ شمار کریں گے۔ (سراج الوہاج)

شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر ایک کے لئے درست ہے کہ وہ کسی شخص کے پاس امانتاً (کچھ رقم وغیرہ) رکھ دے اور حوالہ (وسپرد کردہ شے) کے قبول کرنے کا بھی حق حاصل ہوگا۔ (بدائع)

اور یہ بھی حق حاصل ہے کہ مفاوضہ کے مال میں سے ہدیتاً (کسی کو) بھیج دے اور اس میں سے دعوت کرنے کا بھی اختیار رہے گا۔ درست یہ ہے کہ اس کا مدار عرف کے اوپر ہوگا۔ اور وہ اتنی مقدار قرار دیگی ہے جسے تاجر حضرات فضول خرچی شمار نہیں کرتے۔ (غیاثیہ)

دوسرے لوگوں کے لئے جائز ہے کہ شرکت مفاوضہ کرنے والوں کا ہدیہ قبول کرلیں اور اس کا کھانا کھائیں اور عاریتاً (یعنی کچھ روز سے مانگ کر) اس سے لے لیں خواہ ان کے خیال میں اس نے بلا اجازت شریک اس طرح کیا ہو کھانے والے شخص اور جس شخص کو صدقہ کیا ہو اس کے اوپر اس مال کے تاوان کا وجوب نہ ہوگا۔ استحساناً یہی حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

یہ بات واضح رہے کہ شرکت مفاوضہ کرنے والا (مفاوض) ہدیتاً کھانے کی اشیاء مثلاً گوشت، روٹی اور میوہ جات دے سکتا ہے اور ہدیتاً سونے وچاندی کے دینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والا کسی شخص کو ہبتاً جانور یا کپڑا دیدے یا ہبتاً سامان، اناج، چاندی اور سونا دیدے تو شریک کے حصہ سے اس کا تعلق نہ ہوگا اور وہ خاص طور پر دینے والے کے حصہ میں سے واقع ہوگا۔ شریک کے حصہ کے اندر اسی وقت یہ ہدیہ شامل ہوگا جبکہ ہدیتاً میوہ جات، گوشت، روٹی وغیرہ میں) سے کوئی چیز دی ہو۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والے شریکوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ بلا اجازتِ شریک مال لیکر سفر کرے۔ امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ بھی فرماتے ہیں۔ (ذخیرہ)

پھر جس امام کے قول کی رو سے شرکتِ مفاوضہ کرنے والے کا مذکورہ بالا طریقہ پر سفر درست ہے اگر اس کا شریک اس کو اجازت عطا کردے تو وہ راس المال (اصل مال) کے علاوہ کرایہ اپنے پاس سے صرف کردے بحوالہ حسن ابن زیادؒ امام ابوحنیفہؒ سے اسی طرح منقول ہے۔ لہٰذا اگر مال نفع بخش ہو تو خرچ کردہ رقم نفع میں سے وضع و شمار کر لی جائے گی۔ اور اگر کچھ نفع نہ کمایا ہو تو راس المال میں سے وضع و محسوب کرنے کا حکم ہوگا (ظہیریہ)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر شریک کو مال مفاوضہ مضاربت[1] پر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (بدائع) "اصل" کے اندر اسی طرح منقول ہے۔ اسی کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (نہر الفائق و ہدایہ)

اسی طریقہ سے شرکتِ مفاوضہ والے کو کسی اور کا مال مضاربت پر لینا بھی جائز ہوگا اور اس مال سے حاصل ہونے والا نفع خاص طور پر اسی کے لئے ہوگا اور دوسرا شریک اس میں حصہ دار نہ ہوگا۔ (بدائع)

نیز شریکین میں سے ہر ایک کو یہ مال بضاعت (مقررہ نفع) پر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر مال کا کچھ حصہ بضاعت کے اوپر دیا گیا ہو اور پھر دونوں شرکت مفاوضہ کرنے والے علیحدہ ہو گئے ہوں۔ پھر بضاعت پر لینے والا کوئی شے خریدے۔ لہٰذا اگر بضاعت پر لینے والا دونوں کی علیحدگی اور باہمی معاملہ کے ختم ہونے سے آگاہ ہو تو جو شے وہ خریدے گا وہ بضاعت پر دینے والے کے لئے مخصوص ہوگی۔ اور اگر اسے دونوں کے علیحدہ ہو جانے کا علم نہ ہو اور ثمن (قیمت) بضاعت قبول کرنے والے کے حوالہ کر دی ہو تو اسے خریدنا اس شخص کے لئے بھی جائز ہوگا جس نے حکم دیا اور اس کے شریک کے لئے بھی جائز ہوگا۔ اور ثمن حوالہ نہ کرنے کی شکل میں خریدنے والا خاص طور پر حکم دینے والے کے لئے خریدنے والا شمار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)۔ اگر وہ شریک موت کی آغوش میں سوجائے جس نے بضاعت کے لئے نہ کہا ہو اس کے بعد بضاعت پر کام کو قبول کرنے والا سامان خریدے تو وہ مخصوص طور پر بقید حیات شریک کے لئے ہوگا۔ پھر اگر بضاعت کے اوپر کام کرنے کو منظور کرنے والا عطا کئے ہوئے مال سے ثمن کی ادائیگی کردے تو مرنے والے شریک کے ورثاء کو یہ حق حاصل ہے کہ بضاعت قبول کرنے والے سے ثمن کا ضمان لے لیں اور خواہ بضاعت کا حکم دینے والے سے تاوان کی وصولیابی کریں۔ لہٰذا اگر وہ بضاعت قبول کرنے والے سے تاوان وصول کریں تو وہ بضاعت کا حکم دینے والے سے وصول کرے گا اور یہ بھی اختیار ہے کہ فروخت کرنے والے سے اپنے ثمن کی ضمان کے طریقہ پر وصولیابی کریں لہٰذا اگر وہ بائع (فروخت کرنے والے) سے ضمان لے تو وہ بضاعت قبول کرنے والے سے اور وہ بضاعت کا حکم دینے والے سے واپس لے گا۔ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک ہزار دراہم جن کا

---

[1] یعنی ایک کا مال ہو اور ایک کی محنت اور نفع میں دونوں برابر ہوں۔

مالک وہ اور اس کا شریکِ عنان ہو اور وہ ہزار دراہم شریکِ عنان کی خوشی درضا سے کسی شخص کو بضاعت کے اوپر دیدے تاکہ جس نے بضاعت قبول کی ہو وہ کوئی سامان خریدے۔ اس کے بعد ان تینوں میں سے ایک موت کی آغوش میں سو جائے۔ لہٰذا اگر بضاعت کا حکم دینے والا پیغامِ اجل کو لبیک کہے اور بضاعت قبول کرنے والا سامان خریدے تو اس صورت میں سامان خریدنے والے کا ہوگا اور مال کا ضمان لازم آئے گا جس کے اندر سے آدھے مال کو شریکِ عنان کا قرار دیں گے اور آدھے کو دوسرے مفاوض بقیدِ حیات اور مرنے والے مفاوض کے ورثاء میں مشترک شمار کریں گے۔ اگر شریکِ عنان موت کی آغوش سو جائے پھر بضاعت کو قبول کرنے والا کوئی سامان خریدے تو خرید کردہ شے کا مال انہی دونوں شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں کی ہوگی پھر موت کی آغوش میں سونے والے شریکِ عنان کے ورثاء کو یہ حق ہوگا کہ خواہ اپنے حصہ کی خاطر ان شریکوں میں سے کسی شریک سے رجوع کریں اور خواہ بضاعت پر مقرر ہونے اور بضاعت قبول کرنے والے سے رجوع کریں۔ پھر بضاعت قبول کرنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں شریکوں میں سے جس شریک سے بھی چاہے وصول کر لے اگر اس مفاوض کا انتقال ہو جائے جس نے بضاعت کے اوپر مقرر نہ کیا ہو۔ اس کے بعد بضاعت قبول کرنے والا سامان خریدے تو آدھا شریکِ عنان کا ہوگا اور آدھا حکم کرنے والے دوسرے بقیدِ حیات مفاوض کا۔ بقیدِ حیات مفاوض موت کی آغوش میں سونے والے مفاوض کے ورثاء کو اس کے حصہ کے بقدر ضمان (مالِ ضمان) عطا کرے گا۔ ورثاء کو یہ حق ہوگا کہ خواہ بضاعت قبول کرنے والے سے اپنے حصہ کا ضمان وصول کریں اور خواہ بضاعت کا حکم دینے والے سے واپس لے لیں۔ (محیط سرخسی)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے کسی شریک کو قرض دینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (ذخیرہ)

البتہ اگر ایک شریک دوسرے کو یہ اجازت عطا کر دے کہ وہ کسی کو قرض دے سکتا ہے تو اسے قرض دینا درست ہوگا۔ اگر محض اتنا کہا کہ اپنی رائے کے مطابق عمل کر لینا تو اس صورت میں اسے قرض دینے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ (سراج الوہاج)

اگر ایک شریک دوسرے شریک کی بلا اجازت قرض دیدے تو اس کے آدھا کا ضمان اس پر لازم آئیگا البتہ اسکی وجہ سے شرکتِ مفاوضہ باطل نہیں ہوگی۔ (محیط سرخسی)

مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ ایسے قرض کا اختیار حاصل ہو نا موزوں ہے جس کے اندر لوگوں کو کسی طرح کا خطرہ نہ[1] ہو۔ (محیط)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ شرکت کے مال میں سے کچھ کے ساتھ کسی اور شخص کے ہمراہ شرکتِ عنان کرے۔ چاہے مفاوضت کا معاملہ کرتے وقت دونوں نے اپنی رائے کے مطابق کام کرنے کی شرط کی ہو یا شرط نہ کی ہو۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص شرکتِ عنان کرے تو یہ شرکت اس کے اور اسکے مفاوض شریک یعنی دونوں کے لئے جائز قرار دیجائے گی چاہے یہ شرکت باجازتِ شریک عمل میں آئی ہو یا بلا اجازت (محیط) اگر وہ اپنے شریک سے اجازت حاصل کر کے کسی اور شخص کے ساتھ بھی شرکتِ مفاوضہ کرے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ جس طرح کہ دونوں

[1] یعنے عدم وصول یا ضیاع کا اندیشہ نہ ہو۔

کا کسی تیسرے شخص کے ساتھ شرکتِ مفاوضہ کرنا جائز ہوتا ہے۔ اگر بلا اجازت شریک کرے تو یہ شرکتِ مفاوضہ نہیں بلکہ شرکتِ عنان ہوگی۔ اس بات سے حکم میں فرق نہیں پڑتا کہ جس کے ساتھ شرکتِ عنان کی ہو وہ اس کا والد ہو لڑکا ہو یا کوئی اور اجنبی شخص ہو۔ (مبسوط)

منتقی کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے کوئی شریک غلاموں کی تجارت کے اندر شرکتِ عنان کرلے تو درست قرار دیں گے اور دوسرا شریک جس غلام کو خریدے گا وہ آدھا خریدنے والے کا ہوگا اور باقی آدھے کے اندر شرکت مفاوضہ کرنے والے دونوں شریک ان نصف نصف کے حقدار ہوں گے۔ اگر ان دونوں شریکوں میں سے وہ شریک غلام خریدے جس نے شرکت عنان نہ کی ہو تو اس صورت میں بھی آدھے کا حقدار اسے شریک کا شریک شخص ہوگا اور باقی آدھے کے یہ دونوں شرکت مفاوضہ کرنے والے برابر کے حقدار[1] ہوں گے۔ (محیط)

شرکتِ مفاوضہ کرنے والے شریکوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے شرکت کے مال میں سے مال عطا کرکے یہ حکم دے کہ اسے ہماری شرکت کی اشیاء میں سے کسی شے کے اندر خرچ کردو۔ اسکے بعد اگر دوسرا شریک اسکی وکالت کو ساقط و ختم کردے تو وکالت ساقط و ختم ہوگا۔ بشرطیکہ اسکو خریدنے یا بیچنے یا اجرت پر دینے کا وکیل مقرر کیا گیا ہو۔ (بدائع)

اگر اسے اس لئے وکیل مقرر کیا ہو کہ ادھار بیچی ہوئی شے کی رقم وصول کرکے لادیا کرے تو اس صورت میں دوسرے شریک کے ساقط و ختم کرنے سے اس کی وکالت ساقط و ختم نہ ہوگی (بلکہ وہ بدستور وکیل باقی رہے گا)۔ (محیط) شرکت مفاوضہ کرنے والے کو مال مفاوضہ عاریتاً دینے کا حق حاصل ہے۔ استحساناً یہی حکم ہے یہاں تک کہ اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والا مفاوضت کے مال میں سے کوئی سواری کا جانور عاریتاً دیدے اور وہ جانور عاریتاً لینے والے کے پاس سے ضائع ہوگیا ہو تو استحساناً اسے اپنے شریک کے لئے ضامن قرار نہ دیں گے۔ (ذخیرہ)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والا ایسا سواری کا جانور عاریتاً دیدے جو دونوں شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور عاریتاً لینے والا اس کے اوپر سوار ہوکر چل دے اور ذکر کردہ جانور تھکن کے باعث مرجائے۔ اس کے بعد دونوں شریکوں کا اس جگہ کے بارے میں جس جگہ تک وہ بحالتِ سواری گیا ہو اختلاف ہو جائے[2]۔ پس دونوں شریکوں میں سے جو شریک بھی اس جگہ تک کے واسطے یہ جانور عاریتاً دینے کی تصدیق کرے عاریتاً لینے والا اس شریک کے تاوان سے بری الذمہ شمار ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

جو کام عنان کے شریکوں میں سے ہر شریک کے لئے کرنا درست ہے وہی کام شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر شریک کے لئے کرنا درست ہوگا۔ (محیط سرخسی)

---

[1] یعنے دونوں آدھے کے نصف نصف کے مستحق ہوں گے۔ [2] یعنے ایک شریک یہ کہتا ہو کہ اس نے عاریتاً سواری کا جانور اسی جگہ تک کے واسطے دیا تھا اور دوسرا اسے غلط قرار دیتا اور انکار کرتا ہو۔

چھٹی فصل۔ شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک کے معاملہ کرنے، اور اس سے واجب ہونے والی شے میں دوسرے کے تصرف کا ذکر

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک دوسرے کی بیچی ہوئی چیز کی بیع کو فسخ و ختم کر دے تو دوسرے شریک تک اس کا اثر پہونچے گا اور اس اقالہ (واپسی و فسخ) کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر ایک شریک دوسرے شریک کی بیع سلم کو لوٹا دے اور ختم کر دے تو یہ اقالہ (فسخ و لوٹانا) دونوں کے حق میں جائز اور نافذ ہوگا۔ (محیط)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک اپنی ایک ایسی باندی ادھار بیچ دے جو مشترک تجارت کی ہو تو سارے ثمن (قیمت) کی وصولیابی سے پہلے دونوں شریکوں میں سے کسی کے واسطے بھی خریدنے والے سے کم قیمت میں اسے خرید لینا درست و صحیح نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کوئی شے ادھار بیچ دے اس کے بعد وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو دوسرے شریک کو خریدار سے اسکے بارے میں (یعنی کل کے سلسلہ میں) نزاع و نالش کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اس کے بعد اگر خریدار اسے آدھی قیمت دیدے تو وہ اس کے مطالبہ سے بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کوئی شے بیچ دے اس کے بعد قیمت خریدنے والے کو ہبہ کر دے یا خریدنے والے کو بری الذمہ قرار دے تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور اس پر اپنے شریک کے حصہ کا ضمان لازم آئے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دوسرا شریک خریدنے والے کو قیمت ہبہ کر دے یا بری الذمہ قرار دیدے، تو اس کے اپنے حصہ کے اندر یہ صورت درست ہوگی اور اس کے شریک کے حصہ کے اندر جو کہ بیع کر چکا تھا بالاتفاق یہ (یعنی ہبہ وغیرہ) درست و جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک ایسے قرضے کے اندر مقروض کو مہلت دیدے جس میں دونوں شریک حصہ دار ہوں تو بالاتفاق دونوں شریکوں کے حصہ میں مہلت دینی درست ہوگی۔ (ظہیریہ)

چاہے یہ مہلت شریکِ مہلت دینے والے کے فعل وجہ سے ملی ہو یا دوسرے کے فعل کے باعث یا دونوں شریکوں کے فعل کی بناپر۔ (ذخیرہ)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والے دونوں شریکوں پر میعادی قرضہ ہو اس کے بعد دونوں شریکوں میں سے ایک شریک یہ میعاد ساقط و کالعدم کر دے یعنی مدت کو باطل کر دے تو مدت کے باطل ہونے اور مال کے فوری طور سے دونوں کے اوپر واجب ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے تو مرنے والے کے قرضہ کی ادائیگی فوری طور واجب ہوگی اور دوسرے کے قرضہ کی میعاد برقرار رہے گی۔ یعنی وہ مقررہ مدت میں قرضہ ادا کرے گا۔ امام ابویوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والے کسی کے مقروض ہوں اور وہ شخص جس کا قرض ہو ان میں سے ایک شریک کو قرض کی ادائیگی سے

بری الذمہ کر دے تو اس صورت میں دونوں شریک اس شخص کے واجب شدہ مال سے بری الذمہ قرار دیئے جائیں گے (محیط) جس معاملہ وعقد کا ایک ہی متولی ذمہ دار بنایا گیا ہو اس کے حقوق کے دونوں کی جانب لوٹنے کا حکم ہو گا یہاں تک کہ اگر کوئی شے بیچ دے تو جس طرح فروخت کرنے والے سے بیچی گئی شے کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا اسی طریقہ سے دوسرے شریک سے بھی فروخت کردہ چیز سپرد کرنے کا مطالبہ کرنے کا حق ہو گا اگر وہ دوسرا شریک جس نے چیز فروخت نہ کی ہو خریدنے والے سے قیمت کا مطالبہ کرے تو وہ خریدار پر اس کی قیمت کی ادائیگی کے لئے بیچنے والے شریک کی طرح جبر کر سکتا ہے۔ (تاتارخانیہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کوئی شے خریدے تو جس طرح خریدنے والے شریک سے قیمت طلب کرنے کا حق ہو گا اسی طرح اس کے شریک سے بھی طلب کرنا درست ہو گا۔ (سراج الوہاج)

خریدنے والے شریک کی طرح دوسرے شریک کو بھی خریدکردہ شے پر قبضہ کا حق حاصل ہو گا۔ اگر خریدنے والے شریک کو خرید کردہ شے میں کوئی عیب نظر آئے تو خریدنے والے کی طرح اس کے شریک کو بھی یہ چیز لوٹا دینے کا حق ہو گا۔ (بدائع)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اپنی تجارت کی خاطر کوئی شے خریدے اور دوسرے شریک کو اس میں عیب نظر آئے تو دوسرے شریک کو یہ حق ہے کہ وہ اس کو لوٹا دے۔ (محیط)

اگر خرید کردہ شے ہر کوئی شخص اپنے حق کو ثابت کر کے لیلے تو خریدار اور دوسرے شریک دونوں کو یہ حق حاصل ہے کہ بیچنے والے سے قیمت کے سلسلہ میں رجوع کریں (اور مطالبہ کریں)۔ (سراج الوہاج)

جو شخص ان دونوں شریکوں میں سے کسی شریک سے تجارت کی کوئی شے خریدے اور اس کے اندر عیب پائے تو اسے یہ حق حاصل ہو گا کہ عیب کے باعث دونوں شریکوں میں سے جس شریک کو چاہے لوٹا دے (ظہیریہ) اگر وہ اس کے عیب دار ہونے کا منکر ہو تو اگر فروخت کرنے والا ہو تو اس سے قطعی حلف لینا درست ہو گا اور دوسرا شریک ہونے کی صورت میں اس سے علم و آگاہی پر حلف لینا درست ہو گا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک فروخت کردہ شے کے اندر عیب کا اعتراف و اقرار کر لے تو اس پر اور اس کے شریک دونوں کے اوپر اس اقرار کا نفاذ ہو گا۔ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر شریک اپنی مشترک تجارت کے غلام کے نصف نصف کو کسی کے ہاتھ بیچ دے۔ اس کے بعد خریدنے والے کو غلام کے اندر کوئی عیب نظر آئے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر ایک سے اس طرح حلف لے کہ جس آدھے حصہ کو اس نے بیچا ہے اس کا قطعی (یقینی) حلف کرتا ہوں اور شریک کے بیچے ہوئے آدھے حصہ کے علم پر حلف کرتا ہوں۔ حلف کے اندر دونوں قسموں کے الفاظ ادا کئے جائیں امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ہر شریک سے اس کے فروخت کردہ آدھے حصہ پر قطعی قسم لیجائے اور ہر شریک سے باقی آدھے کے علم کی قسم ساقط و کالعدم ہونے کا حکم ہو گا۔ (بدائع)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے کوئی شریک شرکت کا سامان کسی شخص کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ اس کے بعد دونوں شریک شرکت ختم کر دیں لیکن خریدار کو ان کی باہمی شرکت کے ختم کر دینے کا علم نہ ہو اس صورت میں خریدنے والے کے لئے یہ درست ہے کہ قیمت دونوں شریکوں میں سے جس شریک کو چاہے عطا کر دے (محیط) اگر خریدنے والا دونوں کی علیحدگی اور شرکت ختم کر دینے سے آگاہ ہو تو محض اس شریک کو عطا کرے

جس نے کہ اس کے ساتھ بیع کی ہو۔ اور اس کے شریک کو یہ قیمت دینے کی شکل میں بیع کرنے والے کے حصہ سے اسکو بری الزمہ وسبکدوش قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کردہ شے کے اندر عیب نظر آئے تو اسے فروخت کرنے والے سے مطالبہ ونزاع کا حق ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں شریکوں کی علیحدگی اور شرکت ختم ہونے سے قبل خریدار خرید کردہ شے عیب کے باعث لوٹا دے اور خریدار کو ثمن حوالہ کردینے کا حکم ہوگیا یا لوٹانا دشوار ہونے کی بنا پر بقدر نقصان وعیب رقم لوٹانے کا حکم ہوگیا ہو اس کے بعد دونوں شریکوں نے شرکت سے علیحدگی اختیار کرلی ہو تو خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرلے۔ (محیط)

اگر غلام خریدے اور اس سے پہلے کہ شرکتِ مفاوضہ کرنے والے علیحدگی اختیار کریں خریدار ساری قیمت ادا کردے اس کے بعد ذکر کیا گیا غلام کوئی شخص اپنا حق ثابت کرکے لیلے تو خریدنے والے کے لئے جائز ہے کہ ثمن وقیمت دونوں میں سے جس سے چاہے طلب کرلے۔ (ظہیریہ)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والے شرکت ختم کرکے علیحدگی اختیار کرلیں تو اس صورت میں قرض خواہوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے سارے قرضہ کی خاطر دونوں میں سے جس کو چاہیں پکڑیں اور مطالبہ کریں۔ اور دونوں میں سے کسی شریک کو کچھ واپس لینے کا حق نہ ہوگا تاوقتیکہ اس نے آدھے سے زیادہ کی ادائیگی نہ کی ہو۔ اگر آدھے سے زیادہ ادا کیا ہو تو نصف سے جتنا زیادہ ادا کیا ہو اسے واپس لینے کا حق ہوگا۔ (جامع صغیر)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے کوئی شریک کسی کو وکیل مقرر کرے کہ میرے لئے ایک باندی چاہے مقررہ ومتعینہ ہو یا غیر متعینہ ومقررہ ایک متعین قیمت کے بدلے خریدی ہو اور دوسرے شریک نے وکیل کو روک دیا ہو تو اس کا روک دینا درست ہوگا۔ اس کے بعد وکیل کے اس باندی کو خریدنے کی صورت میں وہ اپنی ذات کیلئے یہ باندی خریدنے والا شمار ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے اسکی ممانعت نہیں کی حتیٰ کہ وکیل نے خرید لی تو وہ دونوں کی خاطر خریدنے والا قرار دیا جائے گا اور قیمت دونوں میں سے جس سے بھی مرضی ہو وصول کرسکتا ہے۔ (محیط)

فصل ہفتم۔ شرکت مفاوضہ کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

اگر زید یہ کہتا ہو کہ میں نے عمرو کے ہمراہ شرکت مفاوضہ کی تھی اور عمرو سرے سے منکر ہو رہا تھا لیکہ مال عمرو کے پاس ہی موجود ہو تو بحلف عمرو ہی کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے اور زید کے اوپر شاہد پیش کرنے واجب ہوں گے۔ (فتح القدیر)

اس کے بعد اگر مدعی اپنے گواہ پیش کرے اور گواہ اس کے دعوے کی شہادت دیں تو اس کے اندر چند شکلیں ہوں گی۔ (۱) گواہ کہتے ہوں کہ زید نے عمرو کے ساتھ شرکتِ مفاوضہ کی ہے اور عمرو کے پاس جو مال موجود ہے اس میں دونوں نصف نصف کے شریک ہیں۔ (۲) گواہ یہ شہادت دیں کہ زید نے عمرو کے ساتھ شرکت مفاوضہ کی ہے اور جو مال عمرو کے پاس موجود ہے اس کے اندر یہ دونوں شریک ہیں۔ ان دونوں شکلوں میں مدعی کے گواہوں کی گواہی

قابلِ قبول ہوگی اور مال کے دونوں میں نصف نصف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (۳) شہادت دیں کہ زید نے عمرو کے ساتھ شرکت مفاوضہ کی ہے اور مال اسی کے پاس موجود ہے۔ اس شکل میں مال دونوں میں نصف نصف کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ چاہے گواہ مجلسِ دعویٰ کے اندر اس طرح کی گواہی دیں یا مجلسِ دعویٰ سے دونوں شریکوں کے اٹھ جانے اور علیحدگی کے بعد گواہی دیں (۴) فقط اتنی شہادت دیں کہ زید نے عمرو کے ساتھ شرکت مفاوضہ کی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہ کہیں۔ اس شکل کے متعلق شمس الائمہ سرخسیؒ اپنی شرح کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ اس کے گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی اور مال دونوں میں آدھا آدھا (تقسیم) ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ امام محمدؒ اپنی کتاب کے اندر اس مسئلہ کے ذکر کے بعد اسی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ گواہ مجلسِ دعویٰ کے اندر اس قسم کی گواہی دیں تو گواہی قابلِ قبول ہوگی۔ اور تاوقتیکہ گواہ یہی کی یہ شہادت نہ دیں کہ یہ مال دونوں کا آدھا آدھا ہے یا یہ مال دونوں کی (شرکت) کا ہے۔ یا انکار کرنے والا اعتراف کرے کہ آج کے دن میرے پاس یہ مال ہے۔ یا گواہوں نے انکار کرنے والے کے اس اقرار کی تائید کی ہو اور شہادت دی ہو اس مال کو دونوں میں نصف نصف (تقسیم کرنے) کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ (محیط)

اس کے بعد جو وقت قاضی دونوں میں مال کے آدھے آدھا ہونے کا حکم کر دے اور جس کے پاس وہ مال موجود ہو وہ دعویٰ کرے کہ قبضہ کردہ اشیاء میں سے فلاں شے کا خالص طور پر وہی مالک ہے اور وہ اسے کسی اور شخص کی طرف سے بطور ہبہ یا بطور میراث ملی تھی تو اس کی بھی چند شکلیں ہوں گی۔ (۱) اگر شرکت مفاوضہ کے مدعی کے شاہد یہ شہادت دیتے ہوں کہ یہ شخص اس کا مفاوض ہے اور اس مال کے دونوں شریک نصف نصف کے حق دار ہیں یا اس طرح شہادت دیں کہ یہ شخص اس دوسرے کا مفاوض ہے اور یہ مال بطور شرکت مفاوضہ دونوں کے درمیان مشترک ہے تو ان دونوں شکلوں کے اندر قبضہ کرنے والے ذخیرہ دار کا ذکر کردہ دعویٰ قابلِ سماعت (والتفات) نہ ہوگا اور اگر وہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے گا تو انکی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ (۲) اگر شرکت مفاوضہ کے دعویٰ کرنے والے کے گواہ یہ گواہی دیں کہ اس شخص نے فلاں کے ساتھ شرکت مفاوضہ کی ہے اور مال دعویٰ کئے گئے شخص کے پاس موجود ہے۔ یا اس طرح شہادت دیں کہ اس شخص نے فلاں شخص کے ساتھ شرکت مفاوضہ کی ہے اور بجز اس کے اور کچھ نہ کہیں تو ان دونوں شکلوں کے اندر قبضہ کرنے والے مدعی کا ذکر کیا گیا دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا اور اس کے گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی۔ امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ اس کے برعکس فرماتے ہیں۔ اگر مال کے اوپر قابض شخص قبضہ کردہ اشیاء میں سے کسی شے کے متعلق یہ دعویٰ کرے کہ وہ اسے مفاوضت کے مدعی کی طرف سے ملی ہے اور وہ اس طرح اس چیز کا مالک بنا ہے تو ساری شکلوں میں اس کا دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا اور گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی۔ (ظہیریہ)

اگر عمرو کے اوپر زید یہ دعویٰ کرے کہ بطور شرکت مفاوضہ عمرو میرا شریک ہے اور عمرو اسے تسلیم کرے اور عمرو کے قبضہ کردہ مال میں زید کے شریک ہونے کا حکم کر دیا گیا ہو۔ اسکے بعد دعویٰ کیا گیا شخص اپنے مقبوضہ مال کی کسی شے کے بارے میں دعویٰ کرے کہ وہ اس کی ذاتی ہے اور اسے بطور ہبہ یا بطور میراث ملی ہے اور اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دے تو اس صورت میں گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی۔ (محیط سرخسی)

اگر مال کے اوپر دو اشخاص کا قبضہ ہو اور دونوں باہم شرکت مفاوضہ کے معترف ہوں۔ اس کے بعد دونوں میں سے ایک شخص دعویٰ کرے کہ اسے اس مال میں سے فلاں چیز والد کے ترکہ سے ملی ہوئی ہے اور وہی خاص طور پر اسکا مالک ہے اور اپنی بات گواہوں کے ذریعہ ثابت بھی کر دے تو اس شکل میں گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے اور مال بقیدِ حیات شریک کے قبضہ میں ہو۔ اسکے بعد مرنے والے کے ورثاء شرکت مفاوضہ کے مدعی ہوں اور بقید حیات شخص مرنے والے کے ساتھ اپنی شرکت مفاوضہ کا انکار کرے پھر میت کے ورثاء گواہوں سے مرنے والے کی شرکت مفاوضہ ثابت کر دیں تو دعویٰ کئے گئے شخص کے قبضہ میں جو کچھ مال ہو اس میں ان مرنے والے کے ورثاء کو کچھ نہیں دلوایا جائے گا۔ البتہ اگر وہ بذریعہ گواہان یہ ثابت کر دیں کہ شرکتِ مفاوضہ کا مال ان کے مرنے والے مورث کی حیات ہی میں اس بقید حیات شخص کے پاس تھا۔ یا یہ کہتے ہوں کہ جو مال اس شخص کے پاس ہے وہ شرکت مفاوضہ کا ہے۔ تو ایسی شکل میں ان کے لئے ذکر کردہ مال میں سے آدھے کا حکم کیا جائے گا۔ (المبسوط)

اگر ذکر کردہ دعویٰ کئے گئے شخص لئے ایسا حکم کئے جانے کے بعد وہ بذریعہ گواہان یہ ثابت کر دے کہ اسے والد کے ترکہ سے مال یہ مال ملا ہے تو اس کے اندر دو شکلیں ہوں گی۔ (۱) اگر مرنے والے کے وارثوں کے گواہ یہ ثابت کر دیں کہ اس مال میں مرنے والا اور یہ بقید شخص دونوں شریک ہیں تو اس صورت میں جس کے اوپر دعویٰ کیا گیا ہے اس شخص کے گواہوں کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ (۲) اگر گواہ یہ گواہی دیں کہ دعویٰ کئے گئے شخص کے پاس یہ مال بوقتِ شرکت مفاوضہ موجود تھا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ پہلی صورت کی طرح اس میں بھی دعویٰ کئے گئے شخص کے گواہوں کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ قابل قبول ہوگی (محیط سرخسی)

اگر ذکر کئے گئے مال پر ورثاء قابض ہوں اور وہ شرکت کے منکر ہوں اور بقید حیات مفاوض شرکت مفاوضہ کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے اور ورثاء بذریعہ گواہاں یہ ثابت کریں کہ ان کا والد نے اپنے انتقال پر اس (دعویٰ کردہ) مال شرکت کے علاوہ اور مال چھوڑا ہے تو اس صورت میں ورثاء کے گواہوں کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی شمس الائمہؒ اس کی تصحیح (و تشریح) کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بالاتفاق سب ائمہ یہی فرماتے ہیں اگر مرنے والے کے ورثاء یہ کہتے ہوں کہ ہمارے دادا نے مرتے وقت یہ مال ہمارے والد کے لئے بطور میراث چھوڑا ہے اور وہ یہ بات بذریعہ گواہان ثابت کریں تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ انکے گواہوں کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ انکے گواہ قابل قبول ہوں گے۔ (فتح القدیر)

اگر مال و متاع دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کے قبضہ میں ہو اور وہ شرکت مفاوضہ سے انکار کرے تو اس کے انکار کے باعث شرکت مفاوضہ کے ٹوٹ جانے اور دونوں شریکوں کے (شرکت سے) علیحدہ ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد جب شرکتِ مفاوضہ گواہوں کے ذریعہ ثابت ہو جائے گی۔

لے مگر شرط یہ ہے کہ اپنے اس دعوے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت بھی کر دیں۔

تو شرکت کے انکار کرنے والے پر اس سارے مال کا آدھا جس کے اوپر وہ قابض ہو ضمان لازم آئے گا کیونکہ اس کی حیثیت امین کی تھی لہٰذا انکار کی صورت میں ضمان لازم آئے گا اسی طریقہ سے اگر مال کے اوپر قابض شریک موت کی آغوش میں سو جائے اور اس کے بعد اس کے ورثاء شرکت کا انکار کریں، تو اس صورت میں ان پر بھی ضمان واجب ہو گا۔ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والے دونوں شریک موت کی آغوش میں سو جائیں اور ہر شریک اپنا اپنا وصی[1] مقرر کر دے تو ہر ایک کے وصی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ جو خرید و فروخت اس کے وصیت کرنے والے کے ذریعہ ہوئی ہو اس کے مطالبہ کو مکمل و پورا کر دے اس کے بعد جس وقت وہ سارا وصول کر لے تو اس کے اوپر ضمان لازم نہ ہو گا اور ورثاء کے اوپر بھی ضمان واجب نہیں ہو گا۔ لیکن یہ حکم ان سب کے شرکت مفاوضہ کا اقرار کرنے کی صورت میں ہے جس طرح خود وصیت کرنے والا اگر اپنے آپ سب وصول کر لے اور وہ شرکت مفاوضہ کا معترف ہو اور اقرار کرے تو اسے اپنے شریک کے حصہ کے حق میں امین قرار دیں گے اور (مال کے تلف ہونے کی شکل میں) اس کے اوپر ضمان لازم نہ ہو گا۔ (مبسوط)

شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک یہ دعویٰ کرے کہ دوسرے شریک کی میرے ساتھ تہائی کی شرکت ہے اور جس کے اوپر دعویٰ کیا جائے کہے یہ میرے ہمراہ ایک تہائی کے اندر شریک ہے یعنی ہر شریک اپنے لئے دو تہائی کا مدعی ہو درآنحالیکہ دونوں اشخاص کو شرکت مفاوضہ کا اقرار ہو تو سارا مال چاہے عقار[2] ہو یا کوئی دوسرا سب شرکت مفاوضہ کی رو سے ان دونوں میں نصف نصف تقسیم کرنے کا حکم ہو گا۔ البتہ پہننے کے کپڑے خانہ داری کا اسباب اور روزمرہ کی کھانے پینے کی اشیاء اور (ایسی) باندی جس کے ساتھ صحبت کیا کرتا ہو یہ مستثنیٰ قرار دیں گے اور یہ چیزیں خاص طور پر اسی قابض شخص کی قرار دی جائیں گے۔ استحساناً یہی حکم ہو گا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ شرکت سے علیحدگی کے بعد مال تقسیم ہونے سے پہلے اس طریقہ کا اختلاف ہو اگر دونوں شریکوں کے الگ ہونے سے قبل ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے اور بقید حیات شریک اور مرنے والے کے ورثاء شرکت کی مقدار کے اندر اختلاف کریں تب بھی اس شکل میں وہی حکم ہو گا جو دونوں کے علیحدہ ہونے کے بعد شرکت کی مقدار کے اندر اختلاف ہونے کی شکل میں ذکر کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر زید بکر کے اوپر یہ دعویٰ کرے کہ وہ اس کے ساتھ شرکت مفاوضہ کر چکا ہے اور اس کے پاس موجود مال تین تہائی ہے اس طریقہ سے کہ اس کے اندر سے دو تہائی مال میرا اور ایک تہائی اس دوسرے شریک کا ہے اور دعویٰ کیا گیا شخص شرکت مفاوضہ ہی کا انکار کرتا ہو اور دعویٰ کرنے والا ایسے گواہ پیش کرے جو مدعی کے دعوے کے مطابق گواہی دیں تو قیاس کی رو سے ایسی گواہی کے قابل قبول نہ ہونے اور استحساناً شرکت مفاوضہ کے سلسلہ میں ایسی گواہی کو قابل قبول ہونے کا حکم ہو گا۔ (محیط)

اگر دعویٰ کرنے والا شرکت مفاوضہ کا دعویٰ کرے اور یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ آدھے آدھے کے

---

[1] یعنی ایک آدمی وصیت کے پورا کرنے اور اس پر واجب حقوق کی ادائیگی کی خاطر مقرر کر دے۔

[2] زمین وغیرہ

شریک ہیں اور گواہ تین تہائی کے اندر شرکت کی گواہی دیں تو اس طرح کی گواہی قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ دعویٰ کرنے والا شخص محض شرکتِ مفاوضہ کا مدعی ہو اور مدعی کے گواہ اس کی تین تہائی شرکت ثابت کریں اور دعویٰ کرنے والا کہے کہ شرکت اسی طرح تھی تو اس صورت میں استحساناً گواہوں کی گواہی کے قابلِ قبول ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والے باہمی شرکت سے علیحدگی اختیار کرلیں۔ اس کے بعد دونوں شریکوں میں سے ایک شریک گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت کرے کہ سارا مال اس کے دوسرے شریک کے قبضہ میں ہے اور فلاں شہر کا قاضی اس کے شریک کے پاس مال کی موجودگی کا حکم دے چکا ہے اور گواہ مال کا ذکر کرتے ہوئے یہ گواہی دیں کہ ذکر کردہ قاضی اس مال کے دونوں شریکوں کے درمیان آدھا آدھا ہونے کا حکم نافذ کرچکا ہے اس کے بعد دوسرا شریک بذریعہ گواہان اسی قاضی کا حوالہ دیتے ہوئے یا کسی اور قاضی کا حوالہ دیتے ہوئے بذریعہ گواہان اپنا دعویٰ ثابت کرے۔ لہٰذا اگر دونوں شریکوں نے ایک ہی قاضی کا حوالہ دیا ہو اور قاضی کے دونوں فیصلوں کی تاریخ معلوم ہو جائے تو قاضی کے آخری حکم پر عمل کیا جائے گا۔ اگر تاریخ کا پتہ نہ چلے یا دونوں فیصلے الگ الگ قاضیوں کے ہوں تو اس صورت میں ہر ایک کے اوپر فیصلہ قاضی نافذ ہو کیونکہ بظاہر دونوں میں سے ہر ایک کا فیصلہ درست ہے۔ لہٰذا دعویٰ کرنے والوں میں سے ہر ایک حساب کرکے جو کچھ دوسرے شریک کا لازم ہو وہ اس سے وصول کرلے۔ (فتح القدیر)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والے دونوں شریک موت کی آغوش میں سو جائیں۔ اس کے بعد سارے ورثاء دونوں شریکوں کا ترکہ آپس میں تقسیم کرلیں۔ پھر تقسیم کے بعد ان لوگوں کو کثیر اور بہت سا مال ملے اور دونوں شریکوں کے ورثاء میں ایک شریک کے وارث یہ کہیں کہ یہ مال ہمارے تقسیم کردہ حصہ کا ہے تو گواہوں کی گواہی کے بغیر ان کی بات قابلِ قبول نہ ہوگی اور دوسرے شریک کے ورثاء سے حلف لینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ حلف کرلیں تو ذکر کردہ مال دونوں کے درمیان آدھا آدھا بانٹ دیا جائے گا۔ اگر ذکر کردہ مال پر یہی دعویٰ کرنے والے قابض ہوں۔ اس صورت میں اگر انہوں نے دوسرے شریک کے ورثاء پر مال تقسیم کرنے کے بعد بری الذمہ ہونے کے گواہ کرلئے ہوں تو اس صورت میں ان کے دعوے کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا اور ان کے بری الذمہ ہونے کے گواہ نہ کرنے کی شکل میں دوسرے شریک کے ورثاء سے یہ حلف لیا جائے کہ واللہ بوقت تقسیم اس مال کو اس شریک (یعنی ہمارے مورث) کے حصہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان کے حلف کرنے کی شکل میں یہ مال دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (مبسوط)

اگر ذکر کردہ مال کے اوپر ایک شریک کے ورثاء قابض ہوں اور وہ کہیں کہ ہمارے والد کا یہ مال شرکتِ مفاوضہ سے قبل کا ہے اور دوسرے شریک کے ورثاء اس کا انکار کریں تو ذکر کردہ مال کے دونوں شریکوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ چاہے شرکت کے مال سے اپنے پورے حق کی وصولیابی کے اور بری الذمہ ہونے کے اقرار کے گواہ کرلئے ہوں۔ اگر وہ شرکت وغیرہ سے بری الذمہ ہونے کا اعتراف کریں اور وہ اس کے گواہ کرلیں تو اس صورت میں وہ خاص طور پر انہی کا شمار ہوگا۔ اگر ذکر کیا گیا مال دونوں فریقوں کے علاوہ کسی اور کے قبضہ میں ہو تو وہ ان دونوں فریقوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی فریق اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کردے تو بات اور

ہے۔ (محیط سرخسی)

اگر گواہ یہ گواہی دیں کہ وہ شخص دس سال قبل شرکت مفاوضہ کا اقرار کر چکا ہے اور قاضی اس شہادت کو تسلیم کر لے تو اس صورت میں شرکت مفاوضہ دس سال اور دس سال پہلے سے ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ یہاں تک کہ دس سال یا دس سال سے قبل جتنے مال کے اوپر قابض ہو سب کے دونوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم کریں گے۔ اگر گواہ یہ گواہی دیں کہ دس سال کے آغاز سے شرکت مفاوضہ کی گئی تھی تو محض دس سال سے شرکتِ مفاوضہ کا حکم کیا جائے گا۔ اور اس سے قبل شرکت مفاوضہ کا حکم نہ کریں گے۔ لہٰذا دونوں شریکوں کے مال میں سے جس کے بارے میں شرکتِ مفاوضہ سے قبل کے ہونے کا یقین ہو وہ محض اسی شریک کا شمار ہوگا۔ اور جس مال کے متعلق۔ شرکتِ مفاوضہ سے قبل کا اور بعد دونوں کا احتمال موجود ہو تو اسے شرکت مفاوضہ میں شامل قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک دو آدمیوں کو دونوں شریکوں کی خاطر ایک غلام خریدنے کا حکم کرے اور غلام کی جنس اور اس کی قیمت ذکر (و متعین) کر دے۔ اس کے بعد وہ دونوں [1] آدمی اسی طرح کا غلام خریدیں در آنحالیکہ دونوں شریکوں نے شرکت مفاوضہ ختم کر دی ہو اور حکم دینے والا یہ کہتا ہو کہ ان دونوں آدمیوں نے غلام کی خریداری شرکت مفاوضہ ختم ہونے کے بعد کی ہے لہٰذا خاص طور پر صرف میں اسکا مالک ہوں اور دوسرا شریک کہے کہ دونوں نے اس کی خریداری شرکت مفاوضہ ختم ہونے سے پہلے کی ہے لہٰذا وہ غلام ہم دونوں کے درمیان مشترک ہے تو اس صورت میں بحلف حکم دینے والے کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے۔ اور اگر دوسرا شخص اپنا قول بذریعہ گواہان ثابت کر دے تو دوسرے کے گواہ قابلِ قبول قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر وہ دو وکیل شہادت دیں تو ان کی گواہی قابل قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والے شریک جنہوں نے شرکتِ مفاوضہ ختم کر دی ہو کہیں کہ ہمیں پتہ نہیں کہ وکیلوں نے اسکی خریداری کب کی ہے تو اس صورت میں وہ غلام خاص طور پر حکم دینے والے کا ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر حکم دینے والا کہے کہ دونوں آدمیوں نے شرکتِ مفاوضہ ختم کرنے سے پہلے خریداری کی ہے اور دوسرا شخص کہے کہ شرکتِ مفاوضہ ختم ہونے کے بعد خریداری کی ہے تو اس صورت میں دوسرے شریک کا قول قابلِ قبول ہوگا اور حکم دینے والا بذریعہ گواہان ثابت کر دے تو اس کا قول قابلِ قبول ہوگا۔ (محیط)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے کوئی شریک اپنے مشترک غلام کو آزاد کر دے تو اس شکل میں شرکتِ مفاوضہ کرنے والے کا قول شرکت مفاوضہ نہ کرنے والے کا سا ہوگا۔ اگر شرکت مفاوضہ کرنے والے شرکت ختم کر دیں اس کے بعد ایک کہے کہ میں بحالت شرکتِ مفاوضہ اس غلام کو مکاتب کر چکا ہوں تو اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ البتہ اس کا اقرار و اعتراف اسکے ذاتی حصہ کے بارے میں درست ہوگا۔ اور اسکے شریک کو فوری طور پر اس کتابت [2] کے رد کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

---

[1] ۔ یعنی خریداری کے لئے دو متعین آدمی۔ [2] یعنی غلام سے اس شرط کے ساتھ آزادی کا معاملہ کرنا کہ اتنی رقم کی ادائیگی پر تو حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔

البتہ اس سے قبل اس کے علم و معلوم ہونے کے اوپر حلف لیا جائے گا۔ یہ حق اسے اس بنا پر حاصل ہے کہ اسکی ذات سے نقصان ختم ہوا۔ اسی طریقہ سے اگر ایک شخص یہ اقرار کرے کہ میں نے بحالت شرکت مفاوضہ اس غلام کو حلقۂ غلامی آزاد کیا ہے تو اس شکل میں اسکا اعتراف اپنے ذاتی حصہ کے متعلق درست ہوگا (یعنی اتنا حصہ آزاد شمار ہوگا) اور اس شکل میں دوسرے شریک سے حلف نہ لیا جانا چاہیئے۔ اس کے برعکس کتابت کی شکل کا حکم الگ ہے یعنی اس میں حلف لیا جائے گا (مبسوط)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والے علیحدگی اختیار کرلیں اور ہر شریک دوسرے ساتھ ہر قسم کی عدم شرکت اور شرکت سے بری الزمہ ہونے کے گواہ پیش کردے۔ اس کے بعد ہر شریک کہے کہ میں نے بحالت شرکت اس غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد کیا اور آدھی قیمت جو میرے اوپر واجب تھی اسکی میں تجھ سے برارت کرا چکا تھا اور دوسرا شخص اس کے حلقۂ غلامی سے آزاد کرنے کے قول کی تصدیق کردے۔ البتہ یہ کہے کہ میں اسی وقت غلام سے تادان وصول کرنا اختیار کرچکا تھا تو اس صورت میں آزاد نہ کرنے والے کا قول بحلف معتبر و مقبول ہوگا۔ اور اسے غلام سے آدھی قیمت بطور تادان لینے کا حق ہوگا البتہ شریک سے وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ اگر دوسرا شریک کہے کہ میں تجھ سے تادان وصول کرنا اختیار کرچکا تھا تو آزاد کرنے والے کو اس ضمان بحوقوع برارت کے باعث بری الزمہ قرار دیں گے اور غلام کے اوپر بھی کچھ واجب نہ ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میں نے کچھ لینا اختیار نہیں کیا تھا تو اس صورت میں اسے غلام سے ضمان وصول کرنے کا حق ہوگا اور شریک سے وصول کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگر آزاد کرنے والا گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت کرے کہ وہ اسی وقت اقرار کرنے والے سے تادان وصول کرنا اختیار کرچکا تھا تو گواہوں کی گواہی کا حکم معائنہ کا سا ہوگا۔ لہٰذا ذکر کردہ اقرار کرنے والے کو تادان سے بری الزمہ قرار دیں گے اور غلام کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر شریک یہ کہے کہ اس نے شرکت مفاوضہ ختم کرنے کے بعد ہی حلقۂ غلامی سے آزادی عطا کی ہے بحالت شرکت حلقۂ غلامی سے آزاد نہیں کیا تو اس صورت میں بھی اسی کا قول قابل قبول ہوگا۔ اس کے بعد اگر آزاد کرنے والا بذریعہ گواہان یہ ثابت کرے کہ اس نے بحالتِ شرکت مفاوضہ حلقۂ غلامی سے آزادی بخشی تھی اور اس شریک نے آزاد کرنے والے سے آدھی قیمت تادان کے طور لینی منظور و اختیار کرلی تھی۔ اور دوسرا اس بات کے گواہ مہیا کرلے کہ اس نے شرکتِ مفاوضہ کے ختم ہونے کے بعد غلام کو غلامی سے آزاد کیا تھا اور شریک غلام کے ذریعہ سعی[1] کرانی اختیار کرلی تھی تو اس صورت میں آزاد کرنے والے کے گواہ قابل قبول ہوں گے اور آزاد کرنے والا، نیز غلام دونوں غلام کی آدھی قیمت سے بری الذمہ قرار دیئے جائیں گے (مبسوط)۔ اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک یہ تسلیم کرے کہ میں نے بعوض ہزار دراہم اس غلام کو بحالتِ شرکت مکاتب بنادیا تھا اور کتابت کا مال اس نے وصول ہوچکا ہے اور غلام موت کی آغوش میں سو گیا۔ لہٰذا یہ صورت برارت میں شامل اور وہ بری الزمہ ہے اور دوسرا شریک کہے کہ تو نے شرکت ختم ہونے کے بعد اس غلام کو مکاتب بنایا تھا تو اس صورت میں مکاتب نہ بنانے والے

[1] یعنی کہ مقررہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کرنے اور حصول آزادی کی جدوجہد کرنے والا۔

کا قابلِ قبول ہو گا۔ اگر ذکر کردہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے اور وہ مال چھوڑ جائے اور وہ شریک کہے کہ میں نے شرکت کے ختم ہونے کے بعد اسے مکاتب بنایا تھا لہٰذا اس غلام کا (صحیح) وارث میں ہی ہوں اور دوسرا شریک کہے تو نے بحالتِ شرکتِ مفاوضہ اس کو مکاتب بنایا تھا۔ لہٰذا ہم دونوں اس کے وارث ہونگے دریں اثنا کہ ذکر کردہ مکاتب نے رقم کا کچھ بھی حصہ ادا نہیں کیا تھا تو اس شکل میں مکاتب نہ بنانے والے کے قول کو قابل قبول قرار دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک مال مفاوضت کا کچھ حصہ کسی کے پاس امانتاً رکھے اس کے بعد جس شخص کے پاس امانتاً مال رکھا گیا ہو۔ وہ مدعی ہو کہ میں یہ مال تجھ کو یا تیرے شریک کو لوٹا چکا ہوں تو بحلف اسی کے قول کو قابلِ قبول قرار دیا جائے گا۔ (مبسوط)

اس کے بعد اگر وہ شخص جس کو مالِ امانت لوٹانے کا امانت رکھنے والا مدعی ہو انکار کرے تو امانت رکھے گئے شخص کے کہنے کے باعث اس شریک پر دوسرے شریک کے حصہ کا ضمان لازم نہیں آئے گا۔ البتہ اس سے یہ حلف لیا جائے گا کہ: واللہ مجھے نہیں ملا۔ (محیط)

اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے اور امانت رکھنے والا دعویٰ کرے کہ وہ مالِ امانت مرنے والے کو لوٹا چکا ہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ لیکن اس جگہ مرنے والے کے ورثاء سے اس طرح حلف لیا جائے گا کہ، واللہ ہمیں اپنے مورث کے مالِ امانت وصول کرنے کا علم نہیں۔ اگر امانت رکھنے والا یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ مرنے والے کے ورثاء کو دے چکا ہے اور وہ ورثاء وصول نہ ہونے پر حلف کر لیں تو اس صورت میں امانت رکھنے والے پر بقیدِ حیات شریک کے حصہ کا ضمان لازم آئے گا۔ اور یہ مالِ امانت مرنے والے کے ورثاء اور بقید حیات شریک کے درمیان نصف نصف تقسیم ہونے کا حکم ہو گا۔ (محیط سرخسی)

اگر امانت رکھنے والا کہے کہ جو مال مجھ کو ایک شریک نے امانتاً دیا تھا وہ میں اس شریک کو لوٹا چکا ہوں جس نے یہ مال میرے پاس امانتاً نہیں رکھا تھا۔ اور وہ اس کے اوپر حلف کر لے تو اس صورت میں اسکو ضمان سے بری الزمہ قرار دیا جائے گا۔ البتہ بقید حیات شریک پر ذکر کردہ مال واجب ہونے کے سلسلہ میں اس کے قول کی تصدیق نہ کریں گے بشرطیکہ بقیدِ حیات شریک یہ حلف کر لے کہ مجھے یہ مال نہیں ملا۔ (مبسوط)

اگر وہ شخص جس نے امانت رکھی ہو موت کی آغوش میں سو جائے۔ اس کے بعد جس کے پاس امانت رکھی ہو وہ کہے کہ میں مال امانت کا نصف بقید حیات شریک کو اور نصف مرنے والے کے ورثاء کو لوٹا چکا ہوں اور اپنے اس قول پر وہ حلف کر لے تو اس صورت میں اسکو ضمان سے بری الزمہ قرار دیا جائے گا لہٰذا اگر دونوں فریقوں (ورثائے میت اور زندہ شریک) میں سے کوئی یہ اعتراف کر لے کہ میں آدھا مال وصول کر چکا ہوں تو دوسرے فریق کو اس کے اندر شریک قرار دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں شریک بقید حیات ہوں اور جس شخص کے پاس امانت رکھی گئی تھی وہ کہے کہ میں مال امانت دونوں شریکوں کو لوٹا چکا ہوں پس ایک شریک منکر اور دوسرا مقر ہو تو امانت رکھا گیا شخص بری الزمہ قرار دیا جائے گا۔ اور اس پر حلف کا وجوب بھی نہ ہو گا۔ اگر دونوں شریکوں کے شرکت ختم کرنے کے بعد امانت

رکھا گیا شخص کہے کہ جس شخص نے میرے پاس امانت رکھی تھی میں اسے لوٹا چکا ہوں تو وہ بری الذمہ شمار ہوگا۔ اگر وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو یہ کہے کہ میں مالِ امانت دوسرے شریک کو لوٹا چکا ہوں اور وہ انکار کرے تو امانت رکھنے والے پر اسکے مالِ امانت کے نصف کا ضمان لازم آئیگا۔ اسکے بعد جو کچھ امانت رکھنے والے نے وصول کیا ہو وہ دونوں شریکوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ اگر ذکر کیا گیا شخص جس کے پاس امانت رکھی ہو اس کے قول کی تصدیق کرے تو امانت رکھنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اپنے شریک سے ضمان وصول کرلے اور خواہ امانت رکھے گئے شخص سے ضمان وصول کرلے۔ (مبسوط)

آٹھویں فصل ۔ شرکت مفاوضہ کرنے والوں پر وجوبِ ضمان کا ذکر

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں میں سے کوئی شریک کسی سواری کے جانور کو متعین مقام پر لیجانے کے لئے عاریتاً لے۔ اس کے بعد اسکا شریک اس جانور کے اوپر سوار ہو جائے اور ذکر کیا گیا جانور تھک کر مرجائے تو اس صورت میں دونوں شریکوں پر اسکا ضمان لازم آئے گا۔ (محیط)

اگر ایک شریک کسی جانور کو اپنا مخصوص کھانا لانے کی خاطر عاریتاً لے، اس کے بعد اسکا شریک جانور پر اپنے کھانے (وغیرہ) اتنی ہی مقدار یا اس سے کم لا رہے تو (جانور کے مرنے پر) ضمان لازم نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

واضح رہے کہ اوپر ذکر کئے گئے سوار ہونے کے مسئلہ کے اندر جبکہ دونوں کے اوپر ضمان کا وجوب ہو اور سوار ہونے والا شرکت کے مال سے اس ضمان کو ادا کرے تو کیا اس صورت میں اس کے شریک کو اس سے آدھا ضمان واپس لینے کا حق ہے یا نہیں تو اس کے اندر دو شکلیں ہیں۔ (۱) وہ دونوں کے کام کی خاطر سوار ہو کر گیا ہو۔ اس شکل میں اسے واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ (۲) سوار ہونے والا محض اپنے ذاتی کام کی خاطر سوار ہو کر جائے۔ اس صورت میں سوار نہ ہونے والے شریک کو اس سے نصف ضمان وصول کرنے کا حق ہوگا اور جانور کے مالک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں میں سے خواہ کسی سے بھی ضمان طلب کرلے۔ (محیط) اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص شریکین میں سے کسی باربردار جانور کو کپڑوں کی گٹھری لادنے کی خاطر عاریتہً لے۔ اس کے بعد اس کا شریک اتنی ہی وزنی دوسری گٹھری اس کے اوپر لاد دے اور عاریتاً دونوں کے لئے مانگ کر) لینے والا کچھ نہ لادے تب بھی اس پر اسکا ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر شریک اس کے اوپر پوستین (کھالیں) اور چادریں وغیرہ (دوسری) جنس کے کپڑے لاد دے تو جنس کے مختلف ہونے کی بنا پر اس کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ کیونکہ اس بوجھ کے باعث جانور کے علق کے سلسلہ میں نقصان واقع ہوگیا۔ لہٰذا اس شکل میں اگر عاریت پر لینے والا محض جنس کی اشیاء اور ضرر و نقصان کے لحاظ سے مختلف قسم کا بوجھ لادتا تو ضمان لازم آتا اسی طریقہ سے اس کے شریک کے اوپر ضمان کا وجوب ہوتا اس کے بعد اس کے تاوان کو دیکھیں گے کہ اگر ذکر کردہ مال دونوں شریکوں کی تجارت کا ہو تو دونوں کے اوپر تاوان کا وجوب ہوگا۔

اگر ذکر کیا گیا مال لادنے والے کے پاس بضاعت[1] کے طور پر تو اگرچہ ضمان کا وجوب دونوں کے اوپر ہوگا کیونکہ لانے والا شخص غاصب اور دوسرا شخص اسکی جانب سے ضامن ہے مگر مال نہ لادنے والا شریک دوسرے شریک سے نصف ضمان وصول کرے گا خواہ اس تاوان کے مال کی ادائیگی شرکت ہی کے مال سے کیوں نہ ہو۔ (مبسوط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک دس گون گندم لادنے کی خاطر (جانور) عاریت پر لے۔ اسکے بعد دوسرا شریک اس کے اوپر دس گون جو لاد دے۔ اور یہ مال ان دونوں شریکوں کا مشترکہ ہو تو ضمان لازم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں شرکت عنان[2] ہو جائے اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک عاریتاً (جانور) لے تو اس صورت میں بھی جواب وہی ہوگا جو شرکتِ مفاوضہ کے اندر ذکر کیا گیا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں شریک دوسرے سے کہیں کہ تم (شہر) بخاری سے آگے مت جانا پھر ذکر کردہ (ایک شریک) بخاری سے آگے چلا جائے اور مال ضائع ہو جائے تو اسے تلف شدہ مال کا ضامن قرار دیں گے۔ (سراجیہ)

اگر شرکتِ مفاوضہ کرنے والوں سے ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے درآنحالیکہ اسکے پاس جو مال موجود ہے اس بارے میں کچھ نہ بتایا ہو تو اس نے مرنے والے پر اپنے شریک کے حصہ کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ (فتح القدیر)

بابِ سوم۔ شرکتِ عنان[3] کا ذکر

[یہ تین فصلوں پر مشتمل ہے]

پہلی فصل۔ عنان کے احکام و شرائط و تفسیر کا بیان

دو آدمیوں کی ایک نوع کی تجارت مثلاً گندم یا اناج کی شرکت کو شرکتِ عنان کہتے ہیں۔ یا عام تجارت کے اندر (بلا کسی نوع کی تخصیص کے) شرکت کر لیں لیکن خاص طور پر نہ کفالت کا ذکر کریں اور نہ شرکت مفاوضہ کا ذکر ہو کیونکہ اس کے اندر وکالت کے معنے پوشیدہ ہوتے ہیں اور سمجھ میں آتے ہیں تاکہ اس طرح سارے ایسے لوگوں کے ساتھ شرکت جائز ہو سکے جو اہلیتِ تجارت و صلاحیت رکھتے ہوں۔ (محیط سرخسی)

---

[1] ۔

[2] شرکت عنان کی مفصل تعریف آگے بیان کی گئی ہے۔

[3] ۔ وکل موضع لم تصح المفاوضۃ لفقد شرطها ولا یشترط ذالک فی العنان کان عنانا لاستجماع شرائطه۔ (درمختار صفحہ ۳۰۲ ج۲ کتاب الشرکۃ)

اس قسم کی شرکت مردوں، عورتوں بالغ و نابالغ (بچہ) آزاد شخص تجارت کی آزادی دیئے ہوئے غلام اور مسلمان و کافر میں جائز ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) تجرید)

اگر کفالت کا ذکر کرے اور مفاوضت کی باقی شرطیں پوری پائی جاتی ہوں تو شرکت مفاوضہ کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر پوری شرطیں نہ پائی جاتی ہوں تو موزوں یہ ہے کہ شرکتِ منعقد ہو جائے۔ (فتح القدیر)

شرکت عنان کے درست ہونے کی شرطیں یہ ہیں کہ عین (اصل) مال موجود (۲) مجلس معاملۂ و عقد میں موجود ہو (۳) مجلس عقد میں موجود نہ ہو لیکن جسکی جانب اشارہ کرنے والی شے ہو۔ اس شکل میں مال کی مساوات و برابری شرط نہ ہوگی۔ اصل مال دونوں کا مساوی ہونے کے باوجود نفع کے اندر کمی بیشی کی شرط جائز ہوگی۔ (محیط سرخسی)

امام محمدؒ اس تحریر کی کیفیت و حالت کو اس طرح ذکر فرماتے ہیں، ھٰذا ما اشترک علیہ فلان و فلان یعنی وہ شے جس کے اندر فلاں اور فلاں شریک ہیں۔ اور انکی شرکت تقوے و پرہیز گاری اور امانت کی ادائیگی پر ہے۔ (اس کے بعد ہر شریک اصل سرمایہ کی مقدار کو ذکر کردے) اور یہ تحریر کرے کہ اس سارے مال پر یہ دونوں قابض ہیں اور دونوں اس کے ذریعہ اجتماعی اور علیحدہ علیحدہ ہر طرح خرید و فروخت کریں گے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اپنی رائے کے مطابق کام کرنے کا حق حاصل ہوگا اور نقد اور ادھار جس طریقہ سے موزوں سمجھے گا بیچے گا۔ اس کے بعد (معاہدہ میں) یہ بھی تحریر کرے کہ انہیں جو کچھ نفع حاصل ہوگا وہ ہر ایک کے سرمایہ کی مقدار کی لحاظ سے دونوں کے درمیان مشترک ہوگا اور جو گھاٹا و نقصان ہوگا یا ضائع ہوگا۔ اس میں دونوں اسی حساب سے شریک ہوں گے۔

اگر دونوں نے نفع اور نقصان کے اندر فرق اور عدم مساوات کی شرط کر لی ہو تو شرط کے مطابق تحریر لکھی جائے۔ اور تحریر کے اخیر میں یہ بھی لکھدے کہ دونوں اس معاہدہ و قرارداد کی رو سے فلاں مہینہ، فلاں دن اور فلاں سنہ سے شریک ہیں۔ (فتح القدیر)

عنان کا حکم یہ ہے کہ شریکین میں سے ہر شریک اپنے شریک کی جانب سے وکیل تجارت قرار دیا جائے گا۔ البتہ جس چیز کا وجوب شریک کے عقد کی وجہ سے ہوا ہو اس کے پورا کرنے کی خاطر اپنے شریک کی جانب سے وکیل قرار نہیں دیں گے۔ (محیط)

شرکتِ عنان میں تا وقتیکہ کفالت کا ذکر نہ ہو ایک شریک دوسرے شریک کی جانب سے کفیل (و ضامن) نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

دوسری فصل۔ مال کے نفع و نقصان اور گھاٹے کی شرط کا ذکر

اگر دونوں شریک کی طرف مال کے اندر شرکتِ عنان ہو اور کام کرنے کی ذمہ داری ایک کے اوپر

لہ یعنی ایک شریک کو نفع کی کچھ زیادہ مقدار ملے اور دوسرے کو کچھ کم

ہو۔ اس صورت میں اگر دونوں شریک اپنے اپنے سرمایہ کے نفع کی مقدار کی شرط کرلیں[1] تو درست ہے اور اپنے نفع و نقصان کا ذمہ دار ہی ہوگا۔ اگر دونوں شریک یہ شرط کرلیں کہ ہم کام کرنے والے کو اس کے سرمایہ کی اصل مقدار کے نفع سے زیادہ ملے گا۔ تو شرط کے مطابق درست ہے اور دینے والے کے مال کو کام کرنے والے کے پاس مضاربت[2] کے طور پر قرار دیں گے۔ اگر یہ شرط کیجائے کہ سرمایہ دینے والے کو کام کرنے والے سے زیادہ نفع ملے گا تو یہ شرط درست نہ ہوگی اور دینے والے کا کام کرنے والے کے مال کو بضاعت قرار دینے کا حکم ہوگا اور ہر ایک اپنے سرمایہ کے نفع کا مالک ہوگا۔ (سراجیہ)

اگر یہ شرط لگائی گئی کہ دونوں شریک کام کریں گے تو شرکت درست ہوگی۔ اگر ایک کا سرمایہ کم اور دوسرے کا زیادہ ہو اور نفع کے اندر یہ شرط کریں کہ دونوں کے اوپر برابر برابر تقسیم ہوگا۔ یا ایک کا نفع میں سے کم حصہ اور دوسرے کا زیادہ ہوگا تو اس صورت میں نفع دونوں کے درمیان شرط کے مطابق تقسیم ہوگا اور نقصان دونوں شریکوں میں سے ہر شریک کے سرمایہ کی مقدار کے لحاظ سے ڈالا جائے گا۔ (سراج الوہاج)

اگر اس شرط کے باوجود کہ دونوں کام کریں گے محض ایک شریک کام کرے اور دوسرا کسی عذر کے باعث یا عذر کے بغیر کام نہ کرے تو یہ بھی گویا دونوں ہی کا کام کرنا شمار ہوگا۔ (مضمرات)

اگر یہ شرط کریں کہ سارا نفع محض ایک شریک کے واسطے ہوگا تو اسے درست قرار نہ دیں گے۔ (نہر الفائق) دو آدمی شرکت کریں۔ ایک شخص ہزار دراہم اور دوسرا شخص دو ہزار دراہم لائے اور یہ شرط کرلیں کہ نفع و نقصان میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے تو یہ معاملہ درست ہوگا اور گھاٹے کے اندر مذکورہ شکل باطل ہوگی لہذا اگر دونوں شریک کام کریں اور نفع اٹھائیں تو نفع دونوں شریکوں پر برابر تقسیم ہوگا اور نقصان ہونے کی صورت میں ہر ایک پر گھاٹے کی تقسیم اس کے سرمایہ کے اعتبار سے ہوگی یعنی دو ہزار دراہم والے پر نقصان کے دو حصے اور ہزار دراہم والے پر نقصان کا نقصان ایک حصہ ڈالا جائیگا۔ (محیط سرخسی)

شرکتِ عنان کے اندر یہ درست ہے کہ ہر شریک اپنے سارے مال میں سے تھوڑے مال کے اندر شرکت کرلے اور تھوڑے کے اندر نہ کرے۔ (عتابیہ)

اگر شرکت کا مال یا دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کا مال اس سے پہلے کہ دونوں اس کے ذریعہ کچھ خریدیں ضائع ہوجائے تو شرکت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (ہدایہ)

دونوں شریکوں کے مالوں میں سے جس کا مال خریداری سے پہلے ضائع ہو تو وہ مالکِ مال ہی کا مال ضائع ہوگا چاہے مالک کے ہاتھ سے ضائع ہوا ہو یا دوسرے کے قبضہ کی صورت میں اس قابض کے ہاتھ سے تلف ہوجائے۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ہر ایک ہزار ہزار دراہم لائے اور شرکتِ عنان کرکے دونوں مالوں کو ملادے اور مخلوط کردے۔ اس کے بعد اس مخلوط شدہ اور ملائے ہوئے مال میں سے خریداری سے قبل (کچھ حصہ) ضائع ہوجائے تو جتنا مال تلف ہوگا وہ دونوں شریکوں کا تلف ہوگا اور باقی ماندہ مال دونوں شریکوں کے درمیان مشترک شمار ہوگا۔ البتہ اگر ضائع شدہ مال میں سے یا باقی ماندہ مال میں سے (یقینی طور پر) یہ پہچان لیا جائے

---

[1] یعنی جس کے مال کا جتنا نفع ہو وہ اسی کا ہوگا۔ [2] یعنی ایک کا سرمایہ اور ایک کا نفع۔

کردہ خاص طور پر اس شریک کا ہے تو تلف شدہ میں اتنا مال اسی ایک شریک کا ضائع قرار دیا جائے گا اور باقی ماندہ میں سے پہچان لینے کی صورت میں خاص طور پر وہ اسی (ایک) شریک کا ہوگا۔ (مبسوط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک نے اپنے مال کے ذریعہ خریداری کر لی ہو اور دوسرے شریک کا مال ضائع ہو جائے تو جس چیز کی بھی خریداری کی ہو وہ دونوں کے درمیان باہمی شرط کے مطابق مشترک قرار دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

خواہ ان دونوں نے بوقت عقد معاملہ وکالت کی وضاحت نہ کی ہو یعنی یہ نہ کہا ہو کہ ہر شریک دوسرے کی جانب سے وکیل (وضامن) ہوگا۔ (مضمرات)

جس شریک نے کوئی شے خریدی ہو تو دوسرے شریک کے حصہ میں جسقدر اس چیز کی قیمت پڑتی اور واجب ہوتی ہو وہ خریدنے والا اس سے وصول کر لے گا۔ (اختیار شرح مختار)

واضح رہے کہ خرید کردہ شے کے اندر جو دونوں کی شرکت کا ذکر کیا گیا امام محمدؒ کے نزدیک اسے شرکتِ عقد قرار دیں گے۔ لہٰذا دونوں شریکوں میں سے ہر شریک کو اس کے اندر تصرف کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (نہر الفائق)

اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (محیط سرخسی)

یہ حکم اس شکل میں ہے کہ ایک شریک اپنے مال سے کوئی چیز خرید لے اور اسکے بعد دوسرے شریک کا مال ضائع ہو جائے۔ اگر خریدنے سے پہلے ایک شریک کا مال ضائع ہو جائے اس کے بعد دوسرا شریک اپنے مال سے خریداری کرے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر دونوں عقدِ شرکت کے اندر وکالت کی وضاحت کر دیں تو خرید کردہ شے دونوں کے اندر وکالت .... کے حکم کی رو سے دونوں کے درمیان مشترک ہوگی اور خریدنے والے کو یہ حق ہوگا کہ دوسرے شریک سے اس کے حصہ کی قیمت واپس لے لے اور وصول کر لے۔ اگر محض عقدِ شرکت ہی کا ذکر ہو اور عقدِ شرکت کے اندر وکالت کی وضاحت نہ کی ہو تو اس صورت میں خرید کردہ شے محض خریدنے والے شریک کی ہوگی۔ (تبیین)

نوادر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ زید عمرو کو ہزار دراہم اس شرط کے ساتھ دے کہ ان کے ذریعہ کوئی تجارتی کام کرے اس شرط کے ساتھ کہ نفع و نقصان کام کرنے والا ہی کا ہوگا۔ اس کے بعد یہ دراہم خریداری سے پہلے ضائع ہو جائیں تو اس شکل میں عمرو کے اوپر اس کا ضمان لازم آئے گا۔ اگر زید عمرو سے کہے کہ ان دراہم کے ذریعہ اس شرط کے ساتھ کام کر کہ نفع اور نقصان کے اندر ہم دونوں برابر کے شریک رہیں گے۔ اس کے بعد دراہم اسکے ان کے ذریعہ کام کرنے سے پہلے ضائع ہو جائیں تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عمرو کے اوپر ذکر کردہ مال کے آدھے کا ضمان لازم آئے گا۔ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر ضمان لازم نہیں آئے گا اگر عمرو ان دراہم کے ذریعہ کچھ خرید چکا ہو لیکن ابھی یہ دراہم دینے نہ پایا تھا کہ یہ ضائع ہو گئے تو زید کے اوپر آدھے مال کا اور عمرو کے اوپر دوسرے مال کے نصف کا ضمان لازم آئے گا۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک کا سرمایہ دراہم اور دوسرے کا سرمایہ دینار ہوں یہ دینار باعتبار قیمت دراہم کے مساوی ہوں۔ اس کے بعد دراہم والا دراہم کے بدلہ ایک غلام خرید لے اور دینار والا دیناروں کے بدلہ کسی باندی کو خرید لے اور دونوں مال ادا کر دیئے جائیں اور یہ غلام و باندی کی

خریداری الگ الگ اوقات میں ہوئی ہو۔ اس کے بعد غلام و باندی انکے قابض ہونیکی حالت میں ضائع ہو جائیں تو اس صورت میں دونوں میں سے ہر شریک دوسرے سے اپنا آدھا مال واپس لیلے گا اگر دونوں غلام و باندی کو ایک ہی وقت میں خریدیں اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تو اس صورت میں دونوں شریکوں میں سے کسی کو اپنے شریک سے کچھ واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر دونوں شریک دراہم کے بدلہ ایک سامان خریدیں۔ اس کے بعد دیناروں کے ذریعہ کوئی سامان خریدیں۔ پھر دونوں کو ایک کے اندر نفع اور ایک کے اندر نقصان ہو تو خرید کردہ شے کی خریداری کے دن جتنی مقدار دونوں میں سے ہر شریک کی ملک رہی ہو اسی کے مطابق اس کا نفع یا نقصان ہر شریک کے حق میں ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (محیط سرخسی و مبسوط)

اگر دونوں شریک عروض (سامان برتن وغیرہ) یا ناپ کر دیجانے والی چیز کے اندر شرکت کریں۔ اس کے بعد ایک شریک اس کے ذریعہ کوئی شے خریدے تو خرید کردہ شے ہر ایک کو اس کے سامان کی قیمت کے بقدر ملے گی۔ اس کے بعد اگر دونوں شریک خرید کردہ چیز کو بیچ کر قیمت آپس میں تقسیم کرنا چاہیں تو اگر شرکت غیر مثلی شے کے ذریعہ ہو تو اسکی خریداری کے دن جو قیمت ہو اسکا اعتبار ہوگا۔ اگر وہ چیز مثلی ہو یعنی اسکا ناپ کر یا وزن کر کے یا عدد کے لحاظ سے (گن کر) دیا جانا متعارف ہو تو اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ تقسیم کے ارادہ کے دن اسکی جو قیمت ہو اسی کا اعتبار ہوگا۔ املاءؔ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ خریداری کے دن کی قیمت قابل اعتبار ہوگی۔ قدوری فرماتے ہیں کہ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (ظہیریہ)

شرکت عنان کرنے والے دونوں شریکوں کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ نقد فروخت کریں یا ادھار فروخت کردیں۔ اسی طریقہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسے یہ حق حاصل ہے کہ خواہ معین کردہ شے کے بدلہ فروخت کرے اور خواہ غیر معین کے بدلہ بیچ دے۔ (سراج الوہاج)

شرکت عنان کرنے والوں میں سے ہر ایک کو اُترائی کرانے یا اُترائی قبول کرنے کا حق ہے اور اجارہ کے اوپر دیدینے کا بھی اختیار حاصل ہے۔ (تہذیب)

کسی اور شخص کے ساتھ شرکت کرنے کا حق نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ شرکت عنان کے اندر صراحتاً اسطرح کی شرط نہ کی ہو کہ دونوں شریکوں میں سے ہر شریک اپنی رائے کے مطابق عمل کرے گا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کسی تیسرے شخص کے ساتھ شرکت عنان کرلے تو تیسری شریک کی خرید کردہ شے میں سے آدھا خریدنے والے کا شمار ہوگا اور آدھے کو پہلے دونوں شریکوں کے درمیان مشترک قرار دیں گے۔ اور جو کچھ تیسرے شخص کے ساتھ شرکتِ عنان نہ کرنے والے شریک نے خریدا ہو اس میں تیسرا شریک حقدار نہ ہوگا بلکہ محض پہلے دونوں شریکوں کے درمیان ہی مساوی طور پر مشترک ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے اگر ایک شریک کسی تیسرے شخص کے ساتھ اپنے شریک کی موجودگی میں شرکتِ مفاوضہ کرلے تو مفاوضت کے صحیح نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

بالاتفاق سب کے نزدیک دونوں شریکوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ شرکت کے غلام کو مکاتب

بنائے۔ (محیط)

اور نہ یہ حق ہے کہ شرکت کے غلام کو مال کے بدلے آزاد کر دے چاہے بوقت شرکت عقد یہ شرط کر لی گئی ہو کہ اپنی رائے کے مطابق عمل کرے گا یا یہ شرط نہ کیگئی ہو اور نہ یہ حق حاصل ہے کہ کوئی شریک شرکت کے تجارتی غلام کا نکاح کرے۔ بالاتفاق سب کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اسی طریقہ سے مشترکہ تجارتی باندی کے نکاح کا بھی حق حاصل نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ (بدائع)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مشترکہ تجارت کی باندی کے متعلق جس پر وہ قابض ہو کہے کہ اس باندی کا (دراصل) فلاں شخص مالک ہے تو خواہ اسے دوسرے شریک کی جانب سے اپنی رائے کے مطابق عمل کرنے کی اجازت کیوں نہ ہو مگر اسکا اقرار اس کے شریک کے اندر درست (و معتبر) نہ ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

دونوں شریکوں میں سے کسی شریک کو یہ حق نہیں کہ شرکت کی کوئی چیز اپنے قرضہ کے بدلہ رہن رکھے البتہ اگر شریک اجازت دیدے تو رکھ سکتا ہے۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شریک ایسے قرضہ کے بدلہ جو دونوں کے اوپر واجب ہو مشترکہ تجارت کی کوئی شے رہن رکھے تو درست قرار نہ دیں گے اور رہن رکھے گئے مال کا ضمان اس پر لازم ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

البتہ اگر قرضہ کا سبب ہی عقد و معاملہ بنجائے یا اس کا شریک ایسا کرنے کی اجازت عطا کر دے تو مذکورہ بالا حکم نہ ہو گا۔ (سراج الوہاج)

اسی طریقہ سے اگر شرکت کے قرضہ کے بدلہ قرضدار سے رہن لیلے تو شریک کے حصہ کے حق کے اندر اسکو درست قرار نہ دیں گے البتہ اگر اس قرض کا سبب ہی باہمی عقد و معاملہ شرکت بنے یا عقد و معاملہ کا متولی اسے اجازت عطا کر دے تو اور بات ہے اسکے بعد رہن رکھا ہوا مال اس کے پاس سے ضائع ہو جائے اور مال کی قیمت اور قرض دونوں برابر ہوں (ان میں کمی بیشی نہ ہو) تو رہن رکھنے والے کے حصہ یعنی آدھے قرض کے ساقط ہونے کا حکم ہو گا اور دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اگر چاہے تو قرضدار اپنے حصہ یعنی آدھے قرض کو وصول کر لے لہٰذا ذکر کردہ قرضدار رہن رکھنے والے سے رہن کی آدھی قیمت وصول کرے گا۔ اور یہ بھی اختیار ہو گا کہ جو کچھ اس نے شریک سے وصول کیا ہو اس کے اندر اپنا حصہ حاصل کر لے۔ (محیط سرخسی)

اگر شرکت عنان کرنے والا شریک رہن لینے یا دینے کا اعتراف کرے۔ اگر وہ بنفس نفیس متولی عقد ہو یعنی اس عقد کا متولی ہو جس کے باعث قرضہ کا وجوب ہوا اور اس کے بدلہ رہن لیا یا دیا گیا تو اس صورت میں اس کے اعتراف کو جائز و درست قرار دیں گے اور اس کے بنفس نفیس متولی عقد نہ ہونیکی صورت میں اسکا اعتراف درست نہ ہو گا۔ (سراج الوہاج)

اگر شرکت عنان کے شریکوں میں سے ایک شریک شرکت کے ختم ہونے کے بعد رہن (شدہ شے) لینے یا دینے کا اعتراف کرے۔ لہٰذا اگر اس کا شریک انکار کرے تو اس کے اعتراف و تسلیم کرنے کو درست قرار نہ

لے - یعنی رہن رکھنے والے پر رہن رکھے ہوئے مال کا ضمان لازم نہیں آئے گا۔

دیں گے۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک بغرضِ تجارت مال ادھار لیلے تو یہ مال دونوں شریکوں پر واجب ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں، بدائع، محیط سرخسی)

شرح قدوری کے اندر لکھا ہے کہ اگر دونوں شریک ایک دوسرے سے کہدیں کہ تو اس (مشترک مال) کے اندر اپنی رائے کے مطابق کام کر تو دونوں شریکوں میں سے ہر شریک کیلئے جائز ہوگا کہ رہن لے اور دے اور دوسرے کے مال کو اپنے مال وغیرہ میں شرکت کے طریقہ سے مخلوط کر دے یعنی جن امور کی تجارت کے اندر ضرورت ہوتی ہے ان پر عمل کرے۔ رہا کسی کو ہبہ اور بطور قرض دینا جو کہ مال کا ضائع کرنا اور بدلہ کے بغیر دوسرے کی ملکیت میں دے دینا ہے تو اس طرح کے امور کی اسے اجازت نہ ہوگی۔ البتہ اگر شریک صراحتاً اجازت دیدے اور صاف طور پر کہدے تو درست قرار دیں گے۔ نیز اسی جگہ پر فرماتے ہیں کہ اگر شریک اس سے یہ نہ کہے کہ تو اپنی رائے کے مطابق کام کر تو اسے شرکت کے مال کو اپنے ذاتی مال میں مخلوط کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

شرکتِ عنان کرنے والا، بضاعت پر لینے والا اور وہ شخص جس کے پاس امانتاً مال رکھا ہوا اور مضارب (مضاربت کرنے والا) ان تمام کو یہ مال لیکر سفر کرنے کا حق حاصل ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا درست مذہب یہی ہے۔ (خلاصہ)

اگر دو آدمی اپنے مال کو مخلوط کر کے شرکت کریں تو اس صورت میں دونوں شریکوں میں سے کسی شریک کو بلا اجازتِ شریک سفر کرنے کا حق نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ یہ مال لیکر سفر کرے اور مال ضائع ہو جائے اور مال کی اتنی مقدار ساتھ ہو کہ باربرداری اور اس پر (کچھ اور) خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو ضمان لازم آئے گا اور اگر اتنی مقدار نہ ہو کہ باربرداری اور کچھ خرچ کرنے کی ضرورت پڑے تو ضمان کے واجب ہونے کا حکم نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مال لیکر سفر کرے درآنحالیکہ اسے مال کے ساتھ سفر کرنے کی اس کے شریک کی طرف سے اجازت حاصل ہو یا شریک نے اسے اپنی رائے کے مطابق کام کرنے کا اختیار دیدیا ہو یا شرکت مطلقہ (بلا قید) ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے قول اور امام محمدؒ کے صحیح قول کی رو سے اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ کل اصل سرمایہ سے اپنے کھانے کے ضروری اخراجات و کرایہ پر صرف کر دے بحوالہ حسن ابن زیادؒ امام ابوحنیفہؒ سے اسی طرح منقول ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم استحسانا ہے۔ (بدائع)

اس کے بعد اگر اس کو نفع ہو تو ذکر کیا گیا نفقہ نفع میں سے وضع کیا جائے گا۔ اور کچھ نفع نہ ہونے کی صورت میں اصل سرمایہ سے نفقہ نکالنے کا حکم کیا جائے گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر اتنے فاصلہ پر گیا ہو کہ وہاں سے لوٹ کر مکان پر آکر رات گذار سکتا تھا تو اس کے نفقہ (خرچ) کو شرکت کے مال میں سے وضع نہیں کریں گے (بلکہ وہ خود ذمہ دار ہوگا) (تہذیب)

تیسری فصل

مالِ عنان میں شرکت، دوسرے شریک معاملہ، شریک کے معاملہ سے واجب شدہ کے اندر اور انہی جیسے دوسرے مسائل (متصلات) کا ذکر

شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی شخص کو خریدنے یا بیچنے یا اجارہ پر لینے کے لئے وکیل مقرر کرے، اور دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس وکیل کی وکالت کو ختم کر دے اگر کوئی شخص کسی کو اس بات کا وکیل مقرر کرے کہ جس شخص کے ہاتھ اس نے ادھار بیچا ہو ان سے تقاضہ کر کے ادھار کی وصولیابی کرے تو دوسرے شریک کو اس طرح کے وکیل کی وکالت کے ختم کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

دونوں شریکوں میں سے عقد و معاملۂ بیع کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ خرید کردہ شے پر قابض ہو جائے یا فروخت کردہ شے کے داموں کی وصولیابی کی خاطر کسی کو وکیل مقرر کر دے (بدائع)

اس کے علاوہ دیگر تصرفات میں شرکت عنان کا ہر شریک شرکت مفاوضہ کے شریک کی مانند ہوگا۔ یعنی جن تصرفات کی شرکتِ مفاوضہ کرنے والے کو اجازت ہے شرکت عنان کرنے والے کو بھی ہوگی۔ (محیط)

لیکن واضح رہے کہ وہ تصرف جس کے کرنے کا دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کو حق تھا اگر اس تصرف سے اس کا شریک اسے روک دے اور پھر وہ کرے (اور وہ تصرف باعثِ نقصان ہو) تو دوسرے شریک کے حصہ کا ضمان اس پر لازم آئے گا۔ اسی طریقہ سے اگر شریک نے اسے شہر دمیاط سے آگے جانے کی ممانعت کر دی ہو اور وہ یہ کہہ دے کہ بس شہر دمیاط تک جانا، اس کے بعد وہ مال سمیت دمیاط سے آگے بڑھ جائے اور مال ضائع ہو جائے تو شریک کے حصہ کا ضمان اس پر لازم آئے گا۔ اسی طریقہ سے اگر ایک شریک دوسرے کو ادھار فروخت کرنے کی (اجازت دینے کے بعد پھر ادھار بیچنے کی ممانعت کر دے (اور ادھار کے باعث مال ضائع ہو جائے) تو اس صورت میں بھی شریک کے حصہ کا ضمان اس پر لازم آئے گا۔ (فتح القدیر)

قدوری کے اندر لکھا ہے کہ اگر ایک شریک کوئی شے بیچ دے پھر دوسرا شریک اس فروخت کردہ شے کو واپس لیلے اور بیع توڑ دے تو واپس لے لینا درست ہوگا۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک سامان خریدے، پھر عیب کے باعث اسے لوٹا دیا جائے اور وہ بلا حکم قاضی قبول کر لے تو واپسی دونوں شریکوں کیلئے درست جائز ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر عیب کی بنا پر وہ قیمت کچھ کم کر دے یا ادائیگی قیمت میں تاخیر اور دیر سے ادا کرنے کی (رعایت) دمہلت عطا کر دے تب بھی یہ صورت دونوں شریکوں کے لئے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر بلا کسی سبب یا ایسے امر کے بغیر جس سے خائف ہو قیمت کم کر دے تو یہ تصرف اپنے حصہ اندر درست اور شریک کے حصہ کے اندر ناجائز ہوگا۔ (بدائع)

اسی طریقہ سے اگر خریدنے والا قیمت ہبہ کردے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (سراج الوہاج)

اگر کسی سامان میں عیب کا اعتراف کرنے اور پھر گھاٹے سے فروخت کرے، تو یہ اس کے اور اس کے شریک دونوں کے حق میں درست و جائز ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

علی العموم (یعنی بلا قید و تخصیص) اگر شرکت عنان کے اندر دو شخص شریک ہوں، اور ایک شریک کسی دوسرے شخص کے ساتھ دس من گندم کی تجارتی شرکت کردے اور پھر بیع سلم کے اندر روپے دیدے تو درست قرار نہ دیں گے۔ (قنیہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک موجود ثمن کے بدلہ کوئی چیز بیچ دے اور پھر دوسرا شریک مہلت عطا کردے کہ فلاں معین وقت پر ادائیگی کردینا تو یہ مہلت دونوں شریکوں کے حصوں میں کسی حصہ کے لئے بھی درست نہ ہوگی۔ البتہ اگر دونوں شریک ایک دوسرے سے یہ کہہ چکے ہوں کہ تم اپنی رائے کے مطابق کام کرنا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسکو جائز قرار دیں گے۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ مہلت، مہلت عطا کرنے والے کے حق میں جائز ہوگی دوسرے کے حق و حصہ میں جائز نہ ہوگی۔ اگر وہ شخص جسے معاملہ و عقد بیع کا متولی قرار دیا ہو خریدار کو مہلت عطا کردے تو بالاتفاق سب کے نزدیک یہ مہلت، دونوں شریکوں کے حق و حصوں کے اندر جائز و درست ہوگی۔ (مضمرات)

اگر دونوں شریک ملکر کسی کے ہاتھ بیچ دیں، اس کے بعد دونوں شریکوں میں سے ایک شریک خریدنے والے کو مہلت دیدے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کو مہلت عطا کرنی نہ اپنے حصہ میں اور نہ اپنے شریک کے حصہ میں۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اندر اور شریک کے حصہ میں جائز نہ ہوگی۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک ہی شریک معاملہ بیع و عقد کرے، اس کے بعد بھی معاملہ کرنے والا مہلت عطا کردے تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی مہلت دینی اپنے ... اور شریک دونوں کے حصہ میں درست ہوگی۔ (سراج الوہاج)

مضمرات کے اندر لکھا ہے کہ اسکو بالاتفاق مہلت دینی جائز ہوگی۔ جس شکل میں مہلت دینی درست ہو اس صورت میں مہلت دینے والے پر ضمان لازم نہیں آئے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک یہ اقرار کرے کہ دونوں کی مشترک تجارت پر قرض ہے اور دوسرا شریک منکر ہو تو سارا قرضہ اقرار کرنے والے کے اوپر واجب ہوگا۔ مگر شرط ہے کہ اسے بذات خود متولی عقد و معاملہ بیع ہونے کا اعتراف ہو۔ مثلاً اس طرح کہے کہ میں فلاں آدمی سے ایک غلام اتنے دراہم کے عوض خرید کرچکا ہوں۔ (محیط)

اگر وہ اس طریقے سے کہے کہ ہم دونوں اس طرح کرچکے ہیں[1]۔ تو اس صورت میں اس کے اوپر آدھے قرضہ کا وجوب ہوگا۔ اگر اس طرح کہے کہ میرا شریک قرضہ کا سبب بنا ہے جیسے یوں کہے کہ میرا شریک فلاں شخص سے ہزار دراہم کے عوض غلام خرید چکا ہے تو کتاب الاقرار کے سارے نسخوں کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (ظہیریہ)

[1]: یعنی مثلاً ہم دونوں غلام ملکر خرید چکے ہیں۔

اگر دونوں شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے ایک شریک اعتراف کرے کہ ہمارے قرضہ کی وصولیابی کی میعاد ایک ماہ ہے تو بالاتفاق سب کے نزدیک اس کا اعتراف اس کے اپنے حصہ کے سلسلہ میں درست و جائز ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص قرضدار کو بری الذمہ کر دے تو (محض) اپنے حصہ سے بری الذمہ قرار دینا جائز ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں شریکوں کی مشترکہ تجارت کی باندی کے متعلق جو ایک شریک کے قبضہ میں ہو قبضہ کرنے والا اعتراف کرے کہ اس باندی کا فلاں آدمی مالک ہے تو اس کے اپنے حصہ کے اندر اس کا اقرار جائز اور شریک کے حصہ کیلئے اس کا اقرار و اعتراف ناجائز (وغیر نافذ) ہوگا۔ (بدائع)

اگر دونوں شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے ایک شریک اعتراف کرے کہ میں دونوں کی مشترکہ تجارت کے لئے فلاں شخص سے ہزار دراہم قرض لے چکا ہوں تو خاص طور پر یہ مال اسی اعتراف کرنے والے شریک پر واجب ہوگا۔ (محیط)

لیکن اگر وہ گواہ پیش کر دے اور یہ ثابت ہو تو اس صورت میں قرض دینے والا اقرار کرنے والے سے وصول کرے گا۔ اس کے بعد اقرار کرنے والا اپنے شریک کے حصہ کے اعتبار سے وصول کرے گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ہر شریک اپنی خاطر قرضہ لینے کا اختیار عطا کر دے تو قرض خاص طور پر لینے والے سے متعلق ہوگا حتیٰ کہ قرض دینے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس سے وصول کرے اور اسے اپنے شریک سے واپس لینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (مضمرات، محیط، فتاویٰ قاضی خاں) جس عقد کا متولی دونوں شریکوں میں سے ایک شریک قرار دیا جائے اس کے حقوق اسی عقد کرنے والے کی طرف لوٹیں گے یہاں تک کہ اگر ایک شریک کوئی شے فروخت کرے تو دوسرے شریک کو ثمن میں سے کچھ وصولیابی کا حق حاصل نہ ہوگا اسی طریقہ سے ایسا قرض جو ان شریکوں میں سے کسی ایک شریک کے عقد و معاملۂ بیع کے باعث واجب ہو تو دوسرے شریک کا اس سے وصول کرنے کا حق نہ ہوگا اور قرضدار کے لئے یہ جائز ہے کہ دوسرے کو یہ قرض عطا کرنے سے انکار کر دے جس طرح بیع کے وکیل سے خریدنے والے شخص کا حکم ہے کہ اس طرح وکیل سے خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ موکل (وکیل بنانے والے) کو ثمن عطا کرنے سے انکار کر دے۔ اگر یہ مقروض شریک کو یہ قرض دیدے درآنحالیکہ دونوں شریک باہم ایک دوسرے کے وکیل نہ ہوں، یا جس قرض کی رقم مقروض ادا کی وہ دوسرے کی جانب سے وکیل نہ ہو تو مذکورہ قرضدار نے جس شریک کو عطا کیا ہو وہ اس کے حصہ سے بری الذمہ ہو جائے گا اور جس نے اسکے ہمراہ ادھار عقد کیا ہو وہ بھی اس کے حصہ سے بری الذمہ ہوگا۔ استحساناً یہی حکم ہوگا۔ (بدائع)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک تجارت کی کوئی شے خریدے۔ پھر اس کے اندر عیب پائے تو دوسرے شخص کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ عیب کے باعث فروخت کرنے والے کو لوٹا دے۔ (مبسوط)

اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک تجارت کی کوئی شے کسی خریدنے والے کے ہاتھ بیچ دے تو خریدنے والے کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے شریک کو لوٹا دے۔ (ظہیریہ)

اور دونوں شریکوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ جو ایک شریک معاملہ ادھار کرے یا فروخت کرے اس کے اندر دوسرا شریک لڑے و نزاع کرے تو جھگڑا معاملہ کرنے والے ہی سے ہو سکتا ہے نیز نالش

معاملہ کرنے والے پر ہو سکے گی۔ اور معاملہ نہ کرنے والے پر نہ نالش کی جا سکتی ہے، اور نہ اس کے ساتھ جھگڑا ہو سکتا ہے۔ اس معاملہ میں نہ اس کے گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی اور نہ اس سے حلف لیا جائے گا۔ بلکہ وہ اور اجنبی شخص اس معاملہ میں برابر ہوں گے۔ (سراج الوہاج)

اگر شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے کوئی شریک کوئی شے بطورِ اجارہ لے تو اجارہ کے اوپر دینے والے کو دوسرے شریک سے اجرت طلب کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر اجرت پر لینے والا شرکت کے مال سے اجرت کی ادائیگی کرے تو اس کے شریک کو اس سے نصف اجرت واپس لینے کا حق ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ ذاتی ضرورت کے لئے اجارہ کے اوپر لے اور اگر خاص کسی چیز کے اندر دونوں کی مشترکہ ملکیت ہو (اور مذکورہ بالا صورت پیش آئے) تو اس شکل میں دوسرے شریک کو اس سے کچھ واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ (مبسوط)

اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اپنی تجارت کے اندر سے کوئی شے اجرت کے طور پر دے تو دوسرے شریک کو اجرت پر لینے والے سے اجرت طلب کرے۔ (محیط)

دو آدمی کسی تجارت میں اس شرط کے ساتھ باہم شرکت عنان کریں کہ ہم دونوں کو نقد اور ادھار بیچنے کا حق ہوگا، اس کے بعد دونوں شریکوں میں سے ایک شریک تجارت کی اس شے کے علاوہ کوئی چیز خریدے تو وہ خاص طور پر اسی خریدنے والے کی ہوگی اور اگر وہ شے اسی نوع تجارت کی ہے تو دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کی خرید و فروخت چاہے ادھار ہو یا نقد ہر صورت اس کے شریک پر بھی اس کا نفاذ ہوگا۔ البتہ اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک ناپ کر دیجانے یا تول کر دیجانے والی شے کے بدلہ یا نقد کے بدلہ ادھار خرید لے درآنحالیکہ اس جنس کا مالِ شرکت وہ اپنے پاس رکھتا ہو تو اسکی خریداری مشترک طور پر یعنی دونوں کے لئے جائز ہوگی۔ اور اسی جنس کا مالِ شرکت اس کے پاس نہ ہونے کی شکل میں اسکی خریداری محض اس کے اپنے لئے ہوگی۔ اگر اس کے پاس نقد دراہم ہوں اور وہ ادھار دیناروں کے بدلہ خرید لے تو قیاس کی رو سے وہ اپنے ہی لئے خریدنے والا شمار ہوگا لیکن استحساناً اس طرح مشترک خریداری کو جائز قرار دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے ایک شریک اپنی ذات کو ایسے کام کے لئے بطورِ اجارہ دے جو کام کہ دونوں کی تجارت کا ہو تو اجرت کو دونوں کے درمیان مشترک قرار دیں گے۔ اور اگر ایسا کام ہو جو دونوں شریکوں کی تجارت میں سے نہ ہو یا اپنے ذاتی غلام کو اجارہ کے اوپر دے تو اس صورت میں اجرت خاص طور پر اسی ایک شریک کی قرار دیجائے گی۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک مضاربت کے طور پر مال لے تو نفع خاص طور پر اسی ایک کا ہوگا۔ چنانچہ کتاب کے اندر اسی طریقہ سے علی الاطلاق (بلا قید) ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اندر تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے کہ اگر وہ مضاربت کے مال کو اس طرح کے تصرف کی خاطر لے جو دونوں کی مشترک تجارت میں سے نہ ہو تو نفع خاص طور پر اسی ایک شریک کا ہوگا۔ اور اگر وہ مضاربت کا مال اس قسم کے تصرف کی خاطر لے جو دونوں کی مشترک تجارت میں سے ہو یا شریک کے غائب ہونے کی صورت میں مطلقاً (بلا قید) لیلے تو نفع دونوں شریکوں کے درمیان مشترک ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی دوسرے شخص سے کہے کہ میں تجھ کو ان غلاموں میں شامل کرتا ہوں جو کہ اس برس خریدوں گا۔ پھر وہ اپنے کفارۂ ظہار یا اس کی طرح کسی اور کفارہ کیلئے کوئی غلام خریدنا چاہے اور بوقت خریدیہ غلام اپنی ذات کی خاطر خریدنے کے گواہ بنالے تو اسے درست قرار دیں گے۔ اور اس کے شریک کو اس میں کے آدھے کا مالک قرار دیا جائے گا۔ البتہ اگر شریک نے اسے اس طرح کی اجازت عطا کر دی ہو تو اور بات ہے۔ اسی طریقہ سے اگر دوسرے شریک سے کھانے کے متعلق کہے کہ جو کچھ بھی میں خریداری اسکے اندر تجھ کو شریک کروں۔ اس کے بعد اپنے لئے اناج خریدے تو اس صورت میں بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (محیط)

جو نقصان دونوں میں سے کسی شریک کو دونوں کے مالِ شرکت کے علاوہ میں ہو وہ خاص طور پر اسی مال کے مالک شریک کا ہوگا اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک دوسرے کے حق میں معاملۂ شرکت کے علاوہ کسی اور معاملہ کے اندر گواہی دے تو اسے درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (مبسوط) منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو آدمی شرکتِ عنان کریں اور انکا اصل مال برابر ہو اور دونوں میں سے ہر شخص اپنی رائے کے اوپر باجازتِ شرکت عمل پیرا ہو اور تنہا اس کا خریدنا اس کے اور اسکے شریک کے لئے درست ہو لہٰذا اس قسم کے دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اپنے حصہ کے سامان کو بیچے اور اس کے اوپر گواہ قائم کر لے تو ذکر کردہ بیع اس کے شریک اور اسکی طرف سے شمار ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنے شریک کے حصہ کو بیچ دے اور اس کے اوپر گواہ بھی بنالے تب بھی یہ بیع دونوں شریکوں کے حصہ سے شمار ہوگی۔ (محیط)

شرکت کا مال جس شریک کے ہاتھ سے بھی تلف ہو جائے اس پر شریک کے حصہ کا ضمان لازم نہ آئیگا اور جو مال اس کے قبضہ میں رہتے ہوئے ضائع ہوا ہے اس کے اندر اس کا قول بحلف معتبر ہوگا۔ (بدائع)

اگر شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے ایک شریک کسی شخص کی کوئی شے غصب کر لے یا اس کے مال کو ضائع کر دے، تو اس کے تاوان کے سلسلہ میں اسکا شریک نہیں پکڑا جائے گا اور اس سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی شے بطور بیع فاسد کے خرید لے اور وہ اس کے قبضہ میں رہتے ہوئے ضائع ہو جائے تو قیمت کا ضمان لازم آئے گا لیکن وہ اپنے حصہ کے بقدر شریک سے قیمت واپس لے گا۔ (مبسوط)

اگر شرکت عنان کرنے والوں میں سے ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے درآنحالیکہ مال کے اوپر وہی قابض ہو اور وہ اسے ظاہر نہ کرے تو اس کے اوپر اس کا ضمان لازم آئے گا اور اسکے ترکہ سے وصولیابی کیجائے گی۔ (محیط)

اگر شرکتِ عنان کے دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کسی شخص سے کوئی جانور اپنا ذاتی اناج لادنے کی خاطر عاریتاً لے اور اس کا شریک اس کے جانور کے اوپر اپنا اناج اسی کی مانند یا اس سے ہلکا اور کم بوجھ والا اناج لادے اور جانور مر جائے تو شریک پر ضمان لازم آئے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مشترک تجارت کا اناج لادنے کی خاطر کسی شخص کا عاریتاً جانور لے۔ اس کے بعد اس کا شریک اس جانور کے اوپر باہمی تجارت کے اناج کو اسی مقدار کی مانند جو عاریت پر لینے والا کہہ چکا ہو یا اس سے ہلکا اور کم لادے اور جانور مر جائے تو ضمان لازم نہ ہوگا۔ پس عاریتاً لینے کی شکل میں جب عاریت کا نفع دونوں شریکوں میں سے ایک ہی شریک کی طرف خاص طور پر لوٹے تو عاریتاً لی

ہوئی شے کو عاریت پر لینے والے کے ساتھ ہی مخصوص قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور عاریت کا نفع اگر دونوں کی جانب لوٹتا ہو تو یہ ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا رعایت پر دینے والے نے یہ شے دونوں شریکوں کو عاریتاً عطا کی ہے۔ (محیط)

شرکت عنان کرنے والے دونوں شریک چند قسم کا سامان خریدیں۔ اس کے بعد ایک شریک دوسرے سے کہے کہ میں تیرے ہمراہ بحالت شرکت کام نہ کروں گا یہ کہنے کے بعد وہاں سے غائب ہو جائے اور چلا جائے۔ اس کے بعد دوسرا شریک اس سامان کی تجارت کرے تو اس صورت میں جو کچھ (نفع وغیرہ) اکٹھا ہو گا وہ سارا تجارت کرنے والے کا ہی قرار دیا جائے گا اور اس پر اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ (فتاوی قاضی خاں)

باب چہارم ۔ شرکت اور وجوہ شرکتِ اعمال کا ذکر

شرکت وجوہ اسے کہتے ہیں کہ دو آدمی آپس میں شرکت کریں درآنحالیکہ دونوں شریکوں کے پاس مال موجود نہ ہو۔ مگر لوگوں میں ان کی ساکھ اور حیثیت ہو۔ لہٰذا دونوں شریک کہیں کہ ہم دونوں ادھار خریدنے اور نقد فروخت کرنے کی شرط پر شرکت کرتے ہیں نیز اس شرط کے ساتھ کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ ہمیں اسکے اندر نفع عطا کرے گا وہ اس شرط کے ساتھ ہو گا۔ (بدائع ومضمرات)

یہ ذکر کی گئی شرکت شرکتِ مفاوضہ قرار دیجائے گی۔ اس طریقہ سے کہ دونوں میں کفالت کی صلاحیت ہو اور خرید کردہ شے دونوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم ہو گا۔ اور دونوں شریکوں میں سے ہر شریک پر اسکی آدھی قیمت کا وجوب ہو گا اور نفع کے اندر دونوں برابر کے شریک ہوں گے۔ چاہیے دونوں لفظ "شرکت مفاوضہ" کا ذکر کریں یا نہ کریں یا دونوں شرکت مفاوضہ کے تقاضوں اور شرائط کا ذکر کریں۔ لہٰذا قیمتوں اور بیع کے اندر کفالت اور وکالت ثابت ہو جائے گی۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو اسے شرکتِ عنان قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (فتح القدیر)

اگر شرکت مطلق (بلا قید وشرط) رکھی جائے تب بھی شرکتِ عنان ہو گی۔ (ظہیریہ)

اس طرح کے دونوں شریکوں کے ساتھ شرکت عنان خرید کردہ سے کی ملکیت میں تفاضل[۲] کی شرط کے باوجود درست ہو گی اور موزوں ہے کہ خرید کی ہوئی شے کے اندر جتنی ملکیت کی شرط کی گئی ہو اسی کے لحاظ سے ہر ایک کو نفع ملجائے۔ یہاں تک کہ اگر خرید کی ہوئی شے کے اندر ملکیت میں کمی زیادتی کی شرط لگائی اور نفع کے اندر برابری کی شرط کی ہو یا اس کے برعکس شرط کی ہو تو اس شرط کے باطل ہونے کا حکم ہو گا۔ اور خرید کردہ شے کی ملکیت میں جو شرط لگائی ہو دونوں شریکوں کے درمیان نفع اسی مقدار کے ساتھ

۱۔ یعنی مثلاً یہ نفع کے دو حصے میرے اور ایک حصہ تمہارا ہو گا۔ ۲۔ کمی بیشی

مشروط ہوگا۔ (محیط)

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو آدمی اپنے مالوں کے اندر شرکتِ وجوہ کی بجائے شرکت عنان کرلیں۔ اس کے بعد دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک سامان خرید لے۔ پس نہ خریدنے والا شریک اس سے کہے کہ اس سامان میں ہم دونوں شریک ہیں اور خریدنے والا کہے کہ اس کا مالک میں ہوں اور میں نے اسے اپنے مال کے ذریعہ اپنی ذات کی خاطر خریدا ہے۔ لہٰذا اگر شرکت کرلینے کے بعد خریدنے والا اپنی ذات کی خاطر خریدنے کا مدعی ہو تو وہ شے دونوں شریکوں کے درمیان مشترک قرار دیجائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ذکر کردہ سامان دونوں شریکوں کی تجارت کی جنس سے ہی ہو۔ وہ اگر شرکت سے پہلے اپنے لئے خریدلینے کا دعوے دار ہو اور دوسرا شریک کہے کہ غلط ہے بلکہ تو نے شرکت کے بعد خریداری کی ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر شرکت کی اور خریداری کی تاریخ کا علم ہو اور خریداری کی تاریخ شرکت کی تاریخ سے پہلے کی ہو تو یہ خریدنے والے کی ہوگی لیکن اس سے حلف لیا جائے گا کہ واللہ اس کے اندر ہم دونوں شریک نہیں اور اگر شرکت کی تاریخ پہلے کی ہو تو وہ شرکت کی قرار دیجائے گی۔

اگر خریداری کی تاریخ کا علم ہو کہ یہ جھگڑے سے ایک ماہ قبل کی تاریخ ہے اور شرکت کی تاریخ کا علم نہ ہو تو وہ خاص طور پر خریدنے والے کی ہوگی اور اگر شرکت کی تاریخ کا علم ہو اور یہ معلوم ہو کہ اس سے ایک ماہ قبل کی ہے اور خریداری کی تاریخ کا قطعاً علم نہ ہو تو مشترک قرار دیجائے گی۔ اور اگر نہ شرکت کی تاریخ کا علم ہو اور نہ خریداری کی تاریخ کا تو شے خریدنے والے کی ہوگی لیکن اس سے اس طرح حلف لیا جائے گا کہ واللہ یہ ہم دونوں کی مشترک نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں کی تاریخ کا علم نہ ہونے کی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ گویا یہ دونوں بیک وقت واقع ہوئی ہیں اور دونوں کے بیک وقت واقع ہونے کی شکل میں خریدی ہوئی شے مشترک نہ ہوئی لہٰذا اس قسم کا حکم اس جگہ پر ہوگا۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کہے کہ میں نے ایک سامان خریدا لہٰذا تیرے اوپر آدھی قیمت کا وجوب ہوا اور اس کا شریک انکار کرے۔ لہٰذا اگر مذکورہ سامان موجود ہو تو دعویٰ کرنے والے کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے اور اگر سامان موجود نہ ہو تو اس صورت میں اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر اس کا شریک اس کے خریدنے کا تو اقرار کرے لیکن قبضہ کا انکار کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ لیکن اس کے شریک سے اسکے واقف ہونے کا حلف لیا جائے گا۔ اگر دعویٰ کرنے والا گواہ پیش کردے کہ اس نے خرید کر قبضہ کرلیا تھا تو اس کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے لیکن ضائع ہو جانے کی صورت میں اس سے حلف لینے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

منتقیٰ کے اندر لکھا ہے کہ اگر دو آدمی شرکتِ مفاوضہ کرنا چاہیں در انحالیکہ دونوں میں ایک اپنے پاس خادم اور مکان یا سامان رکھتا ہو اور دوسرے کے پاس کچھ نہ ہو اور دونوں شرکتِ مفاوضہ اس طرح کریں کہ شرکت وجوہ کے ذریعہ مفاوضت کے اوپر کام کرتے ہوں اور دونوں میں سے ایک شریک اپنے پاس جو سامان رکھتا ہو اسکا اپنی شرکت کے اندر کچھ ذکر نہ کریں تو شرکت درست اور مفاوضہ قرار دیجائے گی۔ اور ذکر کردہ سامان خاص طور پر مالک کا ہوگا اور یہ اس نوع سے شرکت وجوہ (بھی) ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اپنے پاس سونے کے پتر (ٹکڑے) غیرہ

مہر زدہ رکھتا ہو اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (محیط)

رہی اعمال (کاموں) کے اندر شرکت تو مثلاً دو درزی ہوں یا ایک درزی ہو اور دوسرا سونار یا ایک درزی اور دوسرا سونار یا موچی ہو اور دونوں مال کے بغیر دوسروں سے کام لینے کی شرط پر شرکت کرلیں تو یہ شرکت درست ہوگی اور کمائی دونوں کے درمیان مشترک شمار ہوگی۔ (مضمرات)

حکم اس طرح کی شرکت کا یہ ہے کہ کام قبول کرنے کے اندر ہر شریک دوسرے کی جانب سے وکیل قرار دیا جائے گا اور کام قبول کرنے کے اندر وکیل بنانا درست ہے چاہے وکیل بعینہٖ خود بھی یہ کام انجام دے سکے یا نہ دے سکے۔ (ظہیریہ)

پھر اس شرکت کے اندر کبھی شرکتِ عنان ہوا کرتی ہے اور کبھی شرکت مفاوضہ۔ لہٰذا اگر شرکت کے اندر مفاوضہ کا لفظ یا مفاوضت کے معنے کا ذکر ہو۔ (یعنی مثلاً) دو سونار اس شرط کے ساتھ کاموں کے قبول کرنے کی شرط کے ساتھ شرکت کریں اور دونوں ان کاموں کے اندر برابر کے ضامن ہوں اور نفع و نقصان کے اندر دونوں برابر کے شریک ہوں اور شرکت کے سبب جو کچھ دونوں شریکوں میں سے کسی شریک پر لازم ہو اس کا دوسرا شریک کفیل ہو تو اسے مفاوضہ قرار دیں گے اگر کام اور اجرت کے سلسلہ میں آپس میں کمی بیشی کی شرط کرے مثلاً دونوں شریک یہ شرط کرلیں کہ ایک شریک کے لئے دو تہائی اور ایک شریک کے لئے ایک تہائی کام ہوگا۔ نیز اجرت اور نقصان کے اندر بھی دونوں شریک اسی لحاظ سے شریک ہوں گے تو اسے شرکت عنان قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر عنان کا لفظ صراحتاً ذکر کردے تب بھی شرکت عنان منعقد ہو جائے گی اسی طریقہ سے اگر بلا تعیین شرکت ہو تب بھی شرکتِ عنان منعقد ہو جائے گی۔ (محیط سرخسی)

اس کے بعد واضح رہے کہ اگر دونوں شریک شرکتِ مفاوضہ نہ کریں مگر مطلقاً شرکت کریں تو بعض احکام کے اندر اسے شرکتِ عنان قرار دیں گے۔ لہٰذا اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک صابن یا اشنان[1] وغیرہ جو ضائع ہو گئے ہوں ان کی قیمت کے اپنے اوپر وجوب کا اعتراف کرے یا کسی دوسرے کام کا یا گھر کے کرایہ کا یا کسی مزدور کی اجرت کا جس کی مدت بہت ہو چکی ہو اعتراف کرے تو بلا گواہی کے اس کے شریک کے حق کے اندر اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم نہ ہوگا اور گواہوں کی گواہی کے بغیر خاص طور پر اس کا وجوب اسی کے اوپر ہوگا۔ اور بعض احکام کے سلسلہ میں اسے شرکت مفاوضہ قرار دیں گے لہٰذا اگر کوئی شخص انہیں سے ایک شریک کو یا دونوں شریکوں کو کوئی کام دے تو اس شخص کو یہ حق ہوگا کہ دونوں شریکوں میں سے جس سے چاہے کام لے اور ہر شریک کو اس سے کام کی اجرت طلب کرنے کا حق ہوگا۔ اور وہ دونوں میں سے جس کو عطا کردے بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور دونوں شریکوں میں سے جس شریک پر بھی کام کے ضمان کا وجوب ہوگا تو اسے دوسرے شریک سے اس کے مانگنے کا حق حاصل ہوگا۔ لہٰذا ان احکامات کے سلسلہ میں استحساناً اس شرکت کو شرکتِ مفاوضہ قرار دیں گے خواہ ظاہر روایت کی رو سے ان احکام (اور اس شکل) کے علاوہ اور شکلوں میں شرکت مفاوضہ قرار نہ دی جائے امام قدوری اپنی شرح کے اندر اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے کسی شریک کے ہاتھ سے کام کرتے ہوئے چیز کو نقصان پہونچ جائے

---

[1] ایک قسم کی خوشبودار گھاس۔

تو اس کے تاوان کا وجوب دونوں شریکوں پر ہوگا یعنی کام دینے ڈالے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ سارا ضمان دونوں شریکوں میں سے جس شریک سے چاہے وصول کرلے۔ (محیط)

اگر شرکتِ عنان ہو تو مذکورہ صورت میں محض ضمان کا سبب بننے والے سے مطالبہ کیا جائے گا اس کے شریک سے نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں محض باہمی وکالت پائی جائے گی کفالت نہیں[1]۔ (ظہیریہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کام کرے اور دوسرا نہ کرے تو چاہے شرکت مفاوضہ ہو یا شرکت عنان کمائی دونوں کے درمیان آدھی آدھی ہوگی اگر کام قبول کرتے وقت نفع کے اندر باہم کمی بیشی کی شرط کرلی ہو تو درست ہے چاہے ایک شریک دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ کام کرنے والا کیوں نہ ہو۔ (سراج الوہاج)

امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شریک بیمار پڑ جائے یا سفر میں چلا جائے یا بے کار وبے سود وقت گزاری کرے اور دوسرا شریک کام کرے تب بھی اجرت (نفع) دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہونے کا حکم ہوگا اور دونوں شریکوں میں سے ہر شریک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ کام لینے والے سے اجرت طلب کرے اور کام کرانے والا دونوں میں سے جسے بھی اجرت دیدے گا وہ بری الذمہ قرار دیا جائے گا چاہے دونوں کے درمیان یہ شرکت شرکت مفاوضہ نہ ہو استحساناً یہی حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اسی طریقہ سے سفر کرنے والا جو کام کرے اس کی اجرت کا مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا کیونکہ دونوں شریکوں میں سے ہر شریک جو کام قبول کرے اسے کرنا دونوں کے اوپر لازم ہوگا۔ لہذا اگر اکیلا ایک شریک یہ کام کردے تو وہ دوسرے شریک کا معاون ومدد کرنے والا ہوگیا۔ (سراج الوہاج)

والد اور لڑکا ایک ہی نوع کا کام کرتے ہوں اور دونوں میں سے کوئی اپنے پاس مال نہ رکھتا ہو تو ساری کمائی والد کی شمار ہوگی جبکہ لڑکا باپ کے عیال میں سے ہو (یعنی زیر کفالت ہو) کیونکہ اس صورت میں لڑکا باپ کا مددگار ہوگا گیا نہیں دیکھتے کہ اگر لڑکا درخت جمائے تو وہ والد کا ہوگا۔ اسی طریقہ سے میاں بیوی کے پاس اگر مال موجود نہ ہو۔ اس کے بعد دونوں کی سعی وکوشش سے بہت سا مال اکٹھا ہو جائے تو یہ خاوند کا شمار ہوگا اور زوجہ اس کی مددگار شمار ہوگی۔ البتہ اگر عورت کوئی اور کام کرتی ہو اور اس کی کمائی الگ ہو تو وہ تنہا مالک ہوگی۔ (قنیہ)

زوجہ خاوند کی جتنی روئی کاتے اور خاوند اس کا کپڑا بنے وہ بالاتفاق سب کے نزدیک خاوند ہی کا ہوگا۔ (فتاویٰ عمادیہ)

اگر دونوں مساوی کام کرنے کی اور تین تہائی[2] مال کی شرط کرلیں تو استحساناً اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (عینی شرح کنز، تبیین، ہدایہ، کافی)

اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (سراج الوہاج)

اگر دونوں شریک آپس میں یہ شرط پہلے کرلیں کہ ایک کو نفع کی زیادہ مقدار ملے گی درآنحالیکہ اس شریک کے

---

[1] یعنی ایک دوسرے کا وکیل ہوگا کفیل وضامن نہ ہوگا۔ [2] یعنی یہ شرط کرلیں کہ ایک کے حصہ میں دو تہائی اور دوسرے کے ایک تہائی آئے گا۔

ذمہ کام (بھی) کم ہو تو زیادہ صحیح قول کے مطابق اسے جائز قرار دیں گے۔ (نہر الفائق وظہیریہ)

اگر دونوں شرکت کریں اور کمائی کے اندر باہم تین تہائی کی شرط کرلیں (یعنی ایک کے حصہ میں دو تہائی اور دوسرے کے ایک تہائی) اور کام کی مقدار ذکر نہ کریں تو اسے جائز قرار دیں گے اور کمائی کی کمی بیشی کے ذکر کو ہی کام کی کمی بیشی کے قائم مقام شمار کریں گے۔ (مضمرات)

رہا نقصان تو وہ دونوں کے درمیان ضمان کی مقدار کے لحاظ سے ہوگا۔ (بدائع)

اگر دونوں شریک یہ شرط کرلیں کہ جو کام دونوں شریک قبول کریں اس کا دو تہائی خصوصاً ایک پر اور ایک تہائی دوسرے شریک کے اوپر واجب ہوگا اور نقصان کے اندر دونوں آدھے آدھے کے شریک ہوں گے تو کام کے اندر شرط کے مطابق شرکت ہوگی لیکن نقصان کے اندر برابری کو باطل قرار دیں گے اور نقصان ہر ایک پر کام قبول کرنے کی مقدار کے اعتبار سے ہوگا۔ (سراج الوہاج)

کوئی شخص اپنا کپڑا ایک درزی کو خود سینے کی خاطر دے اور اس درزی کا درزی کے کام کے اندر کوئی شریک مفاوضہ ہو تو کپڑے کے مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ جس وقت تک ان دونوں کے درمیان شرکت مفاوضہ باقی رہے دونوں میں سے جس سے چاہے کام کرنے کا مطالبہ کرلے اور جس وقت دونوں کی شرکت مفاوضہ ختم ہوجائے یا کپڑا لینے والا موت کی آغوش میں سو جائے تو دوسرے شخص سے کام کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔ (مبسوط)

اس کے برعکس اگر کپڑے کا مالک خود سینے کی شرط نہ لگائے، اس کے بعد دونوں کی شرکت مفاوضہ ختم ہوجائے (اور پھر کپڑا لینے والا مر جائے) تو دوسرے شریک سے سینے کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا۔ (ظہیریہ)

نوادر کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک پر کوئی شخص ایک کپڑے کا جو کہ دونوں شریکوں کے پاس موجود ہو دعویٰ کرے اور ایک شریک اقرار کرے اور دوسرا منکر ہو تو اس کے اقرار کو اس کے شریک کے لئے بھی درست قرار دیں گے اور وہ کپڑا دے کر اجرت (اجرت حفاظت وغیرہ) وصول کرلے گا۔ استحساناً یہی حکم ہے۔ (محیط سرخسی)

اسی طریقہ سے اگر کپڑے کے اندر شگاف ہوا اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کہے کہ ہماری مخصوص علامت (کارکردگی کا نشان) کی بنا پر ہے اور دوسرا شریک اسکا انکار (قطعاً) کرتا ہو کہ یہ کپڑا طلب کرنے والے کا ہے اور یہ کہتا ہو کہ اس کپڑے کے مالک ہم ہیں تو انکار کرنے والے کے اقرار کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا کیونکہ اگر وہ طلب کرنے والے کے لئے اقرار کرتے ہوئے کپڑے کا مالک اسی کو قرار دیتا تو اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوتا۔ اگر اقرار کرنے والا پہلے کپڑے کے مدعی کا انکار کرنے کے بعد دوسرے دعویٰ کرنے والے کے لئے اقرار کرے کہ اس کپڑے کا مالک یہی ہے تو دوسرے کے لئے اس کا اقرار کرنا پہلے مدعی کے لئے اقرار کرنا شمار ہوگا اور کپڑے کے متعلق دوسرے مدعی کے حق میں اسکے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ البتہ اپنے اوپر وجوب تاوان کے سلسلہ میں اس کے قول کی تصدیق کریں گے یعنی دوسرے مدعی کے لئے اس کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ مگر اسے اس میں سے کچھ اپنے شریک سے وصول کرنے اور واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کسی ضائع شدہ کپڑے کے متعلق کسی شخص کے لئے اقرار کرے کہ ہم دونوں کے فعل سے ضائع ہونے والے کپڑے کا وہ مالک

تھا اور دوسرا شریک اس کا انکار کرے تو اس صورت میں خاص طور پر اقرار کرنے والا ہی ضامن ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک صابن کی قیمت یا ضائع شدہ اشنان کے (ثمن کے) قرض ہونے یا اجرت مزدور یا کرایہ پر دیئے ہوئے گھر کی اجرت کا جن کی مدت گزر چکی ہو قرض ہونے کا اعتراف کرے تو گواہوں کے بغیر اس کے شریک کے سلسلہ میں اس کے اقرار کی تصدیق کرنے کا حکم نہ ہوگا۔ اور خاص طور پر اس ضمان کا وجوب اسی کے اوپر ہوگا۔ اگر اجرت و کرایہ کی مدت گذری نہ ہو اور خرید کردہ شے ضائع نہ ہوئی ہو تو دونوں شریکوں پر اس کا وجوب ہوگا اور اس کے اقرار کو اس کے شریک کے حق میں بھی نافذ قرار دیں گے۔ البتہ اس شکل میں کہ ذکر کردہ شریک یہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ چیزوں کے ہم بلا خرید کے ہماری تھیں تو اسی کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے۔ (محیط)

دو پیکٹ حاجیوں کی کتابیں منتقل کرنے کے اندر اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی بھی اس کی روزی عنایت فرمائی وہ ہم دونوں کے درمیان برابر برابر ہوگی تو اس طرح شرکت درست ہوگی۔ (قنیہ)

اگر دو استاد لڑکوں کو لکھنا سکھانے یا قرآن پڑھانے یا حفظ کرانے کے اندر شرکت کریں تو صدر شہید رحمۃ اللہ فرماتے کہ مختار و راجح قول کے مطابق اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ) اسی طریقہ سے اگر فقہ کی تعلیم دینے کے اندر شرکت کرلیں تب بھی درست قرار دیں گے۔ (نہر الفائق)۔ اگر دونوں حرام کام کے اندر شرکت کریں تو شرکت درست نہیں ہوگی۔ (خزانۃ الفتاوی)

دلالی کے کام میں دلالوں کی شرکت اور مجلس و تعزیت میں گا کر پڑھنے والوں کی شرکت جائز نہ ہوگی۔ (قنیہ)

کیونکہ یہ ناجائز کام ہے۔ بحوالہ ابن ہمام، امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر تین آدمی جو پیمائش کا کام کرتے یوں آپس میں اس طرح شرکت کریں کہ لوگوں کے اناج کی پیمائش کا کام قبول کریں اور پیمائش کریں اور یہ شرط کرلیں کہ جو کچھ حاصل ہوگا وہ انکے درمیان برابر ہوگا پھر اگر وہ معین اجرت کے اوپر اناج کی پیمائش قبول کریں، اس کے بعد ان میں سے ایک بیمار ہو کر بیکار ہو جائے اور کام کے قابل نہ رہے باقی دو آدمی کام کریں تو امام محمدؒ کے نزدیک ذکر کردہ اجرت ان تمام کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگی۔ اگر ایک بیمار ہونے پر باقی دونوں اس کے کام کو انجام دینا گوارا نہ کریں اور اسکی موجودگی میں دو آدمی شرکت توڑ دیں یا دونوں کہیں کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ ہم نے شرکت کو توڑ دیا، اس کے بعد دونوں آدمی سارے اناج کی پیمائش کریں تو دونوں کو مقررہ اجرت میں سے دو تہائی ملنے کا حکم ہوگا۔ اور باقی ایک تہائی اناج کی پیمائش کی انہیں اجرت نہیں ملے گی اور اس کی پیمائش میں (محض) احسان کرنے والے شمار ہوں گے۔ اور ان کو ملی ہوئی اجرت کے اندر تیسرے کے شریک ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر تین آدمی جنہوں نے باہم شرکت نہ کی ہو کسی شخص کا ایک کام کرنا مقررہ اجرت پر منظور کریں پھر ایک آدمی ان میں کا یہ سارا کام انجام دے تو اس کو ایک تہائی اجرت ملنے کا حکم ہوگا اور باقی دو تہائی میں وہ محض تطوع و احسان کرنے والا شمار ہوگا۔ اس نوعیت سے کام کرانے والے شخص کو یہ حق نہ ہوگا کہ ان میں کے ایک ہی شخص کو سارا کام انجام دینے کا مطالبہ کرے۔ (ظہیریہ)

تین آدمی جو باہم کسی سے کچھ کام قبول کرنے شرط نہ کریں۔ اس کے بعد ان میں سے ایک شریک بیمار ہو

کام انجام دے تو اسے تہائی اجرت ملنے اور باقی دونوں کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

درزی اور اس کے دونوں شاگرد سلائی کے سلسلہ میں اس شرط کے ساتھ کریں کہ استاد کپڑے کاٹے (تراشے) گا اور اس کا شاگرد سیئے گا اور اجرت کے اندر دونوں آدھے آدھے کے شریک ہوں گے۔ یا دو جولاہے اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ ایک شریک تانا بانا ٹھیک کرے گا اور دوسرا بُنے گا، تو جس طریقہ سے انگریز اور درزی کی شرکت درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ہونی چاہیے۔ (قنیہ)

اگر کوئی کاریگر آدھے نفع کی شرط پر کسی شخص کو اپنی دوکان پر کام کرنے پر بٹھلائے تو استحساناً اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا (خلاصہ)۔ اسی بنا پر مشائخ (بیشتر فقہاء) فرماتے ہیں کہ شاگرد کام کرے تو درست ہے اور دوکان والا کام کرے تو (یہ بھی) درست ہے، لہٰذا اگر دوکان والا اس طرح کہے کہ قبول نہ کرنا میں ہی قبول کروں گا، میں تجھ کو کام کام دوں گا اور تو نصف نفع کی شرط پر کام کر دینا تو اس کو جائز قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

باب ۵ پنجم۔ شرکتِ فاسدہ کا ذکر

شرکتِ فاسدہ اسے کہتے ہیں جس کے اندر صحت کی شرطوں میں سے کوئی شرط پائی گئی ہو۔ (بدائع)

شکار کرنے، پانی لانے اور جلانے کی لکڑیوں کے اندر شرکت جائز درست نہ ہوگی۔ (کافی)

اسی طریقہ سے سوکھی گھاس لانے، بھیک مانگنے میں بھی شرکت جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا دونوں میں سے جو آدمی شکار کرے یا لکڑیاں اکٹھی کر کے لائے یا بھیک مانگ کر لے آئے اس کا مالک محض لانے والا ہوگا اور دوسرے کی اس میں کسی طرح کی شرکت نہیں ہوگی۔ اسی طریقہ سے ہر اس طرح کی چیز جو شرعی اعتبار سے جائز ہو مثلاً پہاڑوں سے اخروٹ اور انجیر لانا، ہری گھاس لانا ان میں بھی شرکت جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طرح وہ زمین جس کے استعمال کی اجازت ہو اس میں سے مٹی لا کر بیچنے یا برف یا سرمہ یا نمک یا گچ یا جاہلیت (قبل از اسلام) کے دفینہ کے اندر شرکت درست نہ ہوگی۔ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ ان اشیاء کا استعمال مباح کر دیا گیا ہو اور استعمال کی اجازت حاصل ہو۔ اسی طریقہ سے اگر دو آدمی شرکت کریں (اور یہ طے کریں کہ) کہ ایسی مٹی سے عمارت بنائیں گے جو کسی کی ملکیت نہ ہو یا اس مٹی سے کچی اینٹیں تیار کریں گے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (فتح القدیر)

اگر مٹی یا چونے وغیرہ کا کوئی مالک ہو اور دو آدمی شرکت کریں اس شرط کے ساتھ کہ دونوں خرید کر پکائیں گے اور پھر اسے بیچیں گے تو درست قرار دیں گے۔ اسے شرکتِ وجوہ کہتے ہیں۔ (خلاصہ)

اگر دونوں بیک وقت اسے لیں تو اسے دونوں کے درمیان نصف نصف کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے محض ایک شریک لے اور دوسرا کچھ کام نہ کرے تو کُل کا مالک کام کرنے والا ہوگا۔ (کافی)

اگر دوسرا شخص اس کا کسی شے کے لینے کے اندر تعاون کرے تو مدد کرنے والے کو اسکی اجرتِ مثل[1] ملیگی

---

[1] یعنی اس جیسے کام پر جتنی اجرت کسی اور شخص کو ملتی ہو اتنی ہی اسے ملے گی۔

لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کی مثلی اجرت اس چیز کی آدھی قیمت سے آگے نہ بڑھے گی امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ خواہ قیمت کتنی بھی پوری مثلی اجرت ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر جال وغیرہ لگانے اور پھیلانے کے اندر تعاون کرے لیکن جال کے اندر اس طرح کا کوئی نہ ملے (نہ پھنسے) جو کوئی قیمت رکھتا ہو تو مثلی اجرت خواہ کتنی بھی ہو بالاتفاق ملنے کا حکم ہو گا۔ (سراج الوہاج)

اگر دونوں اپنے حاصل کردہ کو مخلوط کر دیں تو جس بات پر دونوں کا اتفاق ہو جائے اسی کے مطابق اس مخلوط مال پر عمل ہو گا۔ اگر دونوں کسی بات پر متفق نہ ہوں تو نصف مال تک ہر شریک کا قول اپنے ساتھی کے ذمے کے خلاف بحلف قابل قبول ہو گا۔ (مضمرات)

اگر دونوں اسے مخلوط کرنے کے بعد بیچ ڈالیں اور یہ چیز ناپ یا تول کر دیجانے والی ہو تو جتنی مقدار ہر ایک کے حصہ میں ناپ کر یا تول کر آئی اسی کے اعتبار سے قیمت دونوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہو گا۔ اگر یہ شئے بیش قیمت ہو اور مثلی نہ ہو اور ہر ایک کے حصہ کی قیمت الگ قرار دیجاتی ہو تو ہر ایک کے حصہ کی مقدار کی جتنی قیمت بنتی ہو اسی کے حساب سے قیمت تقسیم کرنے کا حکم ہو گا۔ (جوہرہ نیرہ)

اگر پیمائش یا وزن یا قیمت کا علم نہ ہو تو اس شئے کے نصف تک ہر شریک کا دعویٰ اپنے ساتھی کے خلاف بحلف معتبر و قابل قبول ہو گا۔ (بدائع)

نصف سے زائد کے اندر بحلف بھی اس کا قول اپنے شریک کے دعوے کے خلاف قابل قبول نہ ہو گا البتہ اگر وہ گواہ پیش کر دے تو اور بات ہے۔ (نہر الفائق)

اگر دونوں آپس میں شکار کے اندر شرکت کریں اور دونوں شریکوں کا کتا محض ایک ہو اور وہ اسے چھوڑیں یا ایک جال جسے دونوں پھیلائیں تو یہ شکار دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہو گا۔ (محیط)

اگر کتا محض ایک شریک کا ہو اور وہی اس پر قابض ہو اس کے بعد دونوں اسے (بغرض شکار) چھوڑیں تو اس کتے کے پکڑے ہوئے شکار کا حقدار کتے کا مالک شمار ہو گا۔ البتہ اگر مالک کتے کا نفع دوسرے شریک کے لئے کر دے یعنی عاریتاً اسے دیدے اور پھر کتا شکار کرے تو پورا شکار عاریتاً دیئے جانے والے کا ہو گا۔ (محیط سرخسی)

اگر دونوں میں سے ہر شریک کے پاس ایک ایک کتا موجود ہو اور ہر شریک اپنا کتا چھوڑے اور دونوں کتے ایک ہی شکار کو پکڑ لیں تو اس شکار کو دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا جائے گا۔ اگر ہر شریک کا کتا الگ الگ ایک ایک شکار پکڑے تو اس صورت میں جس شریک کا کتا جو شکار پکڑے وہ خاص طور پر اسی کا ہو گا (اور دوسرا اس کے اندر شریک نہ ہو گا) اگر ایک شریک کا کتا ایک شکار پکڑ کر سخت زخمی کر دے پھر دوسرے شریک کا کتا اسکی مدد کرے تو جس شریک کے کتے نے پہلے زخمی کیا ہو وہی اسکا حقدار ہو گا اور اگر اس کتے کے شکار کو زخمی کرنے سے قبل دوسرا کتا پہونچ جائے اور دونوں کتے ملکر شکار کو زخمی کر دیں تو شکار دونوں شریکوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (مبسوط)

اگر دو اشخاص شرکت کریں، ایک شریک اپنے پاس بیل یا خچر رکھتا ہو اور دوسرے شریک کے پاس پکھال (ایک نوع کی مشک یا ڈرام) ہو اس پکھال کو پانی سے بھر کر اور اس بیل (یا خچر) کے اوپر لاد کر لائیں اور یہ طے کریں کہ جتنی کمائی ہوئی وہ دونوں کے درمیان مشترک ہو گی تو اس شرکت کو صحیح قرار دینے کا حکم ہو گا

اور ساری کمائی پانی لانے والے کی ہوگی اور اس کے اوپر پکھال کی جو اجرت بیٹھتی ہو وہ دینی لازم ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ بیل (یا خچر) کا مالک ہی پانی لانے والا ہو۔ اگر پکھال والا پانی بھر کر آئے اور یہ کام کرے تو اس کے اوپر بیل والے کو بیل کی اجرتِ مثل دینی لازم ہوگی۔ (ہدایہ)

اگر ایک شریک اپنے پاس خچر اور دوسرا شریک اپنے پاس اونٹ رکھتا ہو اور دونوں آپس میں اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ دونوں (یعنی بیل و اونٹ) کو اجرت پر دیں گے اور جتنی اجرت ملی گی وہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگی تو درست قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر دونوں جانوروں کو اجرت کے اوپر دیدیں تو اجرت کا مال خچر اور اونٹ کی اجرت مثلی کے اعتبار سے تقسیم کریں گے۔ (المحیط سرخسی)

اسی طریقہ سے اگر محض خچر کو اجرت کے اوپر دیں تو اس کی ساری اجرت کا مالک خچر والا ہوگا اور اونٹ والے کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (دوسرے نے اگر اجرت پر دینے والے کی (سامان) لادنے اور منتقل کرنے کے اندر مدد کی ہو تو مدد کرنے والے کو اس کی اجرت مثلی ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ البتہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اسے اجرت اجرت کی طے شدہ مقدار کے نصف سے زیادہ نہیں ملے گی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کو اجرت مثلی دیجائے گی خواہ کسی بھی مقدار تک پہونچے (سراج الوہاج)

اگر دونوں شریک یہ طے و شرط کر لیں کہ جانور کے ساتھ ہانکنے اور لادنے وغیرہ کا کام انجام دیں گے تو ساری اجرت دونوں جانوروں کی اجرت مثلی اور خود ان دونوں کی اجرت مثلی کے لحاظ سے تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ (المحیط)

اگر دونوں مقررہ بوجھ متعینہ اجرت کے تحت کسی جگہ پہونچانا منظور وقبول کر لیں اور خچر و اونٹ کو اجرت کے اوپر نہ دیں۔ اس کے بعد دونوں اسی خچر اور اونٹ جن کی جانب معاملۂ شرکت کی اضافت ونسبت کی ہے کے اوپر لاد کر پہونچا دیں تو اجرت دونوں کے اوپر آدھی آدھی تقسیم کر دیجائے گی۔ کیونکہ اجرت کے واجب ہونے کا سبب اس جگہ ذکر کردہ بوجھ و مال کے پہونچانے کو منظور کر لینا ہے اور اس کے اندر دونوں شریک مساوی ہیں۔ لہٰذا اگر مال پہونچانا منظور کر کے اپنے اپنے اوپر لاد کر پہونچاتے تو اجرت دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوتی اور منظور کردہ اور جس بوجھ کے پہونچانے کی ضمانت لی اس مقدار کے اوپر اجرت مثلی واجب نہ ہوتی اسی طرح اس جگہ بھی حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دونوں میں سے ایک اپنے پاس بار برداری کا جانور اور دوسرا اپنے پاس جانور کا پالان اور گون رکھتا ہو اور دونوں شریک اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ دونوں اس جانور کو اس شرط کے ساتھ اجرت کے اوپر دیں گے کہ مزدوری و اجرت دونوں کے درمیان آدھی آدھی ہوگی تو اسے شرکتِ فاسدہ قرار دینے کا حکم ہوگا (مبسوط) اس کے بعد اگر ذکر کردہ جانور کسی جگہ تک اناج پہونچانے کی خاطر اجرت کے اوپر دیں پھر انہیں بار بردار جانور کے ذریعہ ذکر کردہ اناج وہاں تک پہونچا دیں تو اس صورت میں ساری اجرت کا مالک جانور کا مالک ہوگا اور جانور کی اجرت مثل پالان اور گون کی اجرت مثلی کے اوپر تقسیم نہیں ہوگی۔ اگر دونوں اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ دونوں شریک اناج پہونچانے کی اجرت منظور کر لیں اور شرط یہ ہے کہ ہر شریک اپنے آلات (و جانور) سے کام انجام دے گا تو اس صورت میں اجرت کو دونوں میں نصف نصف قرار دینے کا حکم ہوگا۔ دوسرے کے پالان وگون اور اس کے جانور کے لئے کسی طرح کی اجرت نہیں ہوگی۔ (محیط)

اگر اپنا جانور ایک شخص کو اجرت پر دینے کی خاطر عطا کرے اور شرط یہ ہو کہ اجرت دونوں کے درمیان آدھی آدھی ہوگی تو اس شرکت کو فاسد قرار دیں گے۔ لہٰذا اگر اسی شرکت (وشرط) کے مطابق اس جانور کو کرایہ کے اوپر دے تو ساری اجرت کا مالک جانور کا مالک ہوگا اور دوسرے کو اس کی اجرتِ مثلی ملے گی۔ کسی شخص کو اپنا جانور اس شرط کے ساتھ دے کہ نفع دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا اور دوسرا شخص اس کے اوپر کپڑا یا اناج لاد کر بیچے گا تو اس شرکت کو عروض (برتن) کی شرط کی طرح فاسد قرار دیں گے۔ کیونکہ شرکتِ فاسد ہوئی اس لئے سارا نفع اناج اور کپڑے کے مالک کا ہوگا اور جانور والے کو اسکی اجرت مثلی ملے گی۔ مکان اور کشتی کا حکم اس شرکت کے معاملہ میں جانور کی شرکت کا سا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اسی طریقہ سے اگر ایک شریک دوسرے کو مچھلیاں پکڑنے کی خاطر شریک کرے اس شرط کے ساتھ کہ مچھلیاں دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں تو اس صورت میں ساری مچھلیاں شکار کرنے والے کی شمار ہوں گی اور جس کا جال ہوگا اسے اجرت مثلی ملے گی۔ (محیط سرخسی)

اگر دو نقاشوں میں سے ایک کے پاس نقاشی کا سامان ہو اور دوسرے پاس گھر موجود ہو اور دونوں اس طرح شرکت کریں کہ ایک کے سامان کو دوسرے کے گھر میں نقاشی کریں گے اس شرط کے ساتھ کہ حاصل شدہ نفع دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (سراج الوہاج)

اسی طریقے سے ہر پیشہ کا یہی حکم ہوگا۔ اگر دو آدمی اس طرح شرکت کریں کہ ایک کام کرے گا اور دوسرا نقاشی کا سامان مہیا کرے گا تو شرکت کو فاسد قرار دیں گے اور کمائی ہوئی رقم کا مالک کام کرنے والا ہوگا اور اس پر اس سامان کی اجرتِ مثلی واجب ہوگی۔ (خلاصہ)

تتمہ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ شیخ علی ابن احمدؒ سے پوچھا گیا کہ تین یا پانچ بوجھ اٹھانے والے[1] اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ ان میں سے بعض کا کام گون بھرنا ہوگا اور بعض گندم گندم والے کے مکان پر پہونچائینگے اور بعض کا کام گون کے منہ کو پکڑ کر پیٹھ پر لادنا ہوگا اور جو کچھ اس طرح کمائی ہوگی وہ سب اس میں برابر کے شریک ہوں گے تو فرمایا کہ اس شرکت کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

امام محمد ابن حسنؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو آدمی اس طرح شرکت کریں کہ شہتوت کے پتے اور گرم پیلے کے انڈے ایک کی جانب سے اور کام کرنا دوسرے کی جانب سے ہوگا اور شرط یہ ہوگی کہ بچوں میں دونوں نصف نصف کے شریک ہوں یا کچھ کم و بیش طے کرلیں تو یہ شرکت بھی جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر مذکورہ صورت میں یہ شرط لگائیں کہ کام دونوں کریں گے تب بھی اس شرکت کے جائز ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ جب یہ درست ہے کہ دونوں آدمیوں کی جانب سے انڈے ہوں اور کام و پرورش دونوں کے اوپر لازم ہو اس صورت میں اگر شہتوت کے پتے دینے والا شخص کام نہ کرے تب بھی کوئی حرج نہ ہوگا۔ (قنیہ)

فتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص شہتوت کے کیڑے اور ہر چیز کسی کو عطا کرے کہ وہ انکی پرورش کرتا رہے اور انہیں شہتوت کے پتے کھلائے اس شرط کے ساتھ کہ جو کچھ کمائی ہوگی وہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگا۔ لہٰذا وہ شخص مسلسل پرورش کرے حتیٰ کہ انڈے تیار ہوکر بچے نکل آئیں تو یہ سارے

---

[1] ہمارے عرف میں انہیں پلہ دار کہتے ہیں۔

بچے انڈوں کے مالک کے ہوں گے اور پرورش کرنے والے کو دوسرے شخص کا کام کرنے کی اجرت مثلی ملے گی اور شہتوت کے پتے جو اس نے کھلائے ہوں ان کی قیمت کا وجوب ہو گا۔ (محیط)

اگر دو آدمی اس شرط کے ساتھ شرکت کریں کہ انڈے اور پتے ایک کی جانب سے ہوں گے اور کام دوسرے شریک کی طرف سے ہو گا۔ تو شہتوت کے کیڑے انڈوں کے مالک کے ہوں گے اور دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثلی ملنے کا حکم ہو گا۔ (سراجیہ)

اسی طریقہ سے اگر کام دونوں کی جانب سے ہو تب بھی شرکت کے جائز ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ یہ شرکت محض اسی صورت میں درست ہے جبکہ دونوں شریکوں کی جانب سے انڈے ہوں اور کام دونوں کے اوپر تقسیم ہو۔ اس کے بعد اگر پتے دینے والا (کسی وجہ سے) کام نہ کرے تب بھی کوئی نقصان و حرج نہ ہو گا شیخ خجندیؒ نے اسے وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (قنیہ)

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنی گائے کسی آدمی کو دیدے کہ وہ چارہ وہ گائے رکھنے والا خود کھلائے گا اس شرط کے ساتھ کہ جتنا پیدا ہو گا وہ ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہو گا تو شرکت کے جائز ہونے کا حکم نہ ہو گا اور جتنا پیدا ہو گا وہ گائے والے کی ملکیت ہو گا اور اس آدمی کو جس قدر چارہ کھلایا ہو اسی قدر ملے گا اور اس کی پرورش کی اجرت مثلی ملے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو مرغی اس شرط کے ساتھ دے کہ دانہ وہ دے گا اور انڈے دونوں کے درمیان آدھے آدھے ہوں گے یعنی کہہ کر تو اس مرغی کو بیچا اور اسے اپنے پاس سے دانہ کھلا مگر اس شرط کے ساتھ کہ انڈے دونوں میں آدھے آدھے تقسیم کئے جائیں گے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اس کے اندر حیلہ یہ ہے کہ آدھی مرغی یا آدھی گائے یا وہ انڈے جن سے شہتوت کے کیڑے (ریشم کے کیڑے) پیدا ہوں اس آدمی کے ہاتھ متعین قیمت کے بدلے بیچ دے۔ یہاں تک کہ مرغی یا گائے یا ریشم کے کیڑوں کے انڈے دونوں کے درمیان مشترک ہو۔ اس صورت میں جو کچھ کمائی ہوا سے دونوں میں مشترک قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (ظہیریہ)

ہر شرکت فاسدہ کے اندر نفع راس المال (اصل مال) کی مقدار کے مطابق ہو گا۔ پس اگر ایک شخص کے ہزار اور دوسرے شخص کے دو ہزار روپے ہوں تو نفع کے دونوں شریکوں میں تین تہائی کئے جائیں گے۔ (یعنی دو ہزار والے کو دو تہائی اور ایک ہزار والے کو ایک تہائی ملے گا) اور اگر دونوں رقم کے اس فرق کے باوجود آپس میں آدھے آدھے کے نفع کی شرط کریں تو اس شرط کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہو گا۔ اگر دونوں شریکوں میں ہر شریک کی رقم اتنی ہو جتنی دوسرے کی۔ اس کے بعد آپس میں تین تہائی کے نفع کی شرط کر لیں تو نفع کی کمی بیشی کی شرط کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہو گا اور نفع دونوں میں آدھا آدھا بانٹا جائے گا۔ کیونکہ نفع مال کے تابع ہوا کرتا ہے۔ (فتح القدیر)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ بعض شرائطِ فاسدہ کے باعث شرکت ہی باطل ہو جاتی ہے اور بعض شرائط کے باعث باطل نہیں ہوتی، لہٰذا اگر کام کی کمی بیشی کی شرط کر لی جائے تو شرکت کے باطل ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ اگر ایک شریک کے لئے دس درہم زائد نفع کی شرط کرے تو شرکت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگرچہ واقعتاً یہ دونوں شرائط فاسدہ ہیں۔ (ذخیرہ)

دونوں شریکوں میں سے اگر ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے تو شرکت کے باطل ہونے کا حکم

ہو گا- چاہے دوسرے شریک کو اس کی خبر ہو یا نہ ہو اور مرنے کے لفظ میں وہ مرنا بھی شامل ہو گا جو حکم کے اعتبار سے مرنے کی مانند ہو-

مثلاً یہ کہ اسلام سے پھر کر دار الحرب چلا جائے اور اس کے دار الحرب چلے جانے کا حکم کر دیا گیا ہو- تو اس کا حکم مرنے کا سا ہو گا- اگر اس کے دار الحرب چلے جانے کا ابھی تک حکم نہ کیا گیا ہو تو بالاتفاق ابھی شرکت کے ختم ہو جانے میں توقف کیا جا گا- لہٰذا اگر وہ مرتد ہونے والا دار الحرب میں چلے جانے حکم کئے جانے سے قبل (دار الاسلام) میں لوٹ آئے تو شرکت کے لئے باقی رہنے کا حکم کیا جائے گا- اور اگر موت کی آغوش میں سو جائے یا قتل کر دیا جائے تو شرکت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا- (نہر الفائق)

اگر وہ مرتد دار الحرب نہ جائے تو شرکت مفاوضہ کے توقفاً منقطع ہونے کا حکم ہو گا یعنی اگر قاضی نے شرکت کے باطل ہونے کا ابھی حکم نہیں کیا تھا کہ وہ از سر نو دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تو شرکت مفاوضہ لوٹ آئے گی (اور برقرار رہے گی) اور اگر وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو شرکت مفاوضہ کو اس کے دائرہ اسلام سے نکل جانے کے وقت سے باطل قرار دیں گے- پھر شرکت مفاوضہ کے توقفاً منقطع ہونے کی صورت میں شرکت مفاوضہ شرکت عنان ہو کر باقی رہ جائے گی یا نہیں اس کے اندر فقہاء کا اختلاف ہے- امام ابو حنیفہؒ باقی نہ رہنے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ شرکت عنان ہو کر باقی رہنے کا حکم فرماتے ہیں- والوالجیہ نے یہ اختلاف رائے بیان کیا ہے- (فتح القدیر)

اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی شریک موت کی آغوش میں نہ سوئے بلکہ دونوں میں سے ایک شریک شرکت توڑ دے اور دوسرا شریک کو اس کے توڑنے کی خبر نہ ہو تو اس صورت میں شرکت کے ٹوٹنے کا حکم نہ ہو گا- اور اگر اطلاع ہو گئی ہو تو پھر دو شکلیں ہوں گی- (۱) اگر شرکت کا اصل مال و نقدی دراہم اور دینار ہوں تو شرکت کے ٹوٹ جانے کا حکم ہو گا اور اسباب و عروض (برتن وغیرہ) ہونے کی صورت میں طحاویؒ بیان فرماتے ہیں کہ فسخ نہیں ہو گی- (خلاصہ)

بعض مشائخ (فقہاء) کے نزدیک خواہ راس المال (اصل مال) اسباب و عروض ہوں تب بھی شرکت فسخ ہونے اور ٹوٹ جانے کا حکم ہو گا- پسندیدہ و راجح قول یہی قرار دیا گیا ہے (فتح القدیر)

اگر ایک شریک شرکت کا منکر ہو درآنحالیکہ شرکت کا اسباب و عروض ہوں تو اس انکار کو شرکت کا توڑ دینا قرار دیں گے- (ظہیریہ)

اگر تین آدمی شریک ہوں پھر ان میں سے ایک شریک موت کی آغوش میں سو جائے یہاں تک کہ اس کے حق میں یہ شرکت ٹوٹ جائے تو باقی دو شریکوں کے حق میں اس کے فسخ ہونے اور ٹوٹ جانے کا حکم نہیں ہو گا (محیط)- اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنے شریک سے کہے کہ میں تیرے ہمراہ شرکت میں کام انجام نہیں دوں گا تو یہ اس کے- میں نے تیرے ساتھ شرکت ختم کر دی اور توڑ کہنے کے مانند ہو گا- (ذخیرہ)

اگر تین آدمی آپس میں شرکت مفاوضہ کر لیں پھر ان میں سے ایک غائب ہو جائے اور باقی ماندہ دونوں شریک باہم یہ شرکت توڑ دینی چاہتے ہوں تو غائب شریک کے حاضر موجود ہوئے بغیر ان کو یہ حق حاصل نہ ہو گا- اور بعض کو بعض کی عدم موجودگی میں توڑنے کا اختیار نہیں ہو گا- (ظہیریہ)

باب ششم ۶ متفرقات کا ذکر

دو شریکوں میں سے کسی شریک کو دوسرے کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (اختیار شرح مختار)

اگر دونوں شریکوں میں سے ہر شرکت یہ اجازت دیدے کہ میری جانب سے مال زکوٰۃ کی ادائیگی کر دینا اس کے بعد دونوں بیک وقت اپنی جانب سے اور اپنے شریک کی طرف سے زکوٰۃ کی رقم کی ادائیگی کریں تو دونوں میں سے ہر ایک کے اوپر اپنے شریک کے حصہ کا ضمان لازم آئے گا چاہے وہ دوسرا شریک خود زکوٰۃ ادا کرنے سے باخبر ہو یا نہ ہو۔ امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ (کافی)

اگر دونوں بیک وقت نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے اور کچھ توقف کے ساتھ ادا کریں تو پچھلے ادا کرنے والے پر ضمان لازم آئے گا۔ چاہے اسے اپنے شریک کے خود زکوٰۃ ادا کرنے کا علم ہو یا نہ ہو۔ امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ (نہر الفائق)

اس میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کا قول اس کے برعکس ہے۔ اسی اختلافِ اقوال کی بنیاد پر کفارات اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے وکیل بنانے کا حکم ہوگا۔ یعنی کسی شخص کو اپنی زکوٰۃ یا کفارات کی ادائیگی کی خاطر وکیل بنائے اس کے بعد وکیل بنانے والا وکیل کی ادائیگی کے وقت ادا کرے یا اس سے قبل بذاتِ خود زکوٰۃ و کفارات کی ادائیگی کر دے اور وکیل اس کے بعد ادا کرے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وکیل کو خواہ وکیل بنانے والے کے ادا کرنے کا علم ہو یا نہ ہو بہر صورت وکیل کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کا قول اس کے خلاف[1] ہے۔ (تبیین)

جو آدمی کسی کی جانب سے احصارِ حج[2] کی قربانی کی خاطر وکیل مقرر کیا جائے اور وہ وکیل قربانی احصار کا ذمہ دار (پیدا) ہو جانے اور وکیل بنانے والے کے حج سے فارغ ہونے کے بعد ذبح کرے تو ذکر کردہ وکیل پر بالاتفاق ضمان لازم نہیں آئے گا۔ چاہے اسے موکل کے حج (وغیرہ) کر لینے کا علم ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو (سراج الوہاج)

ہر وہ قرض جو آدمیوں کا ایک شخص کے اوپر حقیقتاً ایک سبب سے اور (یا) حکماً ایک سبب سے لازم ہو تو اس کے دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر ایک شخص اس قرضہ کا کچھ حصہ وصول کر لے تو دوسرے

---

[1] ان کے نزدیک عدم علم کی صورت میں ضمان لازم نہیں آئے گا۔ [2] یعنی کسی شخص کو حج کرنے سے روک دیا جائے مثلاً خوف ناک درندہ راستہ میں حائل ہو جائے یا کوئی بادشاہ وغیرہ روک دے۔ اور اس کی وجہ سے اس کے اوپر قربانی واجب ہو اور وہ وکیل بنا دے۔

کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وصول شدہ قرض کی رقم میں اسکا شریک ہوجائے۔ (المحیط)

ایسا قرضہ جو دو آدمیوں کا کسی تیسرے شخص کے اوپر ہو چاہے اس طرح کے غلام کے پیسے ہوں جو دونوں کے درمیان مشترک ہو اور اسے دونوں بیچ ڈالیں یا دونوں اسے نقد اپنے مشترک ہزار دراہم بطور قرض عطا کریں یا وہ شخص ایسا کپڑے کا تھان جو ان دونوں کا مشترک ہو ضائع کردے اور اس کے تاوان کا وجوب ہو یا کسی مرنے والے کا قرض اس تیسرے شخص پر ہو اور وہ ان دونوں کو بطور میراث ملا ہو۔ اس کے بعد ان دونوں میں سے ایک شخص اس قرض کا اپنا حصہ یا قرض کا کچھ حصہ وصول کرلے تو دوسرے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دوسرا شخص وصول شدہ روپے میں اس کا شریک و حصہ دار بنکر اس میں سے آدھا لیلے چاہے وصول شدہ مال قرض کے مال جیسا ہو یا اس سے عمدہ دکھرا ہو یا خراب دکھوٹا۔ (سراج الوہاج)

اگر وصول کرنے والا یہ چاہے کہ دوسرے شریک کو وصول کردہ مال کے علاوہ دوسرے مال میں سے عطا کردے تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر دوسرا شریک دوسرے مال میں سے لینے پر رضامند ہو تو درست ہے اسی طریقہ سے اگر ذکر کیا گیا شریک چاہے کہ وصول کرنے والے شریک سے اس کے وصول کردہ مال کے علاوہ دوسرے مال میں سے وصول کرلوں تو یہ حق نہ ہوگا۔ البتہ اگر وصول کرنے والے کی رضامندی سے ایسا کرلے تو درست قرار دیں گے۔ (ذخیرہ)

مگر وصول نہ کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ مال کی اتنی مقدار جتنی وصول کرنے والے نے وصول کی ہے اسی کے پاس رہنے دے اور اپنے حصہ کو قرضدار سے وصول کرے۔ اگر وہ قرضدار سے وصول کرنا اختیار کرلے تو اب اسے وصول کرنے والے شریک سے نصف وصول کرنے کا حق نہ ہوگا تا وقتیکہ قرضدار باقی ماندہ قرض کا مقر ہو اور وصول یابی کی توقع ہو۔ (المحیط سرخسی)

اگر قرضدار سے قرضہ کی وصولیابی کی امید نہ رہے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ شریک کے وصول کردہ میں سے آدھا وصول کرلے۔ البتہ یہ حق نہ ہوگا وصول کرنے والے نے جو وصول کیا ہو بعینہ اس میں سے آدھا لے بلکہ وصول کرنے والے کو اس کے حصہ کے بقدر دوسرے مال میں سے دینے کا بھی حق حاصل ہوگا (محیط)۔ اگر وصول کردہ مال وصول کرنے والے کے پاس سے ضائع ہوجائے تو اس کے اوپر شریک حصہ کے ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ البتہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے اپنا حصہ گویا وصول کرلیا اور قرضدار پر باقی ماندہ قرض دوسرے شریک کا حصہ شمار ہوگا۔ (قنیہ)

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص کسی کو وصولیابی کے ملئے وکیل بنائے اور وکیل وصول کرلے اور پھر وہ مال وکیل بنانے والے کے پاس سے ضائع ہوجائے تو وہ وکیل بنانے والے کا حصہ شمار ہوگا اور اگر وہ مال ضائع نہ ہو بلکہ باقی رہے تو دوسرے شریک کو اس میں شرکت کرکے اپنا حصہ لینے کا حق ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر وصول کرنے والا وصول شدہ مال اپنے قبضہ سے اس طرح نکال دے کہ کسی شخص کو ہبہ کردے یا اپنے قرض خواہ قرض کی ادائیگی کے طور پر دیدے یا کسی اور بنا پر اسے ضائع کردے تو اس کے شریک کو وصول کردہ مال کے نصف کا ضمان لے لینے کا حق حاصل ہوگا اور یہ حق نہ ہوگا کہ اب وہ مال جس شخص کے پاس جوں کا توں موجود ہو اس کے قبضہ سے نکال لے۔ (سراج الوہاج)

شریک جتنی مقدار قرض وصول کرنے والے شریک سے وصول کرلے قرضدار وصول کرنے والے شریک کے اتنے ہی قرضہ کا مقروض رہے گا اور قرضدار پر باقی ماندہ قرض اسی مقدار کے اعتبار سے مشترک ہونے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر قرضدار پر دونوں شریکوں کے مساوی طور ہزار دراہم ہوں اور ایک شریک پانچ سو دراہم قرضدار سے وصول کرلے۔ پھر دوسرا۔۔ وصول کرنے والے شریک سے اسکا آدھا یعنی دو سو پچاس دراہم لیلے تو اس صورت میں قرضدار پر وصول کرنے والے شریک کی باقی ماندہ رقم میں سے آدھی واجب رہیگی اور حسب سابق اس باقی ماندہ میں بھی اس کی شرکت برقرار رہے گی۔ (بدائع)

ہر وہ قرض جو کسی شخص پر دو آدمیوں کا دینوں کے باعث لازم ہو خواہ یہ سبب حقیقتاً اور حکماً مختلف ہوں یا محض حکماً مختلف ہوں تو اسے دونوں کے درمیان مشترک قرار نہ دیں گے یہاں تک کہ اگر ایک شریک قرضدار سے کچھ رقم وصول کرلے تو دوسرے شریک کو اس کے اندر شرکت کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر دو آدمی اپنے ایک غلام کو جو دونوں کے درمیان مساوی طور پر مشترک ہو متعین و مقرر قیمت کے بدلے ایک شخص کو بیچ دیں۔ اس کے بعد دونوں شریکوں میں سے ایک شریک خریدنے والے سے قیمت کا کچھ حصہ وصول کرلے تو دوسرے کو اس وصول کئے ہوئے میں شرکت کرنے اور حصہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ہر شریک اپنے حصہ کی قیمت الگ ذکر کرے پھر ایک شریک قیمت کا کچھ حصہ وصول کرلے تو روایت کے ظاہر کے مطابق دوسرے شریک کو اس میں سے حصہ لینے کا حق نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر بکر کی۔۔۔۔ باندی اور زید۔۔۔۔ کا غلام ہو اور دونوں انہیں ہزار دراہم کے بدلے بیچ ڈالیں تو اس صورت میں وصول شدہ کے اندر دونوں شریک قرار دیئے جائیں گے۔ (سراجیہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ہر شریک اپنے مملوک (غلام اور باندی کی قیمت الگ ذکر اس کے بعد ایک کچھ وصول کرلے تو دوسرے کو اس کے اندر شریک قرار نہ دیں گے روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔ (خزانۃ المفتین)

اگر کوئی شخص دو آدمیوں کو حکم دے کہ دونوں میری خاطر ایک باندی خریدلیں اور دونوں اس کے لئے باندی خریدلیں اور اس کی قیمت کی ادائیگی دونوں کے مشترک مال کے ذریعہ ہو یا ہر ایک الگ اپنے مال سے ادائیگی کرے تو جو کچھ وکیل بنانے والے سے وصول کیا جائے گا۔ اس کے اندر کوئی اور شریک نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر زید بکر کے ہزار دراہم کا مقروض ہو اس کے بعد بکر کی جانب سے عمرو خالد کی کفالت کرے اور مال کی ادائیگی کردے اس کے بعد دونوں کفیلوں میں سے ایک کفیل بکر سے کچھ وصول کرلے تو دوسرے شریک کو اس کے اندر شرکت کرنے کا حق حاصل ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ دونوں نے اپنے مشترک مال سے ادائیگی کی ہو۔ (خزانۃ المفتین وظہیریہ)

اگر دونوں کفیلوں میں سے ایک کفیل اپنے حصہ کے بدلہ مکفول عنہ سے ایک کپڑا خریدلے تو شریک کو اس صورت میں کپڑوں کی نصف قیمت بطور تاوان لینی درست ہوگی لیکن کپڑے کے اندر اس کو شرکت کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر دونوں آپس کی رضامندی سے متفقہ طور پر کپڑے میں شرکت کرلیں تو اسے درست

و جائز قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (سراج الوہاج)

اگر وہ اپنے حصہ کے بدلہ کوئی کپڑا نہ خرید ے اور مکفول عنہ (جس کے ساتھ کفالت کی گئی ہو) سے بعوض اپنے حصہ کے ایک کپڑے کے اوپر مصالحت کرے اور اس کے اوپر قابض ہو جائے اور دوسرا۔ شریک وصول کردہ میں سے طلب کرے تو وصول کرنے والے کو یہ حق حاصل ہو گا کہ خواہ اسے آدھا کپڑے عطا کر دے اور خواہ اس کے آدھے حق کے مانند (نقد وغیرہ) عطا کر دے (بدائع)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک چاہتا ہو کہ میں قرضدار سے جتنی رقم (وغیرہ) کی وصولیابی کر دں اس کے اندر دوسرے شریک کو شرکت کا حق نہ ہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ قرضدار سے اس کے حصہ کی مقدار مال بطور ہبہ دیدے اس کے بعد یہ شریک اس قرضدار کو اپنے قرضہ کی رقم سے بری الزمہ قرار دے۔ لہٰذا جو کچھ اسے بطور ہبہ ملا ہو گا اس کے اندر دوسرے شریک کو شرکت کرنے کا حق حاصل نہ ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

حیلہ کا دوسرا طریقہ یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی دو آدمیوں کے ہزار دراہم کا مقروض ہو اور ایک ان میں سے اپنے قرض کی وصولیابی اس طرح چاہے کہ دوسرے کو وصول شدہ کے اندر شرکت کا حق حاصل نہ ہو تو شیخ نصیرؒ فرماتے ہیں کہ قرضدار اسے پانچ سو دراہم بطور ہبہ عطا کر دے، اس کے بعد وہ قرضدار کو اپنے حصہ کے قرضہ سے بری الزمہ کر دے۔ شیخ ابو بکرؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص قرضدار کو مثلاً ایک مٹھی کشمش جتنا اسکے اوپر اس کا قرضہ ہو اس کے بقدر قیمت میں بیچے اور کشمش اس کے حوالہ کر دے۔ اس کے بعد جتنا حصہ اسکا اس کے اوپر قرض ہو وہ اس سے قرضدار کو بری الزمہ قرار دیدے۔ اس کے بعد ذکر کئے گئے قرضدار سے محض کشمش کی قیمت طلب کرے قرضہ کا طلبگار نہ ہو۔ (محیط)

اگر دونوں میں سے ایک شخص قرضدار کو اپنے قرض سے بری الزمہ قرار دیدے یا وہ اپنا حصہ اسے ہبہ کر دے تو اسے درست قرار دیدیں گے اور اپنے شریک کے لئے اس پر کوئی ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر دونوں میں سے کوئی شخص قرضدار کو سو درہم بطور ہبہ عطا کر دے در آنحالیکہ وہ شخص ان دونوں کے مشترک ہزار دراہم کا مساوی طور پر مقروض ہو۔ اس کے بعد قرضہ کی کچھ رقم کی وصولیابی ہو تو اس صورت میں وصول شدہ میں دونوں اپنے اپنے قرضہ کی مقدار کے لحاظ سے تقسیم کریں گے یعنی وصول شدہ قرضہ کے نو حصے کر کے چار حصے بری الزمہ کرنے والے کو اور پانچ حصے دوسرے شخص کو عطا کئے جانے کا حکم ہو گا۔ (محیط سرخسی)

تجرید کے اندر لکھا ہے کہ اس طریقہ سے اگر رقم کے کچھ حصہ کی وصولیابی کے بعد اور باہم بانٹنے سے پہلے ایک شخص اس طریقہ سے مثلاً سو دراہم سے اسے بری الزمہ قرار دے، تب بھی وصول کئے ہوئے قرضہ کو مذکورہ بالا طریقہ پر بانٹنے کا حکم ہو گا۔ اور اگر ابھی یہ وصول شدہ رقم باہم تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص نے قرضدار کو اپنے قرض سے بری الزمہ قرار دیدیا تو ذکر کردہ تقسیم مکمل ہو گئی اور وہ تقسیم بدستور باقی رہے گی اور کسی صورت میں اب اسکے ٹوٹنے کا حکم نہ ہو گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر دونوں اشخاص میں سے ایک شخص اپنے حصہ کے سلسلہ میں قرضدار کو مہلت دیدے تو اس کے اندر فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کو مہلت دینا جائز نہ ہو گا۔ یہ بالاتفاق حکم ہے کہ اسکو اس کے شریک کے حصہ میں مہلت دینی جائز نہ ہو گی۔ (بدائع)

لہٰذا امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسے قرضدار کو اپنے حصہ کے اندر مہلت دینی جائز ہو گی۔ اسی سے

اوپر قیاس کرتے ہوئے اگر مہلت نہ دینے والا شریک کچھ رقم وصول کرے تو اس وقت تک مہلت دینے والے کو اس کے اندر تقسیم کا حق حاصل نہ ہوگا جب تک مقررہ میعاد نہ آجائے اور مہلت کی میعاد نہ گزر جائے۔ اس کے بعد وصول یابی قرضہ میعاد آنے پر ذکر کردہ شریک سے وصول شدہ قرضہ میں تقسیم کرائے گا بشرطیکہ وصول کی ہوئی رقم جوں کی توں باقی ہو۔ اگر وصول کرنے والے نے ضائع کردی ہو تو دوسرا شخص اپنے حصہ کے بقدر اس شخص سے تاوان کی وصول یابی کرے گا۔ (ظہیریہ)

اگر دوسرا شخص کچھ وصول نہ کرے حتیٰ کہ مہلت کی میعاد بھی بیت جائے اور مقررہ میعاد آجائے تو مہلت دینے سے قبل جو حکم تھا وہی اب بدستور ہوگا اور اسی حکم کے لوٹ آنے کا حکم کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر دونوں آدمیوں میں سے کوئی کچھ اس میں سے وصول یابی کرے تو دوسرے شخص کو اس کے اندر شریک ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (بدائع)

اگر قرضدار مہلت دینے والے شریک کو سو دراہم پیشگی عطا کردے تو دوسرے شریک کو ان دراہم میں سے آدھے یعنی پچاس دراہم لینے کا حق ہوگا۔ اس کے بعد دوسرا شریک پچاس دراہم لیلے تو اسے حق حاصل ہوگا کہ اس سے جو کچھ اس سے لیا گیا ہو اس کے مانند قرضدار سے قرار داد کی رو سے وصول کرلے یعنی پچاس دراہم مہلت نہ دینے والے کے حصہ میں سے وصول کرلے تاکہ سو دراہم پیشگی دیئے ہوئے شمار ہو جائیں۔ کیونکہ جب مہلت نہ دینے والا مہلت دینے والے سے لے گا تو اس کے حصہ میں اس کے مانند مہلت دینے والے کا شمار ہوگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر قرض دینے والا مہلت دینے والے شخص کو اس کا پورا حق پیشگی دیدے پھر جو مہلت نہ دے وہ اس میں سے آدھا لیلے تو اس صورت میں مہلت دینے والے کو حق ہوگا کہ اس سے جتنی مقدار لی گئی ہو اتنی ہی مقدار اپنے شریک کے حصہ میں قرضدار سے وصول کرلے بس اسی طرح اس جگہ بھی ہوگا۔ (ذخیرہ)

اس کے بموجب اسے وصول کرلے تو وہ شخص اور اس کا شریک دونوں اسے دس حصوں پر اس طریقے سے بانٹیں گے کہ نو حصوں کا حقدار اس کا شریک اور ایک حصہ کا حقدار یہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

دو آدمیوں کا ایک آدمی کے اوپر میعادی قرضہ ہو۔ اس کے بعد قرضدار دونوں میں سے ایک کے حصہ کی ادائیگی قرض کی مقررہ میعاد سے پہلے کردے۔ لہٰذا دونوں شریک اسے تقسیم کرلیں تو اس صورت میں باقی ماندہ قرضہ مقررہ میعاد پر دونوں کو ملنے کا حکم ہوگا۔ (سراجیہ)

اگر ایک عورت کے اوپر دو آدمیوں کا قرضہ ہو اس کے بعد دونوں میں سے ایک شخص اپنا حصہ مہر قرار دے اور اس عورت کو نکاح میں لے آئے تو اس نکاح کرنے والے کے شریک کو اس سے کچھ وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر ذکر کردہ شریک ذکر کی گئی عورت کو مطلقاً پانچ سو دراہم کے اوپر (یعنی مہر قرار دے کر) نکاح میں لائے یعنی یہ قید نہ لگائے کہ میرے حصہ کے وہ پانچ سو دراہم جن کی تو قرضدار ہے (انہیں مہر قرار دیکر نکاح کر رہا ہوں) تو اس صورت میں اس کے شریک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ نکاح کرنے والے شخص سے پانچ سو کا آدھا یعنی دو سو پچاس دراہم وصول کرلے۔ (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اپنے حصہ کے معاوضہ میں قرضدار سے کوئی شے اجرت کے

طور پر لیلے تو بالاتفاق دوسرے شریک کو اس شریک سے اپنے حصہ کے دراہم وصول کرنے کا حق ہو گا۔ (سراج الوہاج)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کا قرض ایک شخص پر ایسے سبب کی بنا پر لازم ہو جو دونوں شریکوں کا قرض اس شخص پر لازم ہونے سے قبل واقع ہوا تھا اور اس شریک کا وہ قرض جو قرضدار کے اوپر پہلے سے لازم تھا اس کا (موجودہ) قرضے عوض معاوضہ (ادلا بدلہ) ہو گیا تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ جس شریک کے حصہ کا عوض معاوضہ ہو گیا ہو اس سے اپنے حصہ کی مقدار کے موافق واپس لے۔ اگر شریک پر قرضہ کا وجوب ایسے سبب کے باعث ہو جس کا وقوع ان دونوں شریکوں کے اس شخص پر قرضہ کے لازم ہونے کے بعد ہوا ہو۔ اس کے بعد ذکر کردہ طریقہ پر عوض معاوضہ (جسے عربی میں قصاص کہتے ہیں) ہو جائے۔ تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ ذکر کردہ شریک سے اپنے حصہ کی مقدار کے مطابق واپس لیلے۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اعتراف کرے کہ اس مقروض کا قرض میرے اوپر میرے حصہ کے بقدر ہم دونوں کے قرضہ کے لازم ہونے سے پہلے واجب تھا تو ذکر کردہ مقروض اس شخص کے حصہ سے بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔ اور اس کے شریک کو بھی اس کی جانب رجوع کرنے اور لوٹانے کا حق نہ ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر ایک شریک قرضدار کی اس قسم کی جنایت (جرم) کرے جس جرمانہ پانچ سو دراہم ہوا در شریک کے قرضہ کا حصہ بھی پانچ سو دراہم ہو لہٰذا عوض و معاوضہ (قصاص) میں وہ ساقط و ختم ہو جائے تب بھی اس کے شریک کو اس سے رجوع کرنے (اور قرضہ کا کچھ حصہ لوٹانے) کے حق نہ ہو گا۔ (محیط سرخسی)

بحوالہ بشر امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک قرض خواہ شریک قرضدار کے قصداً ایسا گہرا زخم لگائے کہ ہڈی نظر آنے لگے۔ اس کے بعد اس سے اپنے قرض کے حصہ کے اوپر صلح کرلے تو اس کے اوپر اپنے شریک کی خاطر کسی چیز کا وجوب نہ ہو گا کیونکہ ذکر کئے گئے شریک نے کوئی ایسی شے وصول نہیں کی کہ جس کے اندر شرکت کا امکان ہو۔ (بدائع)

قدوری کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ایک شریک قرضدار کے ایسے مال کو ضائع کر دے جس کی قیمت اس کے قرضہ کے حصہ کے مانند ہو لہٰذا باہم قصاص (ادلا بدلہ) ہو جائے تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس شریک سے اپنے رسدی حصہ کے مطابق وصول کرلے منتقیٰ کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی قرض خواہ شریک قرضدار کا کوئی سامان ضائع کر دے یا اس کے غلام کو موت کے گھاٹ اتار دے یا اسکے جانور کی کونچیں قطع کر دے، اس کے بعد جو کچھ اس کے اوپر تاوان کا وجوب ہو وہ اس کے قرض کے حصہ میں قصاص ہو جائے تو اس صورت میں اس کے شریک کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ اس شریک سے اپنے رسدی حصہ کو وصول کرلے۔ (محیط)

اگر ذکر کردہ شریک اس سے سامان (یا رقم) لیکر نذر آتش کر دے یا اس سے چھین لے تو ایسی شکل میں بالاتفاق دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس سے وصول کرلے۔ اسی طریقہ سے اگر فاسد طور پر اس سے خرید کر اس کے اوپر قبضہ کر کے کسی کے ہاتھ بیچ[1] دے یا حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے یا اس کے پاس موت کی

[1] یعنی غلام یا باندی خرید کر قبضہ کر کے اس طرح حلقۂ غلامی سے آزاد کرے۔

آغوش میں سو جائے یا دونوں میں سے ایک مقروض سے اپنے حصہ کے بدلہ بطور رہن کچھ لیلے اور وہ اس کے پاس سے ضائع ہو جائے تو ایسی شکل میں دوسرے شریک کو یہ حق ہو گا کہ اس شریک کے وصول شدہ میں سے اپنے پہنچنے والے حصہ کے بقدر ضمان لیلے۔ (محیط سرخسی)

اگر قرض خواہ شریک جس نے غلام غصب کر لیا ہو یا بطور بیع فاسد خرید اہو یا رہن رکھا ہو اور غلام کے اس کے پاس رہتے ہوئے غلام کی آنکھ کسی بلائے آسمانی اور کسی بیماری وغیرہ کے باعث ضائع ہو جائے تو اس پر اپنے شریک کے لئے کسی قسم کا ضمان لازم نہیں آئے گا۔ (ظہیریہ)

نوادر ابن سماعہ کے اندر امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر دونوں قرض خواہ شریکوں میں سے ایک شریک مقروض شخص کے غلام کو قصداً موت کے گھاٹ اتار دے اور مقتول کا قصاص لازم ہو جائے اور پھر یہ مقروض قتل کرنے والے شریک سے اس کے پانچ سو دراہم قرض کے اوپر صلح کر لے تو اسے درست قرار دیں گے اور ذکر کردہ مقروض قاتل کے حصہ قرض سے بری الذمہ شمار ہو گا۔ پس دوسرے غیر قاتل شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ قتل کرنے والے کے ساتھ اس رقم میں شریک ہو کر دو سو پچاس دراہم وصول کر لے۔ (بدائع)

منتقیٰ کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مقروض کی اس جانب سے کفالت کر لے تو اس کے قرض کا حصہ اس کفالت میں قصاص ہو جانے کا حکم ہو گا اور اس کے دوسرے شریک کو یہ حق نہ ہو گا کہ اس کفالت کے اندر شرکت کرے اور نہ ضمان لینے کا حق حاصل ہو گا۔ اس کے بعد یہ کفیل جس کی جانب سے کفیل بنا ہے اس کے حکم کے باعث ادا کیا ہوا مال وصول پائے تب بھی اس کے شریک کو یہ حق نہ ہو گا کہ اس کی جانب رجوع کرتے ہوئے اس کے ساتھ شرکت کرے۔ (محیط)

اگر مقروض کسی شریک کے حصہ کے بدلہ کوئی کفیل عطا کر دے یا کسی اور شخص کو اس قرض کا ذمہ دار بنا دے تو اس صورت میں شریک جو کچھ (سامان یا رقم) ذمہ دار بنائے والے یا کفیل سے وصول کریگا اس کے اندر دوسرے شریک کو اس کے ہمراہ شرکت کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص دو آدمیوں کے ہزار دراہم کا مقروض ہو۔ اس کے بعد دونوں آدمیوں میں سے ایک مقروض ان ہزار دراہم میں سے سو دراہم کے اوپر صلح کر لے اور انہیں وصول کر کے ان کے اوپر قابض ہو جائے اس کے بعد دوسرا شریک اس کئے ہوئے فعل کی اجازت عطا کر دے تو اسے جائز قرار دیں گے اور اسے سو دراہم کا نصف یعنی پچاس دراہم ملنے کا حکم ہو گا۔ اگر وصول کرنے والا کہے کہ یہ دراہم ضائع ہو گئے تو وہ امانت دار شمار ہو گا لہٰذا اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہو گا اور مقروض بھی بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔ اگر دوسرا شریک محض صلح کی اجازت عطا کر دے اور یہ نہ کہے کہ اس کے تمام کئے ہوئے کی میں اجازت عطا کرتا ہوں تو اسے حق ہو گا کہ خواہ قرضدار سے پچاس دراہم وصول

ملہ۔ یعنی یہ پانچ سو دراہم قتل کا تاوان شمار ہوں گے اور وہ اب قاتل کے قرض سے بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔

کرے۔ اس کے بعد ذکر کیا گیا قرضدار وصولیابی کرنے والے سے پچاس دراہم واپس لے گا۔ یہ اس بنا پر ہے کہ، اجازتِ صلح عطا کرنے کا مطلب قبضہ کی اجازت عطا کرنا نہیں ہے۔ اگر کے پاس دو آدمیوں کا مشترک غلام یا مکان ہو اور دونوں میں سے ایک شخص اس کے ساتھ اس مال سے سو دراہم کے اوپر صلح کر کے تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ، اگر تیسرا آدمی جس کے قبضہ میں غلام ہو وہ اعتراف کرے کہ غلام کے مالک یہ دونوں ہیں تو دوسرا شریک اس صلح کرنے والے کے ہمراہ سو دراہم میں شریک شمار ہو گا۔ اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو اس کا شرکت کرنا درست ہو گا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دونوں شکلیں برابر ہیں یعنی دونوں شکلوں کا حکم یہ ہے کہ صلح کرنے والے کے ہمراہ اس بدلِ صلح کے اندر شرکت کرنے کا حق نہ ہو گا۔ البتہ اس شکل میں کہ ذکر کیا گیا غلام ضائع ہو گیا ہو تو اور حکم ہو گا۔ (ظہیریہ)

منتقیٰ کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ دو آدمی ایک آدمی سے اس طرح ایک باندی خریدیں کہ ایک شخص نصف باندی ہزار دراہم اور دوسرا باقی آدھی باندی ہزار دراہم میں خریدے۔ اس کے بعد دونوں عیب کی بنا پر اس کو لوٹا دیں پھر ایک شخص اپنی قیمت جو اپنے حصہ کے سلسلہ میں دی تھی وصول کرے تو اس کے دوسرے ساتھی کو اس میں سے حصہ لینے کا حق نہ ہو گا چاہے آغاز میں دونوں آدمی قیمت یکجا کر کے دیں یا الگ الگ دونوں میں سے ہر ایک دے۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنا حق ثابت کر کے یہ ذکر کردہ باندی لے لے تب بھی اس شکل میں یہی حکم ہو گا کہ ایک شخص کے اپنے وصول کردہ حصہ کے اندر دوسرے کو شرکت کرنے کا حق نہ ہو گا۔ اگر (بعد میں) اس باندی کا آزاد ہونا ثابت ہو درآنحالیکہ شروع میں ان دونوں نے قیمت ملا کر اور یکجا طور پر دی ہو تو اس صورت میں وصول کرنے والے کی وصول کردہ رقم میں دوسرے شریک کو شرکت کرنے کا حق ہو گا نیز منتقیٰ کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ زید اقرار کرے کہ میں عمرو و بکر کا ہزار دراہم یعنی ایک باندی کی قیمت جو میں نے ان دونوں سے خریدی تھی مقروض ہوں اور ان دونوں میں سے ایک شخص کہے کہ تیرا کہنا سچ ہے اور دوسرا کہے کہ تو یہ بات جھوٹ کہتا ہے بلکہ وہ پانچ سو دراہم جن کا تجھے اعتراف ہے وہ ان گیہوؤں کے ہیں جو کہ تو مجھ سے خرید چکا ہے۔ پھر مقروض اسے پانچ سو دراہم ادا کر دے تو دوسرے کو اس شریک کے وصول کردہ کے اندر شرکت کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اور مقروض کے اس قول کی کہ یہ مال دونوں کے درمیان مشترک ہے تصدیق کرنے کا حکم نہ ہو گا۔ (محیط)

دو شریکوں کے تیسرے شخص پر ہزار دراہم قرض ہوں اور دونوں میں سے ایک دوسرے کے لئے اس قرضہ کا ضامن بن جائے تو ضمانت باطل اور کالعدم قرار دی جائے گی اور اگر وہ اسی ضمانت کی بنیاد پر دوسرے شریک کو قرض ادا کر دے تو وہ مقروض سے دی ہوئی رقم واپس لے گا۔ اگر وہ اپنے شریک کے لئے مقروض کی جانب سے ضامن نہ بنے مگر کفالت و ضمانت کے بغیر شریک کے حصہ کی ادائیگی کر دے تو اس ادائیگی کو درست قرار دیں گے۔ جب ایک شریک کی دوسرے شریک کو اس طرح ادائیگی درست ہوئی تو دوسرے شریک نے جتنی رقم دوسرے ادا کرنے والے شریک سے وصول کی ہو اس کے اندر ادا کرنے والے شریک کی شرکت درست نہ ہو گی۔ اس کے بعد اگر وہ قرض جو مقروض پر تھا اس کے ملنے کی توقع نہ رہے تو شریک اس نے جتنی رقم اپنے شریک کے (مقروض کی طرف

سے) ادا کرنے کے باعث وصول کی ہو اس کے اندر ادا کرنے والا شریک حصہ دار نہ ہوگا اس کے بعد اگر مقروض یا کوئی اجنبی شخص ایک شریک کے حصہ کی ادائیگی کر دے اور دوسرا شریک اس میں سے تقسیم نہ کرائے بلکہ سب اسی کے پاس رہنے دے اس کے بعد مقروض پر باقی ماندہ قرض ڈوب جائے اور وصولیابی کی توقع نہ رہے تو اس صورت میں شریک کو دوسرے شریک کی وصول کردہ میں سے اپنا حصہ لینے کا حق ہوگا۔ (ذخیرہ)

بحوالۂ علی ابن جعد امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ قرضدار موت کی آغوش میں سو جائے اور دونوں قرض خواہوں میں سے ایک شریک مرنے والے کا وارث ہو اور مرنے والے نے اتنا نہ چھوڑا ہو کہ پورے قرضہ کی ادائیگی ہو سکے تو اس صورت میں دونوں کو اس کے متروکہ اور ورثہ میں بقدر حصہ پہنچے گا اور دونوں برابر کے شریک ہوں گے۔ (بدائع)

اگر تین آدمیوں کا مشترک طور پر ایک آدمی کے اوپر قرض ہو۔ اس کے بعد انمیں سے دو قرض خواہ غیر حاضر و غائب ہو جائیں اور تیسرا قرض خواہ حاضر و موجود ہو اور وہ مقروض شخص سے اپنے حصہ کا طلبگار ہو تو مقروض کو مجبور کریں گے کہ وہ اس کے حصہ کے بقدر قرض ادا کرے۔ (صغریٰ)

اگر دو آدمی مشترک طور پر ایک اونٹ کے مالک ہوں، پھر دونوں میں سے ایک شریک گاؤں سے کوئی شے اپنے شریک کی اجازت سے لاد کر شہر لیجائے اور راستہ میں یہ اونٹ گر پڑے لہٰذا شریک اسے ذبح کر ڈالے تو دیکھیں گے کہ اگر اس اونٹ کے زندہ رہنے کی توقع تھی تو ضمان لازم ہوگا اور اگر اس کے زندہ رہنے کی توقع نہ تھی تو ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر اونٹ، ذکر کردہ شریک کے علاوہ کوئی اور شخص ذبح کروا دے تو خواہ اونٹ کے زندہ رہنے کی توقع ہو یا نہ ہو بہر صورت ذبح کرنے والے پر ضمان لازم آئے گا۔ اسی قول کو زیادہ درست قرار دیا گیا ہے۔ (محیط سرخسی)

اسی طریقہ سے اگر بکری یا گائے کا چرواہا بکری یا گائے کو ذبح کر ڈالے۔ لہٰذا اگر اس کی حیات کی توقع نہ ہو تو استحساناً ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر زندگی کی توقع ہو تو ضمان کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر چرواہے کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کرے تو بہر صورت ضمان لازم آئے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی مکان دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو، پھر ایک شریک کہیں چلا جائے اور غائب ہو جائے تو دوسرے شریک کو اس کے حصہ کے اندر بھی قیام کرنا جائز ہوگا۔ لہٰذا اسے پورے مکان میں قیام کرنا جائز ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر خادم یعنی غلام یا باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اس کے بعد دونوں میں سے ایک شخص غائب ہو جائے تو دوسرے شریک کو اپنے شریک کے حصہ کی بھی اس سے خدمت لینی جائز ہوگی۔ (خزانۃ المفتین)

اور اس پر شریک کے حصہ کے متعلق کسی اجرت کا وجوب نہ ہوگا خواہ مکان کے مسئلہ کے اندر یہ مکان کرایہ پر چلانے کی خاطر رکھا ہو۔ اگر دو آدمیوں کے درمیان اراضی مشترک

ہو، اور ایک غائب ہو جائے) تو فتویٰ دیئے گئے قول کے مطابق اسے پوری اراضی کے اندر زراعت، وکھیتی کا حق حاصل ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس زمین کے لئے زراعت وکھیتی نفع بخش ہو، اس کے بعد اس کا شریک آجائے تو اسے بھی (اگر خواہش ہو اور چاہے) اتنے عرصہ تک تنہا زراعت وکھیتی کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر زراعت زمین کے لئے نقصان دہ ہو یا زراعت نہ کرنا زمین کے لئے نفع بخش ہو تو اس صورت میں اس ایک شریک کو پوری زمین کے اندر زراعت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

مشترک جانور کی شکل میں بلا اجازت شریک اس کے اوپر سوار نہ ہوگا کیونکہ سواری کو نقصان پہونچنے کی نوعیت سواروں کے بدلنے کے سبب مختلف ہوتی ہے۔ البتہ سواری کے علاوہ اور کام مثلاً پانی دینے، ہل جوتنے وغیرہ کے لئے اجازت کے بغیر بھی استعمال کرنا درست ہوگا کیونکہ اس میں دو آدمیوں کے استعمال کے اندر کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔ عقد الغر میں یہی بات ذکر کی گئی ہے۔ اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو مشائخ فرماتے ہیں کہ باندی ایک دن ایک شریک اور دوسرے دن دوسرے شریک کی خدمت انجام دے گی۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا شریک اسے اپنے تصرف میں لائے گا اور وہ درخواست کرے کہ باندی کسی ثقہ و معتبر شخص کے پاس رکھ دیجائے تو اس کی یہ درخواست قابل قبول نہ ہوگی۔ (نہر الفائق)

اگر ایسا انگور کا باغ یا اراضی جس کی چہار دیواری ہو اور دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شریک غائب ہو جائے یا اراضی ایک نابالغ و یتیم بچہ اور ایک بالغ کے درمیان مشترک ہو تو وہ قاضی کے یہاں نالش کرے۔ اگر موجود شریک قاضی کے یہاں نالش نہ کرے اور غائب شریک کے زمین کے حصہ کے اندر بھی زراعت وکاشت کر لے تو اس کے لئے پیداوار کے حلال و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ رہا انگور کے باغ کا معاملہ تو موجود و حاضر شریک اس کی پرورش و نگہداشت کرے گا، پھر پھل تیار ہو جانے پر انہیں بیچ کر اس کی قیمت میں اپنا حصہ لیلے گا اور غائب کا حصۂ ثمن باقی رہنے دے گا۔ البتہ جب غائب شخص آئے گا تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ یہ قیمت لیلے اور شریک اپنے حصہ کی قیمت کا ضمان وصول کر لے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

فتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اناج یا دراہم دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شریک غائب ہو جائے اور حاضر و موجود شریک کو ضرورت پیش آئے اور وہ ضرورت کے باعث اپنے حصہ کو لیلے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو توقع ہے کہ اس کے اندر کوئی حرج نہ ہوگا۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ (فتاویٰ غیاثیہ)

اگر ناپ یا تول کر دیا جانے والی چیز ہو تو شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ دوسرے شریک

کی عدم موجودگی میں اپنے حصہ کو اس میں سے نکال لے اور اس نکالنے کیوجہ سے اسکے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ بشرطیکہ باقی ماندہ شے باقی بھی رہے اور اگر باقی ماندہ ضائع ہو جائے تو نقصان دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا اور اپنے اپنے حصہ کے بقدر نقصان دونوں برداشت کریں گے۔ (نہر الفائق)

کوئی مکان دو آدمیوں کے درمیان اس طریقہ سے قبضہ میں ہو کہ ہر ایک کا حصہ الگ کیا ہوا بانٹا ہوا ہو اور ان دونوں شریکوں میں سے ایک موجود اور دوسرا غیر موجود ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے شریک کے حصہ کے اندر قیام اختیار کرے اور نہ اسے یہ حق ہے کہ قاضی کے حکم کے بغیر اجرت (کرایہ) کے اوپر دے۔ البتہ اگر قاضی یہ دیکھتا ہو کہ اس شکل میں اس کے اندر کسی کا قیام نہ ہوگا تو یہ خراب و برباد ہو جائے گا تو اس صورت میں قاضی کو یہ حق ہے کہ اسے کرایہ و اجرت کے اوپر دیدے اور اس کا کرایہ غیر موجود مالک کے لئے رکھ لے۔ (خزانۃ المفتیین)

کوئی گھر دو بھائیوں اور انکی دو بہنوں میں مشترک ہو اور بھائیوں کی بیویاں اور بہنوں کے خاوند موجود ہوں تو بھائیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر بہنوں کے خاوند ان کی بیویوں کے ایسے قریبی رشتہ دار نہ ہوں جن کے ہمراہ انکی بیویوں کا نکاح حرام و ناجائز ہو (یعنی وہ ان کے محرم نہ ہوں) تو انہیں اندر آنے کی ممانعت کر دیں۔

اگر کوئی گھر دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو جس کے اندر دونوں شریکوں کا قیام ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے کو اس مکان کی چھت پر چڑھنے سے روک دے۔ کیوں کہ اس کا یہ تصرف ایسے شے کے اندر ہے جس میں تصرف کا اسے حق و اختیار ہے۔ (قنیہ)

کوئی ایسا کوچہ (وگلی) جس میں (لوگوں کی) آمد و رفت نہ ہو دس آدمیوں کے درمیان مشترک ہو۔ اور ان آدمیوں میں سے نو کا گھر اسی کوچہ میں ہو اور ایک کا گھر دوسرے کوچہ میں ہو جس کے راستہ کا تعلق اس کوچہ سے نہ ہو تو اس دسویں آدمی کو اپنے مکان کا دروازہ اس کوچہ کے اندر کھولنے کا حق نہ ہوگا۔ شیخ ابو جعفر فقیہ ابو اللیث اور شیخ ابو القاسم اسی قول کے اوپر فتویٰ دیتے ہیں اور اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی چکی گھر دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شخص اس کی عمارت میں میں کچھ لگائے تو وہ بلا معاوضہ محض احسان کرنے والا شمار نہ ہوگا اس کے برعکس اگر ایک ہی شریک مشترک غلام کو نفقہ عطا کرے یا انگور کا باغ مشترک ہو اور اس کے خراج کی

لے۔ یعنی دس آدمیوں کو اس کے استعمال کا حق ہو۔ سے بلکہ اس کے حصہ سے جتنا زائد خرچ ہوا ہو وہ شریک سے وصول کرے گا۔

ادائیگی ایک شریک کرے تو وہ بلا معاوضہ (محض) احسان کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ (سراجیہ)

کوئی گھر دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو جس میں سے ایک شخص غائب ہو اور دوسرا اسے کرایہ کے اوپر دیدے اور کرایہ کی وصولیابی کرے تو غائب شخص کے حاضر ہونے کے بعد اسے اختیار حاصل ہے اس شریک کے ساتھ ملکر اپنا حصہ تقسیم کرائے (قنیہ)

شیخ ابوالقاسمؒ فرماتے ہیں کہ ایک زمین جو چند لوگوں میں مشترک غیر تقسیم شدہ ہو۔ لہٰذا بعض اس زمین کے کچھ حصہ میں اپنے بیجوں کے ذریعہ کاشت کریں اور اسے ایسے پانی کے ذریعہ سینچیں جو ان تمام کے درمیان مشترک ہو اور چند برس اپنے شریکوں کی بلا اجازت شرکت کرے تو فرماتے ہیں کہ مہایات کے بعد اسے اپنے حصہ کے اندر اتنی مقدار ملی ہو اور اس سے پہلے یہ سارے شریک مہایات کریں تو اس کے اوپر کسی طرح کا ضمان لازم نہ ہوگا۔ اور مشترک (زمین وغیرہ) میں اسکے شرکا رکو شرکت کا حق نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

جس چیز کا وجوب راہن (رہن رکھنے والے) پر ہو اسے اگر مرتہن (جس کے پاس چیز رہن رکھی ہو) بلا اجازت راہن ادائیگی کردے تو وہ بلا معاوضہ احسان کرنے والا شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر مرتہن پر واجب شدہ کی راہن ادائیگی کردے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر دونوں میں سے ایک اس چیز کو جو دوسرے کے اوپر واجب ہو دوسرے کی اجازت کی بنا پر یا بحکم قاضی ادا کردے تو اسے جس کی طرف ادائیگی کی ہے اس سے وصول کرنے کا حق ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر رہن رکھنے والا غائب وغیرہ حاضر ہو اور مرتہن بحکم قاضی خرچ کرے تو اس صورت میں مرتہن راہن سے خرچ شدہ رقم (وغیرہ) وصول کرلے گا۔ اگر رہن رکھنے والا موجود ہو تو واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ لیکن فتویٰ اس کے اوپر ہے کہ اگر رہن رکھنے والا موجود ہو اور وہ خرچہ دینے سے منکر ہو، اس کے بعد مرتہن کو خرچ کا حکم کرے اور وہ خرچ کرے تو اس صورت میں راہن سے واپس لینے کا حق ہوگا۔ مسائل شرکت کو اسی کے اوپر قیاس کرلینا چاہیئے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

امام محمدؒ جامع کے اندر ذکر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے شخص کے ہزار دراہم کا مقروض ہو، وہ تیسرے اور چوتھے دو آدمیوں کو حکم دے کہ میری جانب سے قرض خواہ کو قرضہ کے سلسلہ میں ہزار دراہم کی ادائیگی کردو۔ پس دونوں آدمی اتنے دراہم کی ادائیگی کردیں اس کے بعد ایک شخص حکم دینے والے سے پانچ سو دراہم وصول کریں۔ لہٰذا اگر دونوں اسے مشترک مال سے ادا کریں تو دوسرے شخص کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وصول کرنے والے کے ساتھ شریک ہوکر حصہ تقسیم کرلے اگر دونوں نے مشترک مال سے ادائیگی نہ کی ہو اس طریقہ سے کہ ہر شخص ادائیگی کی خاطر اپنا ذاتی مال لایا ہو لیکن ادائیگی دونوں مل کر کریں تو ایسی شکل میں جو کچھ ایک نے وصول کیا ہو اس کے اندر دوسرے کو شریک کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (محیط)

اسی طریقہ سے اگر دونوں میں ایک نے ایک ہی صفقہ (نشستِ بیع) کے اندر اپنا غلام بیچا ہو اور دوسرے شخص نے اپنی باندی کسی کو بیچ دی ہو یا دونوں اجرت کے اوپر دیں تو اس شکل میں جو کچھ ایک نے وصولیابی کی ہو گی اس کے اندر دوسرے کو شریک ہونے کا حق نہ ہو گا۔ (کافی)

نیز جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر دو گواہ ایک شخص کے بارے میں شہادت دیں کہ وہ اپنے غلام کو دو ہزار دراہم کے بدلے مکاتب کرے اور یہ طے ہو کہ ایک برس میں مال کتابت کی ادائیگی کردے گا اور غلام کی قیمت ہزار دراہم ہو۔ اس کے بعد دونوں شاہد اپنی شہادت سے رجوع کرلیں تو آقا کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ دونوں گواہوں سے فوری طور پر ہزار دراہم قیمتِ غلام وصول کرلے اور خواہ مکاتب سے بدل کتابت لیلے یعنی ایک برس کے عرصہ میں دو ہزار دراہم اس سے وصول کرلے گا اس کے بعد اگر وہ شاہدوں سے ہزار دراہم فوری طور پر لیلے تو دو ہزار دراہم بدل کتابت آقا کا ہو گا۔ اس کے بعد اگر دونوں گواہ مکاتب سے دو ہزار دراہم کو وصول کرلیں تو ہزار دراہم ان کے لئے حلال ہوں گے اور باقی ہزار دراہم کا صدقہ کرنا لازم ہو گا۔ اور مکاتب حلقۂ غلامی سے آزاد شمار ہو گا اور ولاء (آزادی کے باعث ملنے والا ترکہ) آقا کا ہو گی۔ اسکے بعد اگر مکاتب ہزار دراہم کی ادائیگی دونوں گواہوں میں سے ایک گواہ کو کردے تو اسکے آزاد ہونے کا حکم نہ ہو گا اور جو کچھ ایک گواہ نے وصول کیا ہو اس کے اندر دوسرے گواہ کو شرکت کرنے کا حق حاصل نہ ہو گا چاہے گواہوں نے جو قیمت (دراہم وغیرہ) غلام کے آقا کو ادا کی ہو اس کی ادائیگی اپنے مشترک مال سے کی ہو یا غیر مشترک سے کی ہو۔ اسی طرح بیع (معاملۂ خرید و فروخت) کا حکم ہو گا۔ لہٰذا اگر دو گواہ زید کے متعلق گواہی دیں کہ وہ بکر کے ہاتھ غلام اس وعدہ پر بیچ چکا ہے کہ بکر سال بھر میں دو ہزار دراہم ادا کرے گا در آنحالیکہ قیمتِ غلام ہزار دراہم ہو اور اسی کا مدعی ہو اور زید انکار کرتا ہو۔ لہٰذا شاہدوں کی شہادت پر حکم کردیا جائے اس کے بعد شاہد اپنی شہادت سے رجوع کرلیں تو آقا یعنی زید کو یہ حق حاصل ہو گا کہ خواہ خریدنے والے سے سال بھر کے عرصہ میں بطور ثمن دو ہزار دراہم لیلے اور خواہ فوری طور پر قیمتِ غلام ہزار دراہم لیلے۔ لہٰذا اگر زید گواہوں سے ضمان ہی لینا اختیار کرے تو گواہوں کی گواہی ثمن ۔۔ سے متعلق ہو گی لہٰذا دو ہزار دراہم میں سے ان کے لئے ہزار دراہم حلال و جائز ہوں گے اور باقی ہزار دراہم کا صدقہ کرنا لازم ہو گا۔ لہٰذا اگر ان میں سے ایک شاہد خریدنے والے سے کچھ وصول کرلے تو دوسرے کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ اس کے اندر شریک ہو جائے۔ (محیط)

اگر ذکر کیا گیا مکاتب بدل کتابت ادا نہ کرسکے اور معاملہ کتابت فسخ ہو جائے یا بیع فسخ ہو جائے تو اس صورت میں جو کچھ غلام کا آقا شاہدوں سے ضمان کے طور پر وصول کرے وہ انہیں لوٹا دے گا اور جو کچھ انہیں مکاتب سے وصول ہو اس کا آقا اسے لوٹا دیگا

لے وہ مقررہ مال کہ جس کی ادائیگی کے بعد غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔

یا خریدنے والا ان سے جو قیمت وصول کرے واپس لینے کا حکم ہوگا۔ (کافی)

ایک باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو جسے کوئی غصب کرنے والا چھین کر زید کے ہاتھ بیچ دے اور زید اسے ام ولد بنائے یعنی اس کے نطفہ سے بچہ پیدا ہو اسکے بعد نالش ہونے کی صورت میں قاضی دونوں مالکوں کے لئے باندی اور اس کے تاوان و بچہ کی قیمت کا دونوں کو بیک وقت حکم دیدے تو دونوں مالکوں میں سے ایک مالک جو کچھ وصولیابی کرے اس کے اندر دوسرے کو شرکت کر لینے کا حق ہوگا۔ اگر دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ حکم کرے تو تاوان اور باندی دونوں میں ایک دوسرا شریک ہو سکتا ہے البتہ بچہ کی قیمت میں شرکت درست نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک بچہ کی قیمت میں سے اپنے حصہ کو وصول کر لے تو دوسرے کو اس وصول کردہ میں شرکت و تقسیم کا حق نہ ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک بائع یعنی غصب کرنے والے سے تاوان لے اور دوسرا خریدنے والے سے ضمان لینا پسند کرے تو ایک کے وصول کردہ کے اندر دوسرے کو شرکت کرنی درست نہ ہوگی۔ اگر ایک کے لئے بچہ کی آدھی قیمت کا حکم دیا جائے۔ اس کے بعد یہ بچہ موت کی آغوش میں سو جائے پھر دوسرا شریک حاضر ہو جائے تو اسے کوئی حق نہ ہوگا۔ اگر خریدنے والے کے پاس باندی موت کی آغوش میں سو جائے تو آقا کو حق ہوگا کہ خواہ بیچنے والے سے بطور تاوان باندی کی قیمت لیلے اور خواہ خریدنے والے سے وصول کر لے۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں میں کوئی کسی شخص سے ایک مکان خریدے اور اس کے اندر کچھ اور تعمیر کرائے، اس کے بعد کوئی شخص یہ مکان اپنا حق ثابت کر کے لیلے۔ اس کے بعد یہ حکم دیا جائے کہ بیچنے والا ذکر کردہ عمارت کی قیمت ادا کرے تو ایک کے وصول کردہ کے اندر دوسرے کو شرکت کرنی درست ہوگی۔ اگر دونوں میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ قیمت کا حکم کیا جائے تو اس صورت میں ایک کو دوسرے کے ساتھ (قیمت میں) شرکت کا اعتبار نہ ہوگا (محیط سرخسی)

امام محمدؒ جامع کے اندر فرماتے ہیں کہ دو آدمی کسی شخص کا ہزار دراہم کی قیمت والا غلام غصب کر لیں پھر یہ غلام دوسرے غاصب کے پاس موت کی آغوش میں سو جائے اس کے بعد اس غلام کا آقا حاضر ہو جائے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ پہلے دونوں غصب کرنے والوں سے ہزار دراہم یعنی قیمت غلام بطور تاوان لیلے اور خواہ دوسرے غصب کرنے والے سے تاوان کے طور پر ہزار دراہم لیلے۔ اگر آقا پہلے دونوں غصب کرنے والوں سے تاوان لے تو یہ دونوں غصب کرنے والے دوسرے غصب کرنے اور چھیننے والے سے دو ہزار دراہم وصول کر لیں گے۔ البتہ ان میں سے محض ہزار دراہم ان کے لئے حلال و جائز ہوں گے اور باقی ہزار دراہم کا صدقہ انکے اوپر واجب ہوگا۔ اگر پہلے غصب کرنے والوں میں سے ایک دوسرے غصب کرنے والے سے ہزار دراہم وصول کر لے تو اس صورت

میں دوسرے کو اس وصول کردہ کے اندر شرکت کا حق ہوگا۔ نیز جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ دو آدمی ایک شخص سے ایک غلام چھین لیں، اس کے بعد اسے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے، پھر خریدنے والے کے پاس یہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو آقا کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں غصب کرنے والوں سے اس کا ضمان وصول کرے اور خواہ خریدنے والے سے تاوان لیلے۔ اس کے بعد اگر دونوں غصب کرنے والوں سے ضمان وصول کرے تو انکی بیع پوری ہو جائے گی اور خریدار سے ملی ہوئی قیمت ان غاصبوں کی قرار دیجائے گی۔ اس کے بعد اگر ان دونوں میں سے ایک خریدار سے ایک خریدار سے کچھ وصول کرے تو دوسرے شریک کو اس کے اندر شریک ہوجانیکا حق حاصل ہوگا۔ اگر آقا دونوں غصب کرنے والوں میں سے ایک کو پائے اور اس سے آدھی قیمت بطور تاوان لیلے تو اس چھیننے والے کے حصہ کی بیع مکمل ہو جانے کا حکم ہو گا۔ اور اس کے لئے آدھی قیمت کا وجوب ہو گا، اس کے بعد اگر یہ غاصب جس نے بطور تاوان آدھی قیمت کی ادائیگی کی ہو خریدار سے کچھ ثمن کی (ابھی) وصولیابی نہ کرے حتیٰ کہ آقا و مالک دوسرے غصب کرنے والے سے بھی آدھی قیمت بطور تاوان لیلے اور اس کے حصہ کی بیع بھی پوری و نافذ ہو جائے، پھر دونوں غصب کرنے والوں میں سے ایک خریدنے والے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے تو دوسرے کو یہ حق ہوگا کہ اس کے اندر شرکت کرلے۔ اگر وہ غصب کرنے والا جس سے غلام کے آقا نے پہلے ہی آدھی قیمت بطور تاوان لیلی ہو خریدار سے اپنے حصہ کا ثمن (قیمت) وصول کرلے اس کے بعد غلام کا آقا دوسرے غصب کرنے والے سے بھی بطور تاوان آدھی قیمت لیلے اور اس کے حصہ کی بیع بھی پوری و نافذ ہو جائے، اس کے بعد دوسرا یہ چاہے کہ پہلے کے وصول کردہ کے اندر شرکت کرلے تو اسے اس کے اندر شرکت کا حق نہ ہوگا۔ پھر دوسرے کو پہلے شخص کے قبضہ کردہ میں شریک ہونے کا حق حاصل نہیں ہوا تو دوسرے کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ خریدار کو پکڑ کر اس سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے۔ اسکے بعد جب دونوں ذکر کردہ طریقہ پر اپنے اپنے حصہ کی قیمت خریدار سے وصول کریں پھر اول کا وصول کردہ ستوق یا رصاص قرار پائے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ اپنے حصہ کی خاطر خریدار کو پکڑے اور خواہ دوسرے کے وصول کردہ کے اندر شریک ہو جائے اس کے بعد باقی کے لئے دونوں ذکر کردہ خریدار سے مواخذہ کریں گے اور وصول کریں گے۔ اگر پہلے کے وصول کردہ کو زیوف یا نبہرہ پائے اور وہ خریدار کو لوٹا دے تو اسے دوسرے کے وصول کردہ کے اندر شرکت کرنے کا حق نہ ہوگا بلکہ وہ خریدنے والے سے لے گا۔ اگر دوسرا وصول کرنے والا شریک دراہم رصاص یا زیوف یا ستوقہ

؎ رانگ کے یعنی کھوٹے دراہم۔ ؎۲ کھوٹے اور غیر رائج دراہم کی ایک قسم۔ ؎۳ کھوٹے سکے

ہونے کے باعث خریدنے والے کو لوٹا دے تو اسے پہلے کے قبضہ کردہ کے اندر شرکت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر مکاتب کسی شخص کو غلطی سے موت کے گھاٹ اتار دے اور قتل کیے گئے شخص کے دو ولی ہوں اور وہ یہ مقدمہ قاضی کے مع شاہد پیش کریں اور قاضی قتل کرنے والے پر مکاتب کے کل خون کا تاوان[1] یعنی قیمت کے بارے میں حکم کرے کہ دونوں ولی قاتل کی جو قیمت ہو لیلیں تو اس صورت میں جو ولی غائب ہو وہ حاضر ولی کے قبضہ کے اندر شریک ہوگا۔ اگر قاضی موجود و حاضر ولی کے لئے آدھی قیمت کا حکم کرے اور وہ قتل کرنے والے سے آدھی قیمت وصول کر لے تو اس وصول کردہ کے اندر دوسرا شریک نہیں ہوگا۔ چاہے قاضی دونوں کے لئے بیک وقت حکم کیا ہو یا الگ الگ (محیط سرخسی)

اگر قاتل مدبر[2] غلام ہو تو دونوں ولی غلام کی وصول کردہ قیمت کے اندر ایک دوسرے کے شریک قرار دیئے جائیں گے۔ چاہے قصاص کا حکم دونوں کے لئے بیک وقت ہو یا یکے بعد دیگرے۔ اگر قاتل غلام ہو اور قتل کئے گئے شخص کے دو ولی ہوں اور غلام کا آقا ایک کو آدھا غلام دینا اختیار کر لے یا دونوں ولیوں میں سے ایک ولی اس قیمت کے حصہ کو غلام کے ذریعہ میں دے تو اسی کو دوسرے کے حق میں بھی اختیار کر لینا قرار دیں گے اور دونوں اس ایک کے قبضہ کردہ کے اندر شریک قرار دیئے جائیں گے۔ اگر وہ دو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ لہٰذا آقا آدھا غلام ایک کے ولی کو دیدے یا اس کے نصف کا فدیہ دیدے تو دوسرا اس کے اندر شریک نہیں ہوگا۔ اگر وہ عمداً ایک آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دے اور قتل کئے گئے شخص کے دو ولی ہوں۔ لہٰذا آقا ان دونوں میں سے ایک کے ہمراہ ہزار دراہم کے اوپر صلح کر لے تو اس کے اندر دوسرے کے شریک نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ کیونکہ اصل کے اعتبار سے دونوں کا حق قصاص (معاوضہ قتل) ہے۔ اور قصاص کے ہزار دراہم صلح کے باعث حوالہ کر دیئے گئے۔ اس مسئلہ کے اندر (فقہاء کا) اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ اگر دونوں ولی قاتل کے آقا سے صلح کرنے پر متفق ہوں تو قبضہ کردہ صلح کے ہزار دراہم کے اندر دونوں کی شرکت درست ہوگی۔ (کافی)

کوئی غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور اسے دونوں میں سے ایک شریک دوسرے سے چھین لے اور پھر کسی خریدار کو بعوض ہزار دراہم بیچ ڈالے تو اس کا اپنا جسقدر حصہ بیٹھتا ہو اس کی بیع جائز و درست ہوگی۔ اور اگر ابھی تک اس نے ثمن کی وصولیابی نہ کی ہو حتی کہ دوسرا شریک اسکی بیع کی اجازت عطا کر دے تو فروخت کرنے والے کے لئے خریدار سے پوری قیمت کی وصولیابی جائز ہوگی۔ اس کے بعد اگر خریدار تھوڑی قیمت وصول کرلے تو اسے دونوں کے درمیان مشترک قرار دیں گے یہاں تک کہ اگر ضائع ہو جائے تو دونوں کے

---

[1] خون بہا۔ [2] یعنی ایسا غلام جسے آقا نے یہ کہدیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے۔

مال کے ضائع ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مشترک قرضہ میں سے اپنے حصہ کی وصولیابی کرے تو اس کے لئے درست ہو گا کہ اپنے حصہ کے اوپر قبضہ کر لے۔ یہاں تک کہ اگر دوسرے کو اس کے اندر شریک کرنے سے قبل وہ قبضہ کرنے والے کے پاس سے ضائع ہو جائے تو یہ قبضہ کرنے والا کا مال ضائع ہو گا۔ (محیط منقول عن المنتقی) اگر ایک غلام زید اور عمرو کا مشترک ہو اور خالد ان دونوں میں سے ایک کے حصہ کو چھین لے اور دوسرا اور خالد یہ حصہ ایک ہی صفقہ میں بیچ دیں اس کے بعد زید اجازت بیع عطا کر دے تو دونوں میں سے ایک کے وصول کردہ کے اندر دوسرے کی شرکت درست ہو گی۔ اگر عمرو اپنا حصہ وصول کر چکا ہو اس کے بعد زید اجازت عطا کر دے تو اس صورت میں اسے عمرو کے قبضہ کردہ کے اندر شرکت کا حق حاصل نہ ہو گا۔ (کافی)

اسی طریقہ سے اگر دو آدمی ایک غلام کو اس شرط کے ساتھ بیچیں کہ دونوں کو تین دن تک (واپسی) کا اختیار حاصل رہے گا۔ اس کے بعد دونوں میں سے ایک اجازت بیع عطا کر دے، اس کے بعد دوسرا شخص اجازت عطا کرے، پھر دونوں میں سے ایک ثمن کے کچھ حصہ کی وصولیابی کرے تو دوسرے کو اس کے اندر اس کا شریک قرار دیں گے اور اگر پہلے اجازت عطا کرنے والا اپنے حصہ کو وصول کر لے اس کے بعد دوسرا شخص اجازت بیع عطا کرے تو اسے اس کے قبضہ کردہ کے اندر شرکت کا حق حاصل نہ ہو گا۔ نوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے شیخ ابوالقاسمؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص دوسرے کو اس شرط کے ساتھ کام کرنے کی خاطر مال عطا کرے کہ حاصل شدہ دونوں میں برابر ہو گا اور کہے کہ میں اس پر رضامند نہیں کہ تو میرے علاوہ کسی اور کی شرکت میں کام کرے۔ اگر تو میرے علاوہ کسی اور کی شرکت میں کام کرے گا تو اس کے اندر میں بھی حصہ دار ہوں گا۔ اور اس بات پر راضی ہو جائیں، اس کے بعد جسے مال دیا گیا ہو وہ کسی اور شخص کو مضاربت[1] پر دیدے اور مضارب (جس کے ساتھ مضاربت کیگئی ہو) نفع کمائے تو شیخ فرماتے ہیں کہ اولاً مال دینے والا اسے اپنے مال کے نفع کے علاوہ دوسرے مال کے ذریعہ جو کہ دوسرے اپنے مضارب کو دیا ہو کوئی نفع نہیں لے گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر ورثاء میں سے ایک شخص مشترک ترکہ کے اندر تصرف کرے اور نفع کمائے تو سارا نفع تصرف کرنے والے کا ہی قرار دیا جائے گا۔ (فتاوی غیاثیہ)

اگر دو شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک شریک کسی شخص کو ہزار دراہم کے بدلہ ایک غلام کی خریداری کا وکیل بنائے اور اسے ثمن نہ دے، اس کے بعد دونوں معاملۂ وعقد مفاوضت توڑ دیں اور ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے آدمی کے ساتھ شرکت مفاوضہ کر لے، اس کے بعد ذکر کردہ وکیل ایک غلام خریدے در آنحالیکہ

---

[1] ایک شخص کا مال اور دوسرے کی محنت۔ اسے معاملۂ مضاربت کہتے ہیں۔

ذکر کردہ وکیل دونوں کی شرکت مفاوضہ سے آگاہ ہو یا اسے واقفیت نہ ہو تو یہ خریداری خاص طور پر اس کو وکیل بنانے والے کے لئے ہوگی اور پہلا شریک اس میں سے کسی قسم کا حقدار نہ ہوگا۔ کیونکہ پہلے شریک کی توکیل اس وکیل کے اوپر شرکت مفاوضہ کے طریقہ پر ضمناً ثابت ہوگئی تھی۔ لہٰذا اس ضمنی مفاوضت کے باطل وکالعدم ہونے کی صورت میں اس سے ضمناً ثابت ہونے والی (وکیل بنانا) اسکے بھی واقفیت کی شرط کے بغیر باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ یہ حکماً عزل اور عہدہ سے ہٹا دینا ہے۔ وکیل بنانے والے کا موجودہ شریک یعنی دوسرا شرکت مفاوضہ کرنے والا اسے بھی اس میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ ذکر کردہ وکیل کیلئے خرید کردہ شے یعنی غلام کے اندر جو ملکیت ثابت ہوئی وہ شرکتِ مفاوضہ کے قبل کے ایک سبب یعنی توکیل کے باعث ثابت ہوئی ہے۔ لہٰذا اس توکیل کے نہ ہونے کی صورت میں ذکر کردہ وکیل بنانے والے کی ملکیت کا ثبوت بھی اس غلام میں نہ ہوتا۔ یہ اصول ہے کہ دونوں شریک ہونے والوں میں سے جب ایک شریک کیلئے کسی شے کے اندر ملکیت اس طرح کے سبب کے باعث ہو جو کہ شرکت سے قبل واقع ہو چکا ہو تو دوسرے شریک کو اس کے اندر شرکت کا حق نہ ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی غلام بیچنے والے کے لئے شرطِ خیار[1] کے ساتھ خریدے۔ اس کے بعد خریدنے والا کسی شخص سے شرکت مفاوضہ کر لے اس کے بعد فروخت کرنے والا۔۔۔۔ خیار کو ساقط وختم کر دے تو اس صورت میں شریک کے لئے اس غلام کے اندر شرکت کا ثبوت نہیں ہوگا۔ البتہ وکیل کو یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ مال (ومتاع) کے ثمن کے لئے اپنے وکیل بنانے والے کی جانب رجوع کرے اور خواہ اس کے شریک کی جانب رجوع کرے۔ اس کے بعد شریک اس کے ذکر کئے گئے وکیل بنانے والے (موکل) سے وصول کرے گا۔ (کافی)

اس مسئلہ کے اندر اگر وکیل بنانے والا وکیل کو ایک من گندم دے کر کہے کہ اس کے بدلہ میرے لئے ایک غلام خریدے اور مسئلہ کی صورت اوپر ذکر کردہ رہے، اس کے بعد وکیل اس ایک من گندم کے بدلہ خریدے تو قیاس کی رو سے ذکر کردہ وکیل خلاف کرنے والا اور استحساناً خلاف نہ کرنے والا شمار ہوگا اس کے بعد اگر وکیل نے دونوں کے شرکتِ مفاوضہ توڑنے سے واقفیت کے باوجود خریدا ہو تو وہ اور شریک اول حکم کے اعتبار سے برابر ہوں گے۔ اور اگر واقف نہیں تھا تو ذکر کیا گیا غلام وکیل بنانے والے اور موکل پہلے شریک میں مشترک قرار دیا جائیگا۔ (محیط سرخسی)

نوازل کے اندر ہے شیخ ابوالقاسمؒ سے پوچھا گیا کہ دو آدمی آپس میں شرکت کریں لہٰذا ایک کام کرے اور دوسرا شخص غائب وغیر حاضر ہو جائے، اس کے بعد وہ آ جائے تو حاضر شخص اسے اس کا حصہ حوالہ کر دے۔ پھر اگر وہ شخص جو پہلے حاضر تھا غائب ہو جائے۔ اور غائب شخص جو اب حاضر ہوگیا کام کرے اور نفع کمائے اور غائب ہو جانے والے کو نفع کے اندر سے اس کا حصہ عطا کرنے سے منکر ہو تو اس صورت میں شیخ فرماتے ہیں کہ اگر دونوں آدمیوں نے شرکت صحیح طریقہ پر کی ہو اور یہ

---

[1] یعنی مثلاً تین دن کے اندر بشرط ناپسندیدگی لوٹانے کا اختیار ہوگا۔

بھی شرط کریں کہ باہم دونوں ملکر یا الگ الگ کام کریں گے اور دونوں کی اکٹھی تجارت یا علیحدہ تجارت سے جو نفع ہوگا وہ شرط کے مطابق دونوں کے درمیان مشترک ہوگا۔ نیز ابو القاسمؒ سے پوچھا گیا کہ دو آدمی آپس میں اس شرط کے اوپر شرکت کرلیں کہ دونوں خریدیں گے اور بیچیں گے اور نفع دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا درآنحالیکہ دونوں کے پاس تجارت کے علاوہ دراہم موجود ہوں۔ اس کے بعد ایک شریک دوسرے سے کہے کہ ہم شرکت توڑ دیں گے اور مال بانٹ لیں گے کیونکہ اس کے اندر مجھ کو کوئی نفع نظر نہیں آتا پھر وہ مال ومتاع بانٹ لے اس کے بعد دونوں میں سے ایک شخص اپنے پورے حصہ کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور کچھ دراہم وصول کر کے دوسرا کام شروع کردے اور دونوں آپس میں یہ نہ کہیں کہ ہمارے درمیان علیحدگی ہوگئی تو شیخؒ فرماتے ہیں کہ پہلے جملہ شرکت توڑ دیں گے سے مقصود پچھلی بیع کے اندر شرکت کا قطع وختم کرنا ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

دو آدمی کپڑے کے سوت کے اندر اس طرح شرکت کریں کہ ایک کا تانا ہو اور دوسرے شخص کا بانا ہو۔ لہٰذا دونوں کپڑا بنیں تو تانے اور بانے کے اعتبار سے یہ کپڑا دونوں کے درمیان مشترک ہونیکا حکم ہوگا۔ (محیط)

شیخ خجندیؒ فرماتے ہیں کہ والد اور وصیت کرنے والے کے لئے جائز ہے نابالغ بچہ کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا لے[1] اگر نابالغ بچہ کا مال اس کے مال سے زیادہ ہو اور نفع کے اندر برابری وغیرہ کی شرط کی ہو۔ لہٰذا اس بات کے گواہ بنا لئے گئے ہوں تو نفع دونوں کے درمیان شرط کے مطابق تقسیم ہوگا اور گواہ نہ بنانے کی صورت میں شرط کردہ نفع لینا والد یا وصی کے لئے عنداللہ حلال و جائز ہوگا مگر قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی بلکہ نفع کی مقدار مال کے اعتبار سے تقسیم ہوگی۔ (سراج الوہاج)

منتقی کے اندر امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر مشترک مال وغیرہ میں سے شرکت مفاوضہ کرنے والا کسی کو مال یا نقد ہبہ کرے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے اور اس کے شریک کو ہبہ کئے گئے شخص سے ہبہ کردہ آدھا مال واپس لینے کا حق ہوگا۔ اس کے واپس لینے کے بعد وہ مال دونوں شریکوں میں آدھا آدھا بانٹا جائے گا اور پھر باقی ماندہ مال کے ہبہ کے بھی ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا اور وہ باقی ماندہ بھی دونوں کے پاس آدھا آدھا لوٹ آئے گا۔ نیز منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر دو شرکتِ عنان کرنے والوں میں سے ایک شریک کے خرید و فروخت کرنے کا معمول ہو اور وہی شریک کچھ قرض کرلے اسکے بعد دوسرا شریک شرکت توڑ کر آدھا مال ومتاع وصول کرنا چاہے اور کہے کہ جس وقت تجھ سے قرض طلب کیا جائے اس وقت تو مجھ سے (بقدر حصہ قرض) واپس لے لینا تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص انگور کے باغ کے پھل خرید لے، اس کے بعد دوسرے شخص سے کہے کہ میں تجھ کو اس کے اندر تہائی میں شریک کرتا ہوں، لہٰذا اگر پھلوں کے بارے میں واقفیت اور صحیح علم سے قبل ایسا کرے تو اسے فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (قنیہ)

---

[1] ۔ اور اس کے اور اپنے مخلوط مال سے تجارت کرے اور نفع مال کے لحاظ سے الگ نکالا جائے۔

اگر زید عمرو سے کہے کہ تو مجھ کو بغرضِ تجارت ہزار دراہم بطور قرض دیدے اور تجارت سے حاصل شدہ نفع میرے اور تیرے درمیان مشترک قرار دیا جائے گا لہٰذا عمرو اسے ہزار دراہم بطور قرض دیدے اور زید اس کے ذریعہ تجارت کر کے نفع کمائے تو اس صورت میں سارا نفع زید کا ہی قرار دیا جائے گا اور عمرو کی اس کے اندر کسی طرح کی شرکت نہ ہوگی۔ (ذخیرہ)

شیخ علی ابن احمد سے پوچھا گیا کہ زید عمرو سے سو دینار بطور قرض لیلے، اس کے بعد قابض ہو کر عمرو کو ہی (ادیدے)، اس کے بعد عمرو مزید سو دینار نکالے اور دونوں کو مخلوط کر کے پھر زید سے کہے کہ یہ مال لیجاؤ اور اس سے شرکت کی شرط کے اوپر تجارت کرو۔ لہٰذا زید اسی طریقہ سے کر کے نفع اٹھائے تو شیخ فرماتے ہیں کہ یہ طریقہ ناقص اور باہمی معاملہ میں خلل ڈالنے والا ہے، شرکت کے صحیح ہونے کیلئے زید (اور کسی اور) شرط کا ہونا لازم ہے۔ نیز شیخ سے پوچھا گیا کہ زید عمرو کے پاس امانتاً گندم رکھے اور کہے کہ یہ گندم تم اپنے گندم میں ملا دو اور پھر انہیں کھتہ میں محفوظ کر دو۔ لہٰذا عمرو اسی طرح کرے اور دفن کر دے۔ اس کے بعد اس میں سے دو تہائی گندم کی چوری ہو جائے، اس کے بعد زید آئے اور عمرو اسے باقی ماندہ گندم دیدے۔ پھر عمرو دعویٰ کرے کہ اس گندم میں مجھ کو میرا حصہ دیدے تو شیخ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ دعویٰ کرنا درست ہوگا کیونکہ جب حکم زید کے باعث وہ مخلوط کر دے، اس کے بعد وہ گندم چرا لئے گئے ہوں تو چوری شدہ گندم کی چوری دونوں کے مشترک گندم اور حصوں سے شمار ہوگی۔ (تاتارخانیہ)

اگر دو آدمیوں میں۔ ایک من گندم اور ایک من جو مشترک ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے شخص کو انہیں بیچنے کی اجازت عطا نہ کرے، اس کے بعد دونوں میں سے ایک شخص ایک جانور عاریتاً (کچھ روز کیلئے مانگا ہوا) لے تاکہ اس کے اوپر گندم لادے جائیں، اس کے بعد بلا اس کے حکم کے دوسرا شخص اس جانور پر جو لادے تو اس لادنے والے پر اس جانور اور اپنے شریک کے جسقدر جو ہوں ان کا ضمان لازم آئے گا۔ اس کی صورت ایسی نہیں ہے جیسی کہ شرکتِ عنان کے شریک اور شرکت مفاوضہ کے شریک کی ذکر کی گئی ہے۔ (مبسوط)

فتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ شیخ ابوبکرؒ سے پوچھا گیا کہ دونوں شریکوں میں سے ایک شریک دیوانہ ہو جائے اور دوسرا شخص اس مال کے ذریعہ تجارت کر کے نفع اٹھائے یا اسے نقصان ہو تو فرماتے ہیں کہ شرکت دونوں کے درمیان بدستور باقی رہے گی حتیٰ کہ پاگل پن کا مطبق (مسلسل بلا توقف) ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے۔ اس کے بعد جب پاگل پن کا مطبق ہونا ثابت ہو جائے تو دونوں کی شرکت کے ختم ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ پھر جب وہ مال کے ذریعہ کام لے تو یہ پورا نفع و نقصان کام کرنے والے سے متعلق اور اسی کے لئے ہوگا۔ اس کا حکم پاگل کے مال کے غصب کرنے اور چھین لینے کا سا ہے لہٰذا ذکر کردہ شریک کے لئے مال میں سے اپنے حصہ کا نفع حلال و جائز ہوگا اور پاگل کے حصہ کا نفع اس دوسرے کے لئے حلال و جائز نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ مال (نفع) صدقہ کر دینا چاہیئے۔ (محیط)

شریک کا مال جو دوسرے کے قبضہ میں ہو اس مال میں اسکا قبضہ امانتاً شمار ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ دعویٰ کرے کہ میں شریک کو دے چکا ہوں اور شریک انکار کرے تو حلف لیا جائے گا۔ اور مال والے اور مضارب کا حکم بھی یہی ہوگا۔ (بزازیہ)

اگر قبضہ کرنیوالا شریک اپنے شریک کے موت کی آغوش میں سوجانے کے بعد دعویٰ کرے کہ میں اسکو دیچکا تھا تو بحر الرائق میں میں فرماتے ہیں کہ دلوالجیہ کی کتاب الوکالت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسکے اندر بھی یہی حکم ہوگا اور فرماتے ہیں کہ دو صورتوں سے خالی نہیں (۱) شریک نے دوسرے شریک کو ادھار بیچنے کی ممانعت کردی ہو لیکن شریک نے ادھار بیچا ہو تو اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ فروخت کرنیوالے کے حصہ کی بیع کا نفاذ ہوگا۔ اور شریک کے حصہ کی بیع موقوف رہیگی۔ لہٰذا اگر شریک بھی اجازت عطا کردے تو نفع دونوں کے درمیان بانٹا جائیگا۔ (۲) شریک نے دوسرے شریک کو اسکی ممانعت کردی ہو کہ وہ مال باہر لیجائے مگر ممانعت کے باوجود وہ لیجائے اور نفع کما کر لائے تو میں نے اسکا جواب دیا کہ وہ شریک کے حصہ کو باہر نکالنے کے سبب غصب کرنے اور چھیننے والا شمار ہوگا لہٰذا ذکر کردہ نفع شرط کے مطابق دونوں کے درمیان مشترک ہونا چاہیے۔ اسکا مقتضیٰ و مقصود شرکت کا فاسد ہونا ہے اور اسے بھی شریک کے قبضہ کو قبضۂ امانت قرار دینے پر (باعتبار حکم) قیاس کیا ہے۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ) شیخ سے پوچھا گیا کہ وہ اپنے شریک یا مضارب اسکے فروخت کردہ اور صرف کردہ کا حساب طلب کرے اور وہ کہے مجھے خبر نہیں۔ لہٰذا کیا ذکر کردہ حساب اسکے اوپر واجب کیا جائیگا تو فرماتے ہیں کہ نفع و نقصان کی مقدار کے اندر بحلف شریک یا مضارب کا قول قابل قبول قرار دیا جائیگا اور اسکے اوپر تفصیل بیان کرنی واجب ہوگی۔ تلف ہونے اور شریک کو لوٹانے کے اندر بھی اسی کا قول (بحلف) قابل قبول ہوگا۔ (نہر الفائق)

اگر شریک کہے کہ میں نے بطور نفع دس (دراہم) کمائے اسکے بعد کہے کہ نہیں، بلکہ بطور نفع تین کمائے تو دوسرے شریک کو اس صورت میں یہ حق ہوگا کہ اس دس (دینار یا درہم) بطور نفع نہ کمانے کا حلف لے۔ (قنیہ) ناطفیؒ بیان کرتے ہیں کہ ساری امانتیں اور ثار و غیرہ ناواقف رکھتے ہوئے بلا بیان چھوڑ کر موت کی آغوش میں سوجانے کی شکل میں وہ امانتیں مضمونات سے بدل جاتی ہیں (یعنی انکا ضمان لازم آتا ہے) البتہ تین صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں (۱) مسجد کا متولی اگر کرایہ محصول وغیرہ جو مسجد کیلئے ہو وصول کرے اور پھر کچھ بیان کئے بغیر موت کی آغوش میں سوجائے تو ضمان لازم نہ ہوگا (۲) اگر بادشاہ جہاد کی خاطر نکلے اور اہل لشکر مال غنیمت حاصل کریں اور بادشاہ کچھ مال غنیمت بعض اہل لشکر کے پاس امانتاً رکھے پھر بادشاہ موت سے ہمکنار ہوجائے اور یہ نہ بیان کرسکا ہو کہ اس نے امانت کس کے پاس رکھی تھی تو اس صورت میں ضمان لازم نہ ہوگا (۳) قاضی اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی خاطر اسکا مال کسی کے پاس امانتاً رکھے پھر قاضی یہ بیان کئے بغیر کہ اس نے وہ مال کس کے پاس امانتاً رکھا تھا موت کی آغوش میں سوجائے تو قاضی کے اوپر اسکا ضمان لازم نہ ہوگا اگر دو شرکت مفاوضہ کرنیوالوں میں سے ایک کے پاس شرکت کا مال ہو اور وہ موت کی آغوش میں سوجائے درانحالیکہ جو کچھ اسکے پاس ہو اسکے متعلق کچھ بیان نہ کرے تو بعض فقہاء کے نزدیک اسکے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اصل کی کتاب الشرکت کا حوالہ دیا گیا ہے درانحالیکہ یہ بات صحیح نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ اس پر اپنے حصہ کا ضمان لازم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں فی الوقف) اسی سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ فتح القدیر اور دوسرے فتاویٰ کے اندر اس مسئلہ میں جو بیان کیا گیا ہے وہ ضعیف ہے۔ درست قول اگر شریک کا انتقال اسی واقف نہ کراتے اور نہ بتلانے کی حالت میں ہوگیا تو چاہے شرکت مفاوضہ ہو یا شرکت عنان اس پر ضمان لازم ہوگا۔ (بحر الرائق)

اگر شریک کا انتقال ہوجائے اور شرکت کا مال لوگوں کے اوپر قرض ہو اور وہ اسے ذکر نہ کرے بلکہ اسی لاعلمی کی حالت میں اسکا انتقال ہوجائے تو واقف نہ کرانے کے باعث اسکے اوپر ضمان لازم ہوگا جس طرح کہ اصل مال کو مجہول اور لوگوں کے علم میں لائے بغیر چھوڑ کر انتقال کر جانے سے ضمان کا وجوب ہوتا ہے۔ (قنیہ) اگر شرکت مفاوضہ کرنیوالا کوئی شخص کوئی اصل مال ہزار دراہم کے بدلہ خریدے اور ابھی قبضہ نہیں کرنے پایا کہ مذکور فروخت کرنیوالا خریدار کے دوسرے شریک سے ملے اور وہ (بھی) فروخت کرنیوالے سے وہی مال ہزار دراہم کے بدلہ خریدے تو یہ دوسری خریداری شمار ہوگی اور پہلی خریداری کے ٹوٹ جانیکا حکم ہوگا کیونکہ دونوں شرکت مفاوضہ کرنیوالوں کا حکم ایک شخص کا سا ہوگا۔ (محیط) دو آدمی کوئی غلام ہزار دراہم کے بدلہ خریدے اور دونوں آدمیوں میں سے ہر ایک دوسرے کی جانب سے کفالت کرے تو تاوقتیکہ دونوں میں سے کوئی آدھے سے زیادہ کی ادائیگی نہ کردے اسوقت تک دوسرے سے رجوع

کرنیکا حق نہ ہوگا۔ دو آدمی ایک شخص کی جانب سے مال کی کفالت اس شرط کے ساتھ کریں کہ دونوں میں سے ہر شخص دوسرے کی جانب سے وکیل ہو یعنی دونوں اشخاص میں سے ہر ایک اصیل (مال والے) کی جانب سے سارے مال کی کفالت کرنیکے بعد اپنے رفیق کفیل کی جانب سے بھی کفالت کرلے۔ پس دونوں اشخاص میں سے جتنا مال دوسرا ادا کریگا اسکا آدھے دوسرے کفیل سے واپس لینیکا حق ہوگا۔ ادائیگی کرنے والیکو یہ حق حاصل ہے کہ اگر چاہے تو اصیل سے کل ادا کردہ واپس لیلے اگر رب المال یعنی مال طلب کرنیوالا دونوں میں سے ایک شخص کو بری الذمہ قرار دے تو دوسرے کو پورے کیلئے ماخوذ کرنے اور اس سے طلب کرنیکا حق ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اصیل کی جانب سے بھی کفالت کرے دو مکاتب ایک ہی کتابت (مقررہ بدل کتابت) کے اندر مکاتب ہوئے ہوں اور ان دونوں میں سے دوسرے کی جانب سے سارے مال کی کفالت کرلے تو جو کچھ دونوں میں سے ایک کی ادائیگی کرے اسکا آدھا دوسرے سے واپس لینے کا حق ہوگا اگر دونوں کچھ بھی ادا نہ کریں حتیٰ کہ آقا دونوں میں سے ایک کو حلقۂ غلامی سے آزاد کردے تو یہ آزاد کرنا درست ہوگا اور آدھے آدھے بدل کتابت سے دونوں کے بری الذمہ ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اور باقی ماندہ آدھے بدل کتابت کیلئے آقا کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں میں سے خواہ کسی سے بھی مطالبہ کرے کیونکہ آزاد ہونیوالے سے کفالت کے حکم کی رو سے اور دوسرے سے بحکم اصالت (یعنی اصل ذمہ دار ہونیکی حیثیت سے) مطالبہ کرنے کا حق ہے لہٰذا اگر آقا آزاد شدہ سے وصول کرلے تو وہ آزاد شدہ دوسرے شخص سے وصول کریگا اور اگر دوسرے سے وصول کرے تو اسے آزاد شدہ سے کچھ لینے کا حق نہ ہوگا۔ (جامع صغیر) اگر ایسا جانور جو مشترک ہو بیمار پڑ جائے اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک غائب وغیر حاضر ہو اور جانوروں کا معالج (مویشیوں کا ڈاکٹر) اس جانور کے داغ لگوانا ضروری خیال کرے اور موجود شریک اسکے داغ لگوادے اور جانور مر جائے تو اس صورت میں اس پر ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر ان دونوں کا مشترک سامان کسی جانور کے اوپر لدا ہوا ہو اور وہ جانور راستہ میں گر جائے اور ایک شریک دوسرے کی غیر حاضری وعدم موجودگی میں ایک اس سے اندیشہ کے باعث کرایہ پر لیلے کہ سامان ضائع یا کم ہو جائے گا تو کرایہ پر جانور لینا درست ہوگا اور جانور کا جو کچھ کرایہ ہوگا اسکا حصہ شریک سے وصول کریگا (قنیہ) اگر دو شریکوں میں سے ایک شریک دوسرے سے کہے کہ میری خواہش یہ ہے کہ یہ باندی خاص طور پر اپنے لئے خرید لوں اور شریک خاموشی اختیار کرے اسکے بعد وہ باندی خریدے تو تاوقتیکہ شریک اس پر راضی نہ ہو جائے اور حامی نہ بھر لے یہ باندی اسکیلئے مخصوص نہ ہوگی۔ (خلاصہ) منتقیٰ کے اندر لکھا ہے کہ اگر دو آدمی اس شرط پر کوئی کام کرنے میں شرکت کرلیں کہ ان میں سے ایک کو مال شرکت کے نفع کے ساتھ دس دراہم مزید ماہانہ ملا کریں گے تو شرط کے باطل و کالعدم اور شرکت کے جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر شرکت مفاوضہ کے اندر یہ شرط کی جائے کہ ایک شریک کام کریگا تو اس شرکت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (تہذیب) دو شرکت عنان کرنیوالوں میں سے اگر ایک شریک کسی پر اپنے چیز کا دعویٰ کرے اور وہ چیز دونوں شریکوں کی مشترک ہو اور دعویٰ کیا گیا شخص (انکار کرتے ہوئے) حلف کرے تو اس صورت میں دوسرے شریک کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ دعویٰ کئے گئے شخص سے دوبارہ حلف لے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

عیون کے اندر ابن سماعہ امام محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر ایک شرکت مفاوضہ کرنیوالا کسی شخص سے ایک غلام بعوض ہزار دراہم خریدے اور ابھی قبضہ نہ کرنے پایا ہو کہ فروخت کرنیوالا اسکے دوسرے شریک سے وہ غلام بعوض ہزار دراہم اجرت کے اوپر لیلے تو چاہے غلام کو شناخت کرلیا ہو یا نہ کیا ہو اس اجارہ کو جائز و درست قرار دینے اور پہلی خریداری کے ٹوٹنے و ختم ہونے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

...روح پرور مبارک و مقدس معجزات

...ے ہر حرف اور ہر لفظ میں برکت و رحمت ہے

...رآن حکیم کا ہر نقش اسم اعظم ہے

...للہ رب العزت کا کلام بلاغت
...رب لاکر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام
...ہیں ...ور خاتم النبیین سید المرسلین
...صلی اللہ تعالیٰ علیہ و... قرآن حکیم
...یا ہے، پھر قرآن حکیم کی رحمتوں، برکتوں
...جزات کا کیا کہنا، ہر حرف اور ہر لفظ رحمتوں
اور برکتوں کا ایک سمندر ہے اور اس کے پڑھنے
سننے اور اپنے پاس رکھنے سے خدائے رحیم و کریم
کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
قرآن حکیم کا ہر لفظ اور ہر حرف اسم اعظم ہے،
نقش اعظم ہے اور اس کی برکتوں اور رحمتوں
کا یہ فیضان ہوتا ہے کہ مصیبتیں آسان ہوتی ہیں
پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور آرزوئیں اور
تمنائیں مستجاب اللہ پوری ہوجاتی ہیں۔

جب چاروں طرف سے پریشانیاں ہی
پریشانیاں ہوں اور کوئی معاملہ کسی طرح بھی حل
نہ ہوتا ہو اور اس کی طرف سے طبیعت میں ہر
وقت رنج و غم، الجھن اور پریشانی رہتی ہو،
کوئی رشتہ دار اور دوست مدد نہ کر سکتا ہو تو
خدائے عز و جل کے کلام مقدس کی مدد سے ہر
مشکل آسان ہو جائے گی۔ خدائے رب العزت
رحیم و کریم کے کلام پاک میں بڑی برکت
ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ کی ضرورت
اور آرزو بھی "قرآنی نقش اعظم" سے پوری
ہوجائے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کا عطیہ
ہے۔ جب کوئی سنگدل حاکم، مرد، دوست،
دشمن، خاوند، بیوی، افسر، ماتحت مرضی کے
مطابق کام نہ کر رہے ہوں اور ہر وقت الجھنیں
پیش آتی رہتی ہوں تو قرآن حکیم سے حل مشکلات
اور آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل میں مدد لیجئے
قرآن حکیم کے نقش اعظم کی برکتیں دیکھئے اور
"قرآنی نقش اعظم" کی برکت سے اپنی ہر
مشکل آسان کر لیجئے، ہر آرزو پوری کر لیجئے۔
"قرآنی نقش اعظم" کو اپنے پاس رکھ کر یا
اپنے ہاتھ پر باندھ کر ہر کام میں کامیابی اور ہر
میدان میں فتح یابی حاصل کر لیجئے۔ مقدمہ کے
سلسلہ میں کچہری کے حاکم سے، مرد سے، عورت
سے، محبوب سے، اجنبی سے، غرض جس سے
بھی کوئی مشکل اٹکی ہوئی ہو، جس سے بھی
کوئی آرزو پوری ہونی ہو اس "قرآنی نقش اعظم"
کی برکت سے وہ آپ کے لیے نرم دل اور
مہربان ہو جائے گا اور آپ کی منشا کے مطابق
آپ کا کام کرے گا۔ محبت میں دشمنی اور دشمنی میں
محبت پیدا کرنا، بچھڑے آدمی کو اپنا ہم خیال اور
ہمدرد بنا لینا، تجارت میں نفع، امتحان میں
کامیابی، قرض کی ادائیگی، دفع بیماری آسیب
و سحر، شادی بیاہ، دفع شر و فتنہ و فساد اور
زیادتی رزق و مال، غرض جو بھی مشکل در پیش
ہو، جو بھی ضرورت اور آرزو ہو "قرآنی نقش اعظم"
کو اپنے پاس رکھیے، بازو پر باندھ لیجئے، یا
گلے میں ڈال لیجئے، آپ کی ہر ضرورت اور ہر
آرزو اللہ پاک کے کلام پاک کی برکت سے
پوری ہو جائے گی۔ "قرآنی نقش اعظم" کا ہدیہ
معہ محصول رجسٹری .... کے علاوہ صرف
تین روپے پانچ آنے ہے۔ یہ ہدیہ کسی بڑی
مالی منفعت کی خاطر نہیں ہے بلکہ پبلک
مفاد پیش نظر ہے اسی لیے صرف خرچ
اشتہارات اور حق المحنت کے طور پر یہ ہدیہ
رکھا گیا ہے تاکہ ہر ضرورتمند اور پریشان انسان
اس نقش کو اپنے پاس رکھ کر قرآن حکیم کی
برکتیں اور رحمتیں دیکھ سکے اور قرآن حکیم کے
معجزات بابرکات کا اسے خود مشاہدہ اور تجربہ
ہو جائے، جس شخص کے گلے میں یا بازو پر یہ
"قرآنی نقش اعظم" ہوگا وہ دنیوی آفات
سے محفوظ رہے گا اور تمام دشمنوں میں سرخرو
و سرفراز ہو جائے گا۔ ہزاروں آدمیوں نے
اس "قرآنی نقش اعظم" کو آزمایا ہے۔ آپ
بھی یہ "قرآنی نقش اعظم" صوفی ...
چشتی آستانہ عالیہ قرآن
منزل، بجامع شاہجہانی دہلی
کے پتہ سے منگا لیجئے۔ ہزاروں کی بگڑی اس
نقش نے بنا دی ہے آپ بھی اس ...
"قرآنی نقش اعظم" منگا کر اپنے پاس رکھیے
اور دیکھئے کہ اللہ رب العزت کے کلام پاک
میں کتنی برکت اور رحمت ہے! اللہ تعالیٰ
کے کلام پاک کی برکت سے آپ ہر مشکل
سے نجات پالیں گے، ہر آرزو پوری ہو جائے گی
زندگی کے ہر لمحہ میں آپ شاد کام و شاداں
رہیں گے، آپ کو ہر کام میں کامیابی اور ہر
میدان میں فتح یابی ہوگی۔ ...